امر بالمعروف

ونہی عن المنکر

امام خمینیؒ کی نگاہ میں

مؤسسۂ تنظیم ونشر آثار امام خمینیؒ

بین الاقوامی امور

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

امام خمینیؒ کی نگاہ میں

ناشر: مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینیؒ۔ بین الاقوامی امور

پتہ: جمہوری اسلامی ایران

تہران خیابان شہید باہنر خیابان یاسر خیابان سودہ ۵

پوسٹ بکس: ۶۱۴-۱۹۵۷۵ کوڈ: ۱۹۷۷۶

ٹیلی فون: ۵ -۲۲۹۰۱۹۱ ۲۲۸۳۱۳۸

فیکس: ۲۲۹۰۴۷۸ (۲۱ ۰۰۹۸)

طبع: اول۔۲۰۰۵ء

تعداد :

قیمت: ریال

ای میل : info@imamkhomeini.org

انّما خرجت لطلب الاصلاح في أمة جدّي

وأريد أن آمُرَ بالمعروف وأنهیٰ عن المنكر

وأسير بسيرة جدّي وأبي علي بن أبي طالب[1]

مقدمہ

انبیائے کرامؑ کی بعثت، اولیائے الٰہیؑ کی دعوت اور مردان حق کی شہادت وغیرہ، توحید کی اشاعت اور خدا اور اس عالم کی صحیح معرفت حاصل کرنے کا مقدمہ ہے۔[2] انبیاء کی تمام تعلیمات اور تہذیب نفس، انسان کو تاریکیوں سے نکال کر اُسے نور میں داخل کرنے کیلئے تھیں اور سوائے حق تعالیٰ کے اور کچھ بھی چیز نور نہیں ہے۔[3]

موحّد اور معرفت حق رکھنے والے انسانوں کی تربیت اُس وقت نہیں ہو سکتی، جب تک وہ عدالت اور تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہونے والے معاشرے میں نہ ہوں۔ اسلام نے ہر اُس چیز کی طرف توجہ دی ہے کہ جو مسلمان انسان اور اسلامی معاشرے کی اصلاح واستمرار میں دخالت رکھتی ہے۔ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دینا، اُن کی کجی کی طرف توجہ نہ دینا اور سچائیوں کے عمل میں لانے کیلئے سعی و کوشش نہ کرنا، اسلامی معاشرے کی تباہی و بربادی کے مترادف ہے۔ سب کی طرف توجہ، تنبیہ اور یاد دہانی کی یہ عمومی ذمہ داری ہی ہے کہ جو معاشرے کی اصلاح کرتی ہے اور اُسے خطرات سے محفوظ رکھتی ہے۔ بنابریں یہ واضح ہے کہ اسلام میں ''امر بالمعروف'' اور ''نہی عن المنکر'' کو ایک عمومی فریضے اور اجتماعی نظارت کے طور پر سب پر واجب کیا گیا ہے لہذا اس وجوب کی بنا، مسلمان مرد اور عورت کی ایک دوسرے پر ولایت کی بنیاد پر رکھی گئی ہے۔

ولایت انسانوں کے درمیان ایک قریبی ترین تعلق ہے کہ جو ہمدردی، احساس ذمہ داری اور فریضہ کی بنیاد پر قائم ہے۔ ولی کا فریضہ ہے کہ وہ ''مولی علیہ'' کے اُمور پر توجہ کرے اور اُس کی ضروریات کو پوری کرتے ہوئے اُس کے امور کی اصلاح کرے اور انسان کی رشد و ترقی کا راستہ فراہم کرے۔ قرآنی آیت[4] کے مطابق اسلامی معاشرے میں مسلمان ایک دوسرے کے بارے میں کچھ اسی قسم کے فرائض اور ذمہ داریوں کے حامل ہیں۔

---

1. بحارالانوار، ج ۴۴، ص ۳۲۹۔
2. صحیفہ امام، ج ۱۹، ص ۲۸۴۔
3. صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۱۶۔
4. سورۂ توبہ، ۷۱۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، واجبات کے بر پا ہونے، دین کی بقاء اور ظالم سے مظلوم کا حق لینے کا موجب بنتا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، حقائق کو روشن کر کے بدعتوں کو ختم کرتا ہے اور بدعت گذاروں کو رسوا کرتا ہے اور دینی حقائق میں تحریف کے مانع بنتا ہے۔

اسلام میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اُن چیزوں کے برعکس کہ جو اذہان میں بیٹھی ہوئی ہیں اور بعض کتابوں میں ذکر کی گئی ہیں، فقط چند ایک مختصر موارد اور پند و نصیحت تک محدود خصوصی یاد دہانیوں پر ہی مشتمل نہیں ہے، بلکہ اس کی وسعتیں، حکومت حق کے برپا ہونے اور حکومت الٰہی کے غاصبوں اور ظالموں کے رسوا کرنے کیلئے امام حسین (ع) کے قیام، شہادت اور خاندان پیغمبر ﷺ کی قید و اسارت تک پھیلی ہوئی ہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، شرعاً و عقلاً اہم ترین واجبات میں سے ہیں اور دین اسلام کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہیں۔ یہ دونوں موضوعات برترین عبادت اور کامل ترین اطاعت شمار ہوتے ہیں اور جہاد و دعوت الی الحق کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اور خلق خدا کی ہدایت اور گمراہی و باطل کے مقابلے میں استقامت کے راستوں میں سے ایک راستہ ہیں۔[1]

اسلامی علوم اور منابع میں امر و نہی کا موضوع

اسلام کے اصلی اور بنیادی دو منابع کتاب و سنت ہیں اور ان دونوں میں ان دو واجبات کے بارے میں بہت زیادہ تاکید ملتی ہے۔ قرآن مجید کی تیرہ آیات میں صراحت کے ساتھ ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پیغمبر ﷺ اور اہل بیت (ع) کی عملی اور قولی سنت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ایک خاص مقام حاصل ہے اور خاندان نبوت (ع) کی جانب سے منقول دعاؤں اور زیارات میں ان دونوں کی جانب بہت زیادہ توجہ دی گئی ہے۔[2]

تفسیر و حدیث

تفسیر میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق آیات کے ذیل میں یہ بحث تفاسیر کی مناسبت سے بیان کی گئی ہے اور حدیث و روایات کی کتابوں میں یہ بحث مختلف ابواب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

محمد بن یعقوب کلینیؒ (متوفی ۳۲۹ھ) "فروع کافی" کی جلد ۵ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بحث کو مختلف ابواب میں ذکر کرتے ہیں۔ محمد بن حسن طوسیؒ (متوفی ۴۶۰ھ) " تھذیب" کی جلد ۶ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا باب قائم کرتے ہیں۔ شیخ محمد حسن حر عاملیؒ (متوفی ۱۱۰۴ھ) "وسائل الشیعہ" کی جلد ۱۱ میں کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر میں یہ بحث پیش کرتے ہیں اور علامہ محمد باقر مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۱ھ) "بحار الانوار" کی جلد ۱۰۰ میں کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر لکھتے ہیں۔

---

1. محمد حسین کاشف الغطا، اصل الشیعہ واصولہا، ص ۲۵۱۔
2. مثال کے طور پر، زیارت جامعہ کبیرہ، زیارت امیر المومنین، امام حسین اور امام رضا (ع) کی طرف رجوع کیجئے۔

اہل سنت کی کتب احادیث میں اس موضوع سے مختص باب کم ہی نظر آتا ہے۔ صحاح ستہ اور مستدرک حاکم میں اس عنوان سے کوئی باب نہیں ملتا۔ لیکن علی متقی الھندی کی کتاب "کنزالعمال" کی جلد ۳ میں باب "الامر بالمعروف والنہی عن المنکر" موجود ہے۔

علم کلام

علم کلام اور ملل و نحل کی کتابوں میں بھی "امر بالمعروف والنہی عن المنکر" کی بحث ملتی ہے۔ علم کلام کے علماء نے اس موضوع کے اصل وجوب کو بالاتفاق قبول کرنے کے بعد وجوب کی (سمعی یا عقلی) کیفیت اور اس کی شرائط کے بارے میں بحث کی ہے۔ منجملہ قاضی عبدالجبار ہمدانی اسد آبادی (متوفی ۴۱۵ھ) نے "الاصول الخمسہ" میں اصل پنجم کے عنوان سے اس بحث کو پیش کیا ہے اور ابن حزم اندلسی (متوفی ۴۵۶ھ) نے "المفصل فی الملل والاھواء والنحل" میں "الامر بالمعروف والنہی عن المنکر" کے عنوان کے تحت اور خواجہ نصیر الدین طوسیؒ نے (متوفی ۶۷۲ھ) نے "تجرید الاعتقاد" میں مقصد ششم کے آخر میں مسئلہ شانزدہم کے نام سے اس بحث کو چھیڑا ہے۔ اسی طرح کتاب، مواقف، شرح مقاصد، کشف المراد شرح تجرید الاعتقاد میں بھی یہ بحث کی گئی ہے۔

اخلاق و عرفان

امر بالمعروف والنہی عن المنکر کی بحث کی طرف علم اخلاق اور عرفان عملی کی کتابوں میں بھی توجہ دی گئی ہے، منجملہ امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) نے احیاء العلوم میں، ملا محمد محسن فیض کاشانی (متوفی ۱۰۹۱ھ) نے محجۃ البیضاء فی تہذیب الاحیاء میں، قاضی سعید قمی (متوفی ۱۱۰۳ھ) نے توحید صدوق کی شرح میں، ملا محمد مہدی نراقی (متوفی ۱۲۰۹ھ) نے اور ملا احمد نراقی (متوفی ۱۲۴۴ھ) نے جامع السعادات اور معراج السعادۃ میں یہ موضوع پیش کیا ہے۔

امام محمد غزالی "امر بالمعروف والنہی عن المنکر" کو عبادات کے حصے میں کتاب نہم کے عنوان سے پیش کرتے ہیں اور اس بحث کو چار ابواب میں اس طرح لاتے ہیں:

باب (۱): امر و نہی کا وجوب اور اس کی اہمیت و اثرات۔ باب (۲): ان دونوں کے ارکان اور شرائط اور پھر حسبہ اور محتسب کی شرائط اور اُس کے فرائض کے بارے میں تفصیلی بحث کرتے ہیں۔ باب (۳): مساجد اور راستوں میں موجود مختلف منکرات کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔ باب (۴): امراء اور حکمرانوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بحث پر مشتمل ہے۔ دوسری اخلاقی کتابوں کی ابحاث بھی تھوڑے بہت فرق کے ساتھ احیاء العلوم کی مانند ہیں۔

علم فقہ

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بحث کا اہم ترین منبع علم فقہ کی کتابیں ہیں، چونکہ مذہب اہل بیتؑ کے فقہانے عرصہ دراز سے اسے فقہی مباحث میں شمار کرتے ہوئے اس کے بارے میں بحث کی ہے۔

امام خمینیؒ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

حق تو یہ ہے کہ موجودہ صدی میں حضرت امام خمینیؒ کو ان دو واجبات الٰہی (امر بالمعروف و نہی عن المنکر) کا احیاء کرنے والا قرار دیں کہ جنہوں نے قولاً و عملاً اسے زندہ کیا ہے۔ امامؒ کی کتاب کشف الاسرار کا مسودہ کہ جو ۱۳۶۳ ھ قمری میں لکھا گیا ہے، عرصہ دراز سے ان دو واجبات الٰہی پر اُن کے عمل پیرا ہونے کا واضح ترین نمونہ شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح، انقلاب اسلامی کی تحریک بھی اس فریضہ الٰہی کے بارے میں اُن کے (عملی) اقدام کا روشن ترین مصداق ہے۔

امامؒ اس موضوع کے بارے میں وسعت نظر رکھتے تھے اور اسے محدود مواقع پر چند خصوصی نصیحتوں اور یاد دہانیوں سے بالاتر جانتے تھے، اسی لئے اُنہوں نے اپنی فقہی کتابوں میں اور اپنے تمام انقلابی فرامین اور دستورات میں اور پھر اسلامی جمہوریہ میں، امر و نہی کے احکام اور لوازمات کے ضروری موارد کو عوام اور اعلیٰ حکام کے گوش گذار کیا ہے۔ بنا بریں، اُن کی جانب سے اس موضوع کے بارے میں خصوصی عنوان کے طور پر جو کچھ لکھا گیا ہے اس کے علاوہ بھی ہم اُن کے اس موضوع کے بارے میں نظریات اور افکار کو ان کی تقاریر، پیغامات اور دوسرے فرمودات سے اخذ کر سکتے ہیں۔ موجودہ کتاب میں اسی نقطہ نظر سے اس موضوع سے متعلق مواد جمع کیا گیا ہے۔ اس طرح، بہت سے ایسے نکات، محققین اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے افراد کے سامنے پیش کیئے جا رہے ہیں کہ جن کی طرف فقہا کی فقہی کتابوں اور خود امام خمینیؒ کی فقہی کتب میں بھی کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ امر بالمعروف اور اُس کے ملحقات کی بحث اور اُن کے فتاویٰ کو امامؒ کی فقہی کتب میں سے "رسالہ تقیہ"، "المکاسب المحرمہ" کی بحث "حکم المبیع اذا بیع ممن یصرفہ فی الحرام" اور "تحریر الوسیلہ" سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔

بلاشک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں اُن کی اہم ترین بحث، تحریر الوسیلہ کی "کتاب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر" میں کی گئی ہے کہ جو ۱۳۸۴ ھ ق میں لکھی گئی ہے۔ حضرت امام خمینیؒ نے تحریر الوسیلہ کہ جو سید ابوالحسن اصفہانیؒ (متوفی ۱۳۶۵ ھ ق) کی کتاب "وسیلۃ النجاۃ" کی تجدیدی تحریر ہے، لکھنے کے دوران کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر کا اُس پر اضافہ کیا ہے، چونکہ سید اصفہانیؒ کے متن میں دوسری لکھی جانے والی "توضیح المسائل" کی کتابوں کی طرح یہ بحث موجود نہیں ہے اور دوسرے فقہاء مثلاً آیت اللہ سید محمد رضا گلپایگانیؒ کی جانب سے وسیلۃ النجاۃ پر لکھے تعلیقات اور حواشی میں بھی اس موضوع کے بارے میں کوئی اشارہ نہیں ملتا۔

امامؒ نے اس کتاب میں دوسری فقہی کتب مثلاً شرائع الاحکام میں رائج ترتیب ہی کو اختیار کیا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بہت سے اضافات بھی کیئے ہیں کہ جو اس کتاب کی تالیف کے زمانے تک بے مثال ہیں۔ یہاں ہم اختصار کے ساتھ قارئین کی توجہ امامؒ کی کتاب، تحریر الوسیلہ کے مباحث اور ان کے دوسرے فقہی نظریات کی طرف مبذول کراتے ہیں:

امامؒ امر و نہی کو واجبِ عقلی و شرعی اور عینی و کفائی میں تقسیم کرتے ہیں اور خود امر و نہی کو واجب عقلی جانتے ہیں [1] اور اُس کے کفائی ہونے کا حکم لگاتے ہیں۔

امامؒ امر و نہی کو (حکم) مولوی جانتے ہیں لیکن اس کے توصلی ہونے کے بھی قائل ہیں اور اس میں قصد قربت کو شرط نہیں سمجھتے۔

اس جگہ جو اہم ترین فروعات پیش کرتے ہیں اُن میں سے ایک، افراد کے معروف (نیکی) کے برپا ہونے اور منکر (بُرائی) کے ختم ہونے پر جمع ہونے کو لازم قرار دیتے ہیں۔

علم کو وجوب کی شرائط میں سے قرار دیتے ہیں نہ کہ واجب کی شرائط میں سے، لیکن امر و نہی کی شرائط اور احکام کو سیکھنا واجب جانتے ہیں۔

وہ تاثیر کی شرط کو قبول تو کرتے ہیں، لیکن عدم تاثیر کے علم کو فریضہ (امر و نہی) کے ساقط ہونے کا موجب جانتے ہیں، حتٰی عدم تاثیر کا گمان بھی ہو تو اسے فریضے کے ساقط ہو جانے کا سبب قرار نہیں دیتے ہیں۔

امامؒ مختلف فروعات پیش کرتے ہوئے (امر و نہی کی) تاثیر کو وسعت دیتے ہیں اور اُسے فقط فوری تاثیر اور مخاطب شخص پر تاثیر میں منحصر نہیں جانتے، بلکہ مستقبل میں موثر ہونے، دوسروں پر موثر ہونے، حقائق کے واضح ہونے اور علمائے کرام سے سازش کے اتہام کے رفع ہونے کو تاثیر کے اہم موارد میں شمار کرتے ہیں۔

امامؒ زیان اور ضرر کے سلسلے میں فقط امر و نہی کرنے والے شخص کے ضرر کی طرف ہی توجہ نہیں دیتے، بلکہ امر و نہی کے ترک کرنے سے جو ضرر و زیان اسلام اور مسلمین کو پہنچتا ہے، اُسے اہم قرار دیتے ہیں اور اسلام اور احکام اسلام کی حفاظت جیسے بعض اہم مواقع پر جان کی قربانی تک کے ضرر کو نہ صرف جائز، بلکہ واجب قرار دیتے ہیں۔

امامؒ امر و نہی کے فروعات میں ظالموں کی تائید، دین و علمائے دین کی ہتک اور بدعتوں کے مقابلے میں علمائے دین اور بزرگان کے فرائض اور ذمہ داریوں پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔

---

1. المکاسب المحرمہ، ج۱، ص۱۳۶۔

امام خمینیؒ (سوائے چند ایک موقعوں کے) باقی تمام موارد میں ظالموں کے ساتھ تعاون کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں اور اغیار کے ساتھ ہر قسم کے ایسے رابطے اور تعلق کو حرام جانتے ہیں اور اُس کی نفی کرتے ہیں جو سیاسی، ثقافتی اور اقتصادی میدان میں مسلمانوں پر غیر مسلمین کے تسلّط کا سبب بنے۔

امام خمینیؒ مار پیٹ اور قتل جیسے موارد میں اذن فقیہ کو واجب جانتے ہیں، لیکن اہم اور فوری نوعیت کے مواقع پر اسے ساقط قرار دیتے ہیں۔

اُنہوں نے امر بالمعروف کے مسئلے میں ظالم حکمرانوں کی جانب سے سیاسی عہدے قبول کرنے، زمانہ غیبت میں فقہا کی ولایت، طاغوتی حکومتوں میں قضا و حدود و دیات جیسے امور کی سرپرستی اور حکام جور اور اُن کے قضات کی طرف رجوع کرنے کے ناجائز ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

امام خمینیؒ اہم موقعوں پر تقیہ کو حرام جانتے ہیں۔

اس کتاب کی خصوصیات

۱۔ یہ کتاب موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینیؒ کے معاون ادارے کے شعبہ معارف اسلامی میں تیار کی گئی ہے اور تین حصوں پر مشتمل ہے:

پہلا حصہ، ''کلیات'' پر مشتمل ہے کہ جس کی چار فصلیں ہیں: اہمیت و اثرات، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا وجوب، معروفات اور منکرات۔

معروفات اور منکرات کی فصل میں اُن موارد کو قارئین کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جنہیں امامؒ زمانہ حاضر میں اور ہمارے معاشرے میں معروف (نیکی) یا منکر (بُرائی) قرار دیتے ہیں۔

دوسرا حصہ، چار شرائط یعنی: علم، تاثیر کے احتمال، عمل پر اصرار اور عدم مفسدہ پر مشتمل ہے۔

تیسرا حصہ، سہ گانہ مراتب یعنی: غیر زبانی مرتبہ، زبانی امر و نہی کا مرتبہ، اقدام اور عملی انکار اور امر و نہی میں مراتب کی رعایت کرنے پر مشتمل ہے۔

۲۔ اس کتاب کو مرتب کرنے میں ہم نے کوشش کی ہے کہ عبارات کو اُن کے اصلی اور صریحی پیام کو دیکھتے ہوئے اس سے قریبی ترین عنوان کے تحت لایا جائے اور حتی الامکان عناوین میں ان کے تکرار سے بچنے کی سعی کی گئی ہے۔ لہذا ایک موضوع کے بارے میں امامؒ کے نظریات کو جاننے کیلئے اُسی ایک ہی عنوان پر اکتفا نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا کتاب کے دوسرے عناوین کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

۳۔ ہم نے ہر منتخب عبارت کیلئے جو عناوین انتخاب کیئے ہیں وہ حضرت امامؒ کے اپنے کلمات اور الفاظ نہیں ہیں، لیکن اس کے باوجود کوشش کی گئی ہے کہ امامؒ کی منتخب شدہ عبارت میں سے ہی عنوان کو بھی انتخاب کی جائے۔ لہذا منتخب شدہ عناوین کے جملات کو امامؒ کی جانب منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا محققین حضرات اس کتاب سے مطالب نقل کرنے میں اس نکتے کی طرف متوجہ رہیں۔

آخر میں ہم سب دوستوں کے شکر گزار ہیں کہ جنہوں اس مجموعے کی تیاری میں اور اس کے ترجمے میں ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔

شعبہ تحقیق

مؤسسہ تنظیم و نشر آثار حضرت امام خمینیؒ

حصّہ اوّل

کلیّات

فصل اول۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اہمیت اور اثرات

فصل دوئم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا وجوب

فصل سوئم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معروفات

فصل چہارم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

منکرات

پہلی فصل

اُمر بالمعروف و نہی عن المنکر

کی اُہمیت اور اُثرات

قرآن اور روایات میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت

یہ دو امور بافضیلت ترین اور عظیم ترین واجبات میں سے ہیں اور ان کے ذریعے واجبات قائم ہیں۔ ان دونوں کا واجب ہونا، ضروریات دین میں سے ہے اور ان کا انکار کرنے والا اگر جانتا ہو کہ اس کا نتیجہ کیا ہے اور اس نتیجے کا معتقد ہو تو کافروں میں سے شمار کیا جائے گا۔ قرآن کریم اور روایات میں مختلف لہجوں میں ان پر عمل کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ قرآن میں خداوند متعال فرماتا ہے: ''تم میں سے ایسے کچھ لوگ ضرور ہوں کہ جو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں اور یہ لوگ فلاح پائیں گے''۔[1] اور ایک جگہ فرماتا ہے: ''تم وہ بہترین قوم ہو جسے لوگوں کیلئے بھیجا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو''۔[2] اور ان کے علاوہ دوسری آیات۔

حضرت امام رضا(ع) سے منقول ہے: ''رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جب میری امت امر بالمعروف و نھی عن المنکر کو ترک کر دے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا سے اعلان جنگ کرے''۔[3]

رسول اللہؐ سے منقول ہے: ''خدا ایسے ضعیف مومن کیلئے بغض رکھتا ہے کہ جس کا کوئی دین نہ ہو پوچھا گیا وہ ضعیف مومن کون ہے جس کا کوئی دین نہ ہو؟ فرمایا: وہ شخص جو برائی سے نہیں روکتا''۔[4]

اور رسول اللہ ؐ سے نقل ہوا ہے: ''جب تک میری امت کے افراد نیکی کا حکم دیں، برائی سے روکیں اور نیک کام کے انجام دینے میں ایک دوسرے کی مدد کریں اس وقت تک بھلائی کے راستے پر ہیں اور جب وہ یہ کام ترک کر دیں تو ان سے برکتیں چھین لی جائیں گئیں اور بعض افراد دوسرے افراد پر مسلط ہو جائیں گے اور زمین و آسمان میں کوئی ان کی مدد کرنے والا نہیں ہو گا''۔[5]

---

1. سورۂ آل عمران، ۱۰۴۔
2. سورۂ آل عمران، ۱۱۰۔
3. وسائل الشیعہ، ج ۱۱، ص ۳۹۴، حدیث ۵۔
4. ایضاً، ص ۳۹۷، حدیث ۱۳۔
5. سابقہ ماخذ، ج ۱۱، ص ۳۹۸، حدیث ۱۸۔

اور امیر المؤمنینؑ سے منقول ہے کہ انھوں نے خطبہ دیا اور خداوند متعال کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ''تم سے پہلے کی اقوام فقط اس لئے ہلاک ہوئیں کہ وہ لوگ گناہ کے مرتکب ہوتے تھے اور ان کے مذہبی راہنما انھیں گناہ سے نہیں روکتے تھے یہاں تک کہ انھوں نے گناہوں کی انتہاء کر دی اور پھر بھی ان کے مذہبی راہنماؤں عقلاء نے انھیں نہیں روکا، لہذا خدا کا عذاب ان پر نازل ہوا اس لئے تم لوگ نیکی کی دعوت دو اور برائیوں سے روکو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے نہ کسی کی موت نزدیک ہوتی ہے اور نہ کسی کا رزق بند ہوتا ہے''۔[1] (حدیث جاری ہے)

امام باقر (ع) فرماتے ہیں: ''آخر زمان میں ایسی قوم آئے گی کہ جس میں ریاکار افراد کی پیروی کی جائے گی۔ یہ لوگ قرآن اور عبادت خدا کو اپنے سے منسوب کرتے ہوں گے۔ یہ نئے آنے والے بے وقوف افراد ہوں گے جو نہ امر بالمعروف کو اور نہ نہی عن المنکر کو واجب شمار کریں گے۔ مگر اس وقت کہ انھیں کوئی نقصان نہ ہو وہ ہمیشہ اپنے لئے بہانے اور عذر تراشتے رہیں گے''۔ پھر فرمایا: ''حتی اگر نماز ان کاموں میں رکاوٹ بنتی ہو جنھیں وہ اپنے مال اور بدن سے انجام دیتے ہیں تو ایسے ترک کر دیتے جیسا کہ انھوں نے بافضیلت ترین اور عظیم ترین فرض کو ترک کر دیا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک ایسا اہم واجب ہے کہ جس سے دوسرے واجبات قائم ہیں اس حالت کے بعد ان پر خداوند متعال کا غضب پورا ہو گا اور وہ ان سب کو عذاب میں مبتلا کر دے گا نیک افراد برے لوگوں کے گھروں میں مار دیئے جائیں گے اور چھوٹے بڑوں کے ساتھ نابود ہو جائیں گے''۔[2]

اور محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق (ع) نے شیعوں کو لکھا: ''تم میں سے عمر رسیدہ اور عاقل افراد جاہل اور ریاست طلب افراد پر نظر رکھیں یا تم سب پر میری لعنت ہو گی''۔[3] ان کے علاوہ بھی بہت سی احادیث اس باب میں موجود ہیں۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۲۴)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اثرات

حکومت اسلامی کا تعارف، ظالم حکومتوں کی نابودی کا سبب

ہمیں اسلامی طرز حکومت اور مسلمانوں کے ساتھ اسلامی حکام کے رویئے کو دنیا تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ ان استعمار زدہ حکومتوں کے بجائے کہ جن کی بنیاد ہی ظلم و ستم اور لوٹ مار پر ہے، عدل و انصاف پر مبنی ایک حکومت کے قیام کا راستہ ہموار ہو سکے۔ اگر ہر طبقے کے جوان (اُس) اسلامی طرز حکومت کو سمجھ لیں کہ جو افسوس کے ساتھ پیغمبر اسلام ﷺ کے زمانے میں چند سال تک اور امیر المومنین (ع) کے انتہائی قلیل دور حکومت کے سوا برقرار نہ رہ سکی، تو ظالمانہ استعماری حکومتوں اور گمراہ کیمونسٹ مکاتب فکر وغیرہ کی بنیادیں خود بخود ختم ہو جائیں۔

---

1. ایضاً، ص۳۹۵، حدیث۷۔
2. ایضاً، ص۳۹۴، حدیث۶۔
3. سابقہ ماخذ، ص۳۹۵، حدیث۸۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۳۴۶)

اسلام سے آگاہی، استعماری منصوبوں کے بر ملا ہونے کا سبب

اس وقت پڑھے لکھے مسلمانوں اور روشن فکر لوگوں پر لازم ہے کہ وہ ہر ممکنہ طریقے اور ہر قسم کی کوشش سے اسلام اور اسلامی راہنمائوں اور علمائے اسلام کی سنگین ذمہ داریوں سے لوگوں کو آگاہ کریں تاکہ وہ اُن گمراہ اور نام نہاد علمائے دین کو رد کردیں کہ جو (اب تک) مستقیم اور غیر مستقیم طریقے سے جابر (پہلوی) حکومت کی خدمت میں لگے رہے ہیں۔ اگر ملت اسلام، قرآن کی نورانی بنیادوں سے واقف ہو جائے اور علمائے اسلام و اسلامی پیشوائوں کی سنگین ذمہ داریوں سے آگاہ ہو جائے تو خود بخود نام نہاد، درباری علماء معاشروں میں سے ختم ہو جائیں گے اور اگر نام نہاد اہل عمامہ اور علمائے سوء کا مقام معاشرے میں ختم ہو جائے اور وہ عوام کو فریب نہ دیں سکیں تو ظالم حکومتیں کبھی بھی استعماری منصوبوں کو عملی شکل نہیں دے سکیں گی۔ ہمیں ہر ضروری کام سے پہلے انہی علمائے سوء کے بارے اپنا فریضہ ادا کرنا چاہیے کہ جو آج اسلام اور مسلمین کے خطرناک ترین دشمن شمار ہوتے ہیں اور انہی کے ہاتھوں سے اسلام کے دیرینہ دشمنوں اور استعمار کے غلام حکمرانوں کے منصوبے اجرا ہوتے ہیں۔ ہمیں ان نام نہاد علماء کو مساجد اور اسلامی مجالس و محافل سے دور کر دینا چاہیے تاکہ اسلام کے مخالفین کو اسلام و قرآن کی حریم سے دور رکھ کر اسلامی ممالک کے استقلال کی حفاظت اور ملت اسلام کا دفاع کیا جا سکے۔

اُمید ہے کہ علمائے کرام اور اسلام کے عظیم مراجع عظام حوزہ ہائے علمیہ اور صنف علماء کو اغیار کے نفوذ اور استعمار کے کارندوں کی خیانت سے محفوظ رکھتے ہوئے، مخالفین کے جاسوسوں کو (حوزہ ہائے علمیہ سے) دور کر کے رسوا کریں گے کہ جو علمائے اسلام کی صنف میں داخل ہیں اور اسلام و علمائے اسلام کے انحطاط و زوال کا باعث بن رہے ہیں اور وہ ان چند گنے چنے فریب خوردہ اور دنیا پرست افراد کو ہر گز اجازت نہیں دیں گے کہ یہ لوگ شیعوں کے ہزار سالہ استقلال کو اسلام کے مخالفین اور استعمار کے نوکروں کی خواہشات و اغراض کا نشانہ بنا دیں۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۴۸)

ملت کا احتجاج، ناجائز کاموں کی روک تھام

خدانخواستہ ہو سکتا ہے یہی کام [1] کل تہران میں بھی انجام پانے لگے اور کوئی عالم دین، سیاستدان اور ڈاکٹر و انجینئر اس پر اعتراض نہ کرے۔ ان کاموں پر اعتراض ہونا چاہیے، ان کے بارے میں بات کی جانی چاہیے اگر تمام قومیں سب کی سب مل کر کسی بات پر اعتراض کریں اور احکام اسلام کو بیان کریں تو ممکن نہیں ہے کہ اس قسم کا واقع رونما ہو، یہ سب کچھ ہماری سستی اور کمزوری کی وجہ سے رونما ہوا ہے اور ہماری کمزوری سے فائدہ اُٹھایا گیا ہے۔

---

1. یہاں "فن و ثقافت کا جشن" مراد ہے کہ جو شیراز میں اسلامی و عمومی عفت کی بے حرمتی کا باعث بنا تھا۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص ۲۳۰)

امام حسین (ع) کے قیام کا مقصد اسلام کو خطرے سے بچانا

سید الشہداء (ع) نے اپنے چند اصحاب اور چند رشتہ داروں اور مخدرات کے ساتھ قیام کیا تھا، چونکہ یہ قیام للہ تھا۔ لہذا اس نے اُس خبیث کی سلطنت کی بنیادوں کو ختم کر ڈالا۔ امام (ع) خود تو شہید ہو گئے تھے لیکن اس سلطنت کی بنیاد کو توڑ گئے تھے۔ وہ سلطنت کہ جس نے اسلام کو طاغوتی سلطنت کی شکل میں تبدیل کر دیا تھا۔ اسلام کو معاویہ اور یزید سے جو خطرہ تھا وہ یہ نہیں تھا کہ اُنہوں نے خلافت غصب کر لی تھی، یہ تو بہت معمولی خطرہ تھا، ان کا خطرہ اسلام کیلئے یہ تھا کہ یہ اسلام کو ایک ایسی سلطنت میں تبدیل کرنا چاہتے تھے کہ جس میں معنویت (اسلام) طاغوتیت میں تبدیل ہو جاتی، یہ لوگ خلیفہ رسولؐ کے نام پر اسلام کو طاغوتی حکومت میں تبدیل کرنا چاہتے تھے۔ جس قدر نقصان ان دو افراد نے اسلام کو پہنچایا ہے یا پہنچانا چاہتے تھے اس قدر نقصان پہلے والوں نہیں پہنچایا۔ یہ اسلام کی اصل اور بنیاد ہی کو اُلٹ دینا چاہتے تھے۔ ان کی مجالس اور محافل میں سلطنت تھی، شراب تھی، قمار تھا۔ رسول اللہ کا خلیفہ، محفل شراب میں، قمار کی محفل میں؟ اس کے بعد یہی خلیفہ رسول جاتا ہے نماز جماعت بھی پڑھاتا ہے! یہ اسلام کیلئے سب سے بڑا خطرہ تھا، اسی خطرے کو سید الشہداء (ع) نے برطرف کیا ہے۔ یہ مسئلہ، فقط خلافت کے غصب کا مسئلہ نہیں تھا۔ سید الشہداء (ع) کا قیام، طاغوتی سلطنت کے خلاف تھا، وہ طاغوتی سلطنت کہ جس میں اسلام کو رنگا جا رہا تھا، اگر یہ لوگ اس کام میں کامیاب ہو جاتے تو اسلام ایک اور ہی چیز بن جاتا، اسلام، دو ہزار پانچ سو سالہ سلطنت جیسی حکومت میں تبدیل ہو جاتا۔ وہ اسلام کہ جو سلطنتی حکومت اور اس جیسی دوسری حکومتوں کو ایک الٰہی حکومت میں تبدیل کرنے کیلئے آیا تھا، جو طاغوت کو توڑ کر اُس کی جگہ اللہ کو لانے کیلئے آیا تھا۔ لیکن یہ چاہتے تھے کہ اللہ کو ہٹا کر اس کی جگہ طاغوت کو بٹھا دیں، وہی جاہلیت سابقہ کو زندہ کر دیں، سید الشہداء (ع) کا قتل ہو جانا، اُن کی شکست نہیں تھی، چونکہ اُن کا قیام اللہ کیلئے تھا۔ اللہ کیلئے قیام، شکست پذیر نہیں ہوتا۔

(صحیفہ امام، ج۸، ص۹)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اصلاحی پہلو

ہمارا فریضہ ہے کہ ہم مفاد پرست اشخاص کو بہانہ جوئی کا موقع نہ دیں اور ہم سے ہر ایک اپنے اوپر اپنی حفاظت اور اپنے رفقاء کی حفاظت کو فرض کر لے، جناب عالی! آپ اپنی حفاظت کے علاوہ دوسروں کی حفاظت کے بھی ذمہ دار ہیں نہ یہ کہ فقط اپنے آپ کا خیال رکھیں، خود ہی نماز پڑھیں، نہیں! بلکہ آپ دوسروں کو بھی نماز پڑھانے پر مامور ہیں، (مسلمان) دوسروں کو بھی نماز پڑھنے کی ترغیب دے، مجھے بھی نماز پر اکسائے، چونکہ ہم سب ذمہ دار ہیں، جوابدہ ہیں۔ مثلاً وہ خود لوگوں کی بدگوئی نہ کرے (یہ کافی نہیں ہے) یہ تو وہ خود ہے لیکن اگر آپ نے دوسروں کی بدگوئی کی تو وہ ذمہ دار ہے، یعنی اُس پر فرض ہے کہ آپ کو اس کام سے روکے، یہ ایک الٰہی فریضہ ہے۔ اسلام کے دو اہم اُصول ہیں جن کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہتے ہیں، یہ ہر چیز کی اصلاح کیلئے ہیں، یعنی ان دو اُصول کے ذریعے مسلمانوں کے تمام طبقات کی اصلاح ہوتی ہے۔ یہ سب پر فرض ہیں اور سب کا فریضہ ہیں کہ وہ امر و نہی

کریں۔(اسلام) نے اپنے پرچم کے نیچے موجود سب افراد کو مامور کیا ہے کہ وہ سب کو صحیح کاموں کی تشویق کریں اور بُرے کاموں سے روکیں۔ایسا نہیں کہ آپ فقط ایک چیز پر مامور ہیں کہ آپ خود ہی اچھے کام کریں اور برائی سے بچیں، بلکہ آپ کی ذمہ داری اس سے کہیں زیادہ ہے، اپنے آپ کو بھی اور دوسروں کو بھی اطاعت خدا پر اُکسائیں اس میں کوئی فرق نہیں ہے، سب طبقات کیلئے یہ حکم ہے، سب کو چاہیے اس کی حفاظت کریں، یہ سب سے اہم ترین چیز ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۱۱۲)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سائے میں معاشرے کی اصلاح

آپ احکام اسلام پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور دوسروں کو بھی عمل کرنے پر اُکسائیں۔ جس طرح ہر فرد کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے اسی طرح دوسروں کی اصلاح کرنا بھی اُس کا فریضہ ہے۔ دراصل، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، معاشرے کی اصلاح کیلئے ہی ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۲۶۸)

اقوام و ملل کی آگاہی، مستکبرین کی طاقت کے مانع ہے

ہمیں ایسا کام کرنا چاہیے کہ تمام ملل و اقوام اپنے فرائض سے آگاہ ہو جائیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں، اگر علما و دانشور چاہتے ہیں، اگر تمام اسلامی ممالک کے علماء چاہتے ہیں اور اگر تمام اسلامی ممالک کی یونیورسٹیاں چاہتی ہیں کہ اسلام اور اسلامی ممالک کی مشکل حل ہو تو وہ عوام کو بیدار کریں۔ ان عوام کو چند سو سالہ پروپیگنڈے کے ذریعے یقین دلایا گیا ہے کہ امریکہ اور روس کی مخالفت نہیں کی جاسکتی اور اب دوسری اقوام کو بھی یہی یقین ہے، لیکن انہیں چاہیے کہ عوام کو سمجھائیں کہ ایسا ہو سکتا ہے (یعنی امریکہ کی مخالفت کی جاسکتی ہے)۔ اس ممکنہ امر کی سب سے بڑی دلیل، اس کا واقع ہونا ہے، آپ خیال نہ کریں کہ ایران کی تعداد اور طاقت زیادہ تھی، نہیں ایسا نہیں ہے، شاید عراقی قبائل میں ایران سے زیادہ اسلحہ ہو، لیکن ان کے دماغوں کو ایک وسیع پروپیگنڈے کے ذریعے یقین دلا دیا گیا ہے اور اسلام سے مایوس کر دیا گیا ہے، اُن کے دماغوں میں یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ ان سپر طاقتوں کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ وہ چیز ہے کہ جو خود ان کے اور ان کے کارندوں کے پروپیگنڈے کا نتیجہ ہے کہ جو ان ممالک کے اندر کیا جاتا ہے۔ پس تمام ممالک کے لوگ کہ جن کا دل اپنی اقوام کیلئے تڑپتا ہے، جو اسلام پر اعتقاد رکھتے ہیں اور جو اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں، اُن میں سے ہر ایک اپنے اپنے علاقے میں اپنی اپنی ملت اور قوم کو بیدار کرے تاکہ یہ ملل اور اقوام کہ جنھوں نے اپنے آپ کو گم کر دیا ہے دوبارہ اپنے آپ کو پالیں۔ ان کے اذہان میں فقط یہی ایک بات ڈالی گئی ہے کہ وہ ان طاقتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے، کیونکہ یہ ایسا یا ویسا کر دیں گے۔ ہمیں اقوام اور ملل کے اذہان سے یہ جملہ کہ ''وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں'' نکال دینا چاہیے اور اس کی جگہ '' ان کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے'' ڈال دینا چاہیے۔ مسلمانوں کی تقریباً ایک ارب آبادی کہ جس کے پاس اس قدر وسیع سر زمینیں ہیں، اس قدر زیادہ زیر زمین ذخائر ہیں اور وسیع ترین اسلامی والٰہی حمایت ہے، اس کے ذہن میں یہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ

روس جیسی عظیم شیطانی طاقت کہ جو افغانستان کو اپنی پوری قوت کے ساتھ ختم کرنا چاہتی تھی، نہیں کر سکی۔ اگر کوئی قوم کسی چیز کو نہیں چاہتی تو اُسے اُس پر تحمیل نہیں کیا جاسکتا۔ پس ملت کو بیدار کرنا چاہیے۔ ہماری ملت بھی بیس سال پہلے سوئی ہوئی تھی، متوجہ نہیں تھی، بیس سال ہوئے ہیں اسے بیدار کیا گیا ہے، علما و خطبا نے بیدار کیا ہے یونیورسٹیوں نے بیداری پیدا کی ہے، آہستہ آہستہ مظاہرے ہونے لگے ہیں، رفتہ رفتہ سڑکیں پُر ہونے لگی ہیں، آہستہ آہستہ اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے لگی ہیں اور اس طرح ایک عظیم شیطانی طاقت، اللہ اکبر کے سامنے نہ ٹھہر سکی، جبکہ سب نے چاہا تھا کہ وہ باقی رہے۔ مجھے معلوم تھا کہ سب بڑی طاقتیں چاہتی تھیں کہ یہ نوکر (شاہ) ایران میں باقی رہے کہ جوان سب کی خدمت کرتا تھا اور ان کا بے چون وچرا خدمت گذار تھا تا کہ ان کے مفادات محفوظ رہیں اور ہمارے تمام ذخائر کو یہ لوگ مفت میں حاصل کر لیں، لیکن اگر قوم اور ملت نہ چاہے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ لہذا ملت کو بیدار کرنا چاہیے تا کہ اُن کے خیال سے "نہ ہو سکنے" کا خیال نکل جائے اور وہ بیدار ہو کر " ہو سکنے" کا یقین کر لیں۔ ملت کو چاہیے وہ اپنی اپنی حکومتوں سے تسلیم ہو جانے کا مطالبہ کریں، ورنہ جو کام ملت ایران نے کیا ہے، وہی کام وہ بھی اُن کے ساتھ کریں تا کہ مشکلات حل ہو جائیں۔ رکاوٹ بنے ہوئے اشخاص کو راستے سے ہٹائے بغیر مشکل حل نہیں ہو سکتی، لہذا ان کو راستے سے ہٹادینا چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۸۳)

امر و نہی کے مراتب کی انجام دہی کے ساتھ معاشرے کی اصلاح

بشر اور بشریت کے آغاز سے، یعنی حضرت آدم (ع) سے لے کر، حضرت خاتم انبیاء ﷺ تک سب انبیائے کرام (ع) معاشرے کی اصلاح کیلئے آئے ہیں۔ وہ فرد کو معاشرے پر قربان کرتے تھے، ہمارے پاس خود انبیاء (ع) سے بڑھ کر اور کوئی فرد نہیں ہے، ہمارے پاس ائمہ اطہار (ع) سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہے۔ ان سب ہستیوں نے اپنے آپ کو معاشرے کیلئے قربان کر دیا ہے۔ خداوند متعال کا فرمان ہے: "ہم نے انبیاء کو بھیجا ہے، ان کو بینات (دلیلیں) دی ہیں، اُنہیں میزان عطا کر کے بھیجا ہے،ليقوم الناس بالقسط "[1] اس کی غرض وغایت یہ تھی کہ لوگ قسط وعدالت کیلئے قیام کریں اور لوگوں کے درمیان اجتماعی عدالت برقرار ہو جائے اور مظالم ختم ہو جائیں، کمزور افراد کے مسائل حل ہوں اور معاشرے میں عدل وقسط قائم ہو جائے۔ اس کے بعد فرمایا: {وأنزلنا الحديد} "ہم نے آہن کو نازل کیا"۔ یہ کس مناسبت سے ہے؟ یہ اس مناسبت سے ہے کہ یہ سب کام (قیام قسط و عدل) حدید (اسلحے) کے ذریعے انجام پائیں، بینات (روشن دلیلوں) میزان اور حدید کے ذریعے (عدالت برقرار ہو)۔ {فيه بأس شديد} یعنی اگر کوئی شخص یا کوئی گروہ کسی معاشرے کو تباہ کرنا چاہیں یا کسی عادل حکومت کو ختم کرنا چاہیں تو اُن کے ساتھ بینات کے ذریعے بات چیت کی جائے اگر وہ بات نہ سنیں تو عقلی موازین کے ذریعے اور پھر بھی نہ مانیں تو حدید (اسلحے) کے ذریعے (اُنہیں سمجھایا جائے)۔

(صحیفہ امام، ج ۱۵، ص ۲۱۳)

---

1. سورۂ حدید ۲۵۔

تحریک کوآگے بڑھانے میں تقاریر کا کردار

محرم الحرام کے آغاز پر ہماری کیاذمہ داری ہے ؟اس مہینے میں علمائے کرام اور خطبائے معظم کا فریضہ کیاہے ؟اس ماہ محرم میں تمام قومی طبقات کی ذمہ داری کیاہے ؟ حضرت سید الشہدا (ع)اور آپ کے اصحاب واہل بیت (ع) نے یہ فریضہ اور ذمہ داری معین کردی ہے اور وہ ہے، میدان میں جانثاری اور میدان سے باہر تبلیغ دین، جس قدر امام حسین (ع) کی جانثاری اور فداکاری، خداوند تبارک وتعالی کے نزدیک قدر ومنزلت رکھتی ہے اور امام حسینؑ کی تحریک کوآگے بڑھانے میں موثر تھی اُسی قدر یااُس کے قریب قریب حضرت سجاد اور حضرت زینب (ع) کے خطبات بھی موثر واقع ہوئے تھے۔اُن ذوات مقدسہ نے ہمیں سبق دیاہے کہ ظالم وجابر حکومت کے مقابلے میں نہ توعورتوں کوڈرناچاہیے اورنہ ہی مردوں کو۔یزید کے مقابلے میں حضرت زینب☆، کھڑی ہوگئی تھیں اور اُس کی اس طرح تحقیر کی تھی کہ بنی اُمیہ نے پوری عمر میں ایسی تحقیر نہیں سنی تھی۔ کوفہ اور شام کے راستے میں انہوں نے جو خطبات دیئے ہیں اور حضرت سجاد (ع) نے جو تقاریر کی ہیں اوراس واقعہ کی وضاحت کی ہے کہ یہ مسئلہ، ناحق کا حق کے مقابلے میں آنے کا نہیں ،انہوں نے ہمارا، صحیح طرح تعارف ہی نہیں کرایاہے،انہوں نے حضرت سید الشہدا (ع) کاایک ایسے انسان کے طور پر تعارف کرایاہے کہ جو حکومت وقت اور خلیفہ رسول کے مقابلے میں کھڑاہوگیاہے ! حضرت سجادؑاور حضرت زینبؑ نے اس بات کوسب کے سامنے فاش کیااور اصلی مسئلے کی وضاحت کی۔

(صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۵۳)

فتح، عمل پر موقوف ہے

عمل کرنا معیار ہے، فقط باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ، عمل ضروری ہے، مسلمانوں کو میدان میں آناچاہیے، منظر عام پر آناچاہیے۔ علمائے اسلام کو منظر عام پر آناچاہیے، جس طرح ہمارے ملک کے علمائے کرام میدان عمل میں نکلے ہیں اوراُنہوں نے اس کا نتیجہ بھی حاصل کیاہے۔ مسلمانوں کو علماء میدان میں لائیں، تبلیغ کے ذریعے مسلمانوں کو منظر پر لایا جاناچاہیے، مسلمانوں کو میدان نبرد میں لایاجائے تاکہ بڑی طاقتوں کے کارندوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں یااُنہیں اسلام کے سامنے تسلیم وخاضع کردیاجائے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۲۰۷)

مقاصد کا حصول، اقدام کرنے پر موقوف ہے

اے اسلامی ممالک اور مسلمان علاقوں کے ائمہ جمعہ وجماعت ! ہمیں کیاکرناچاہیے ؟ ہم آخر کس وجہ سے اس حالت تک آپہنچے ہیں کہ امریکہ دنیاکے اُس کونے سے آکر ہمارے ممالک کے مقدرات کا فیصلہ کرے اور خواہ دوسروں کے ہاتھوں سے ہی علمائے اسلام کی تقدیر کا فیصلہ کرے اور

صراحت کے ساتھ کہے کہ میرا مفاد اس علاقے میں دخالت کرنے میں ہے اور وہ اس علاقے میں کھلی دخالت کرے اور مسلمان بیٹھ کر اُس کا منہ دیکھتے رہیں؟اے اسلامی ممالک کے ائمہ جمعہ و جماعت! آپ عوام کو آگاہ کریں اور اس سوال کو عوام کے درمیان اُٹھائیں، یہ سوال مغرب پر بھی کیا جاسکتا ہے اور مشرق پر بھی۔آخر روس، اسلامی ممالک میں کیوں دخالت کر رہا ہے؟ وہ بھی فوجی دخالت؟اسی طرح امریکہ بھی اپنے تحت تسلط تمام ممالک میں فوجی اور سیاسی یعنی ہر قسم کی دخل اندازی کر رہا ہے۔آخر اس کے خلاف دنیا میں سوال کیوں نہیں اُٹھایا جاتا؟آخر اس ایک ارب (مسلمان) آبادی کو اس کے خلاف سوال نہیں اُٹھانا چاہیے؟ اگر ایک ارب عوام میں سے فقط نصف لوگ ہی صدا بلند کریں اور سوال اُٹھائیں تو امریکہ پیچھے ہٹ جائے گا۔امریکہ اپنے ہاتھوں سے یا اپنے ساتھ وابستہ خبیث اہل قلم اور فاسد خطباء کے ذریعے اپنے مقاصد پورے کر رہا ہے، جبکہ مسلمان بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ اہل قلم، لکھ رہے ہیں، خطبائ، بول رہے ہیں اور درباری علماء ان سپر طاقتوں کی مدد کر رہے ہیں، لیکن عوام بیٹھے ہوئے سب کچھ دیکھ اور سن رہے ہیں۔آخر ہمارا کوئی فریضہ نہیں ہے؟ کیا اس بارے میں مسلمانوں کا کوئی فریضہ اور ذمہ داری نہیں؟ کیا مسلمان تنہا ہیں؟ کیا ہمیں رسول اللہؐ کی تاریخ سے پند و نصیحت نہیں حاصل کرنی چاہیے؟ایک تنہا انسان اُٹھتا ہے اور ایسے عظیم کام انجام دیتا ہے، کیا ہمیں اس کی تاریخ سے عبرت نہیں لینی چاہیے؟ایک تنہا شخص (موسی (ع)) نے فرعون کے ساتھ کیا کچھ کیا ہے؟ ہمیں اس سے عبرت لینی چاہیے۔جناب عالی! اُس وقت پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ بہت زیادہ لوگ نہیں تھے۔آپؐ خود تھے اور اس قدر زیادہ دشمن، حتیٰ آپ کا اپنا قبیلہ آپؐ کا دشمن تھا۔لیکن آپؐ خدا پر توکل، اُسی ذات پر توجہ کے ساتھ اور اُسی میں فنا ہو کر کام کر رہے تھے۔ایسا نہیں ہو سکتا کہ انسان خود پرست بھی ہو اور خدا پرست بھی۔انسان اپنے مفاد کو بھی دیکھے اور اسلام کے مفاد کی بھی سوچے۔ان دونوں میں سے ایک کو انتخاب کرنا چاہیے۔انسان کو یا الٰہی ہونا چاہیے یا شیطانی، یہی دو راستے ہیں۔آپ لوگ عوام کا علاج کریں تاکہ وہ خواہشات نفسانی کے فریب سے نکل آئیں، اگر دنیائے اسلام میں موجود غیر قانونی حکومتیں، ان نفسانی خواہشات سے نکل آئیں اور ایک پارک، باغ اور ملکیت وغیرہ کے بجائے عزت اسلام اور اسلامی اقدار کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اسلام کو اپنے پاؤں کے تلے نہ روندیں تو اسلام کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۲۱۰)

قلم و بیان کے ذریعے عوامی تحریک

کیا ہر مذہب و ملت کے علمائ، اہل قلم، خطبائ، روشن فکر اور دانشور حضرات کی اس دور میں کوئی انسانی، قومی، مذہبی اور اخلاقی ذمہ داری نہیں ہے؟ کیا انہیں اسلامی ممالک میں فقط ایک تماشا گر کی حیثیت سے رہنا چاہیے یا یہ کہ ان سربراہوں کو چاہیے کہ وہ اپنی گفتار اور تحریروں کے ذریعے اسیر اور مظلوم اقوام کی راہنمائی کریں کہ وہ ان ظالموں کو منظر تاریخ سے ہٹا دیں اور حکومتیں، مستضعفین کے سپرد کر دیں جیسا کہ ایران میں یہ کام ایرانی قوم کے ذریعے انجام پایا ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۵۰۱)

کوشش اور فداکاری کے ذریعے اسلام کا احیا

اگرچہ ہم نے اپنے لائق ترین جوانوں اور ماہر ترین مردوں کو ہاتھ سے کھو دیا ہے لیکن اس کے عوض جو چیز ہمیں حاصل ہوئی ہے اُس کی قدر وقیمت کہیں زیادہ ہے۔ یہ وہی چیز ہے کہ جس کی خاطر سید الشہداء (ع) نے اپنے اولاد اور خاندان کو قربان کیا ہے اور یہ وہی چیز ہے کہ جس کیلئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی پوری زندگی صرف کی ہے اور ہمارے ائمہ معصومین (ع) نے اس قدر مشکلات اور پریشانیاں اُٹھائی ہیں۔ ہم بھی اس کے دعویدار ہیں اور خدا کرے ہم اس ادعا میں سچے ہوں، ہم بھی ان ذوات مقدسہ (ع) کے شیعہ اور پیروکار ہونے کے دعویدار ہیں، لہذا جس طرح اُنہوں نے انسانی اور اسلامی اقدار کی خاطر مصائب کو برداشت کیا ہے، اسی طرح ہم بھی مصائب کو تحمل کریں اور ان تمام مشکلات کا مقابلہ کریں تاکہ انسانی ارزش اور قدر ومنزلت کو حاصل کر سکیں اور اسلام کا اپنے ملک اور تمام ممالک میں اجرا کر سکیں کہ جو ہر قسم کی قدر و منزلت میں سرفہرست ہے۔

(صحیفہ امام، ج۱۸، ص۱۹۱)

ظالموں کی نابودی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا موثر ہونا

جو لوگ ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ آپ ان فاسد طاقتوں کے ساتھ صلح وآشتی کیوں نہیں کرتے؟ یہ لوگ ہر چیز کو مادیت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور طبیعی آنکھ سے ہر چیز کا حل چاہتے ہیں۔ یہ لوگ نہیں جانتے کہ انبیائے کرامؑ کا رویہ کیسا تھا اور وہ ان ظالموں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے تھے یا سب کچھ جانتے ہوئے انجان بنے ہوئے ہیں! ظالم کے ساتھ آشتی، مظلومین پر ظلم کے مترادف ہے، سپر طاقتوں کے ساتھ آشتی، بشریت پر ظلم ہے۔ جو لوگ ہمیں دوستی کرنے کا کہتے ہیں وہ یا تو جاہل ہیں یا (ان طاقتوں کے) پٹھو ہیں۔ ظالم کے ساتھ صلح وآشتی، یعنی ظالم کے ہاتھوں کو ظلم کیلئے مضبوط کرنا اور یہ بات تمام انبیائے کرامؑ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ انبیائے کرامؑ نے جہاں تک ہو سکا ہے، موعظہ، نصیحت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے، انسان سے ظلم کو دور رکھنے کی کوشش کی ہے {وأنزلنا الحديد فيه بأس شديد} [1] {آخر الدواء الكي} [2] اگر موعظہ کے بعد بھی کچھ نہیں ہوا تو نصیحت کی ہے اور اس کا اثر بھی نہیں ہوا تو اس کی آخری دوا، داغنا ہے، یعنی تلوار و شمشیر آخری علاج ہے۔

(صحیفہ امام، ج۱۸، ص۵۰۰)

---

1. سورۂ حدید، ۲۵۔
2. نہج البلاغہ، خطبہ ۱۶۷۔ (یہ ایک عربی ضرب المثل ہے)۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کے سائے میں کامیابی

آپ لوگ [1] اسلامی مقاصد کی تکمیل کیلئے ہمت کریں اور اس کا مقدمہ اسلامی ممالک میں موجود منحرف اور اسلام مخالف طاقتوں کے اثرات کو ختم کرنا اور اندرونی و بیرونی رکاوٹوں کو ہٹانا ہے اور جو گروہ، پارٹیاں، حکومتیں اور افراد اسلامی تحریک کی کہ جو الحمدللہ ترقی اور تکمیل کے مراحل میں ہے، مخالف ہیں، اُن کا مقابلہ کریں اور پوری دنیا میں ان کے خلاف جد وجہد کو اپنے لائحہ عمل میں سر فہرست رکھیں اور مطمئن رہیں کہ خداوند متعال کے وعدے کے مطابق (آپ کو) پیشرفت کی توفیق حاصل ہو گی اور مظلومین جہان، ظالموں سے نجات حاصل کرلیں گے۔

(صحیفہ امام، ج۱۹، ص ۲۲)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنے کے نتائج

نہی عن المنکر کا ترک، فاسدین کے تسلّط کا سبب

آج الٰہی اور روحانی ہوائیں چل رہی ہیں اور یہ اصلاحی جد وجہد کیلئے بہترین ایام ہیں۔ اگر ہم اس فرصت کو کھو دیں اور خدا کیلئے قیام نہ کریں اور دینی مراسم کو دوبارہ زندہ نہ کریں تو کل چند ایک بیہودہ اور شہوت پرست افراد آپ پر مسلط ہو جائیں گے اور آپ کے مذہب و شرف کو اپنی باطل اغراض کا نشانہ بنالیں گے۔ آج آپ خداوند متعال کی بارگاہ میں کیا عذر رکھتے ہیں؟ آپ سب نے دیکھا ہے ایک بیہودہ اور بے سروپا تبریزی [2] شخص کی کتابیں آپ کے دین و مذہب کو اپنی بدگوئی کا نشانہ بنا رہی ہیں اور اُس نے تشیع کے مرکز میں امام صادقؑ اور امام غایب روحی لہ الفدا کی شان میں اس قدر جسارت کی ہے، لیکن آپ [3] کی جانب سے (اُس کے جواب میں) ایک کلمہ تک سامنے نہیں آیا، لہذا آج خدائی عدالت میں آپ کے پاس کیا عذر ہے؟

(صحیفہ امام، ج۱، ص ۲۳)

خاموشی، اغیار کے تسلط کا سبب

اس مملکت پر افسوس، اس حکومت پر افسوس، اس دنیا پر افسوس اور ان خاموش علماء پر افسوس اور اس خاموش نجف پر افسوس، اس ساکت تہران پر افسوس، اس ساکت مشہد پر افسوس، یہ مرگبار خاموشی اس بات کا سبب بنی ہے کہ انہی بہائیوں کے ذریعے، ہماری یہ مملکت اور ہماری یہ عزت

---

1. مسلمان دانشوروں، مولفین اور روشن فکر افراد سے خطاب۔
2. احمد کسروی کی جانب اشارہ ہے۔
3. علمائے اسلام سے خطاب۔

وناموس اسرائیلی جوتے کے نیچے روندی جارہی ہے۔ ہمارے اوپر افسوس، اس اسلام پر افسوس، ان مسلمانوں پر افسوس۔ اے علمائے کرام! خاموش نہ بیٹھیں، یہ نہ کہیں کہ اس وقت شیخؒ کا مسلک ہے[1] خدا کی قسم اگر شیخ زندہ ہوتے اُن کا فریضہ یہی ہوتا۔

(صحیفہ امام، ج ا، ص ۲۱۳)

فریضہ ترک کرنے کی وجہ سے ملت کی تباہی

میں اپنا شرعی فریضہ جانتے ہوئے ملت ایران اور پوری دنیا کے مسلمانوں کو خطرے سے آگاہ کر رہا ہوں کہ قرآن کریم اور اسلام خطرے میں ہے۔ اس ملک کا استقلال اور اس کی معیشت صیہونیوں کے قبضے میں جانے والی ہے کہ جو ایران میں بہائی گروہ کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں اور تھوڑے ہی عرصے بعد وہ لوگ، مسلمانوں کی اس مرگبار خاموشی کی وجہ سے اس مملکت کی تمام تر معیشت کو اپنے کارندوں کے ذریعے قبضہ میں لے لیں گے اور ملت مسلمان کو زندگی کے تمام شعبوں میں ختم کردیں گے۔ ایران کا ٹیلی ویژن یہودیوں کی جاسوسی کا اڈہ ہے اور حکومتیں اُس کو دیکھ رہی ہیں اور اُس کی تائید کرتی ہیں۔ ملت مسلمان، جب تک یہ خطرات ختم نہیں ہو جاتے، خاموش نہیں رہے گی اور اگر کوئی خاموش رہے گا تو وہ خداوند قاہر کے سامنے جوابدہ ہوگا اور اس دنیا میں بھی زوال اُس کا مقدر بن جائے گا۔

(صحیفہ امام، ج ا، ص ۱۰۹)

دین کا دفاع نہ کرنے کے سبب فاسدین کا جری ہو جانا

واضح ہے کہ جو طریقہ اس ظالم و جابر حکومت نے اختیار کیا ہوا ہے، اگر مسلمانوں نے غفلت کی اور اس کی شدید نگرانی نہ کی اور اسلام و قرآن کریم کی حفاظت نہ کی تو خدانخواستہ، بہت جلد یہ ناپاک اور اغیار کی غلام حکومت، اسلام کے ضروری احکام سے تجاوز کرتے ہوئے اسلام مقدس کی بنیادوں پر حملہ کرنا شروع کردے گی۔

(صحیفہ امام، ج ا، ص ۲۲۰)

نہی عن المنکر کا ترک، ملت کی تباہی کا سبب

اس وقت اس منصوبے اور المیہ[1] کے مقابلے میں خاموشی اختیار کرنا، خودکشی کی حیثیت رکھتا ہے اور سیاہ و تاریک موت کو گلے لگانے اور ایک عظیم قوم کے زوال کے مترادف ہے۔ جب تک فرصت ہے اس خاموشی اور سکوت کو توڑنا ضروری ہے جس کیلئے نافرمانی اور اعتراض شروع ہو جانا

1. حضرت آیت اللہ العظمیٰ حاج شیخ عبدالکریم حائریؒ، حوزہ علمیہ قم کے بانی۔

چاہیے۔ علماء اور خطبائے اسلام پر لازم ہے کہ وہ مساجد اور محافل میں اس حکومت کے خفیہ منصوبوں سے قوم کو آگاہ کریں اور اسلام و مسلمین خصوصاً علمائے اسلام کیلئے یہ جو عظیم مشکل پیدا ہو گئی ہے، اس میں کسی قسم کے اقدام سے دریغ نہ کریں، مراجع عظام بھی اس سلسلے میں اپنا نقطہ نظر بیان اور نشر کریں۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۴۸۵)

سستی کی وجہ سے زوال اور تباہی

اگر اسے (محمد رضا خان کو) مہلت دوگے تو کل نہ تو اسلام باقی رہے گا اور نہ ہی تمہاری یہ مملکت باقی رہے گی اور نہ ہی تمہارا خاندان بچے گا۔ اسے مہلت نہ دو، اس کے گلے کو دبائو تا کہ اس کا دم گھٹ جائے۔

(صحیفہ امام، ج ۴، ص ۳۴۸)

قیامت کے دن نہی عن المنکر کے تارک کا مقام

یہ ایک عمومی مطلب ہے کہ {مَن رأیٰ}[2] جو بھی دیکھے کہ ایک سلطان جائر ہے اور وہ ان امور سے متصف ہے تو اگر وہ اس کے مقابلے میں خاموش رہے اور کوئی بات نہ کرے نہ ہی کوئی اقدام کرے تو ایسے شخص کا مقام وہی سلطان جائر کا مقام ہے۔

اگر کوئی دیکھے کہ محمد رضا خان میں یہی صفات (ظلم وجور) پائی جاتی ہیں اور وہ اس کے مقابلے میں خاموش رہے اُس کا ٹھکانہ جہنم میں وہی ہے جو محمد رضا خان کا ہے۔ خواہ وہ تہجد گذار ہو، خواہ وہ کوئی عالم دین ہو، خواہ اس نے اپنی تمام عمر اطاعت خدا میں گذاری ہو، اگر وہ ایسے (ظالم) انسان کے مقابلے میں ساکت رہے گا تو (اس منقولہ روایت کے مطابق کہ جو سید الشہدا (ع) کے ذریعے رسول خدا ﷺ سے نقل ہوئی ہے کہ رسول خداؐ نے اس طرح فرمایا ہے)۔ اب کیسے ایک قوم خاموش رہ سکتی ہے؟ سب بہانے بیکار ہیں، یہاں ہر قسم کا بہانہ نا قابل قبول ہے۔ اگر ہم چار افراد بھی ہوتے تو قاعدتاً ہمیں قیام کرنا چاہیے تھا، کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم تنہا ہیں، اب تو پوری ملت ہے، پوری ملت جمع ہو چکی ہے اور اس سلطان جائر کے مقابلے میں قیام کیئے ہوئے ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۵، ص ۱۹۳)

---

1. یہ غیر ملکی اسلحہ، قرض اور اس کے مقابلے میں عوام میں فقر و مشکلات کی طرف اشارہ ہے۔
2. بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۸۲۔

دوسری فصل

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وجوب

واجب ہونے کی کیفیت اور ان دونوں کی اقسام

واجب، حرام، مستحب اور مکروہ امر و نہی

اس مقام پر ہر ایک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دو قسمیں ہیں: واجب اور مستحب؛ جو چیزیں عقلاً و شرعاً واجب ہیں ان کیلئے امر کرنا بھی واجب ہے اور جو امور عقلاً قبیح ہیں یا شرعاً حرام ہیں، ان سے نہی کرنا واجب ہے۔ اسی طرح جو امور مستحب ہوں ان امور پر امر کرنا مستحب اور جو مکروہ ہوں اس سے نہی کرنا بھی مستحب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۲۵)

امر و نہی کا کفائی وجوب

اقویٰ یہ ہے کہ یہ دونوں واجب کفائی ہیں۔ بنابریں، اگر اتنے افراد اس پر عمل کریں کہ پھر ضرورت نہ ہو تو باقی افراد سے ساقط ہے، ورنہ وہ سارے افراد جن میں ساری شرائط موجود تھیں، ترک واجب کے مرتکب ہوئے ہیں۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۲۵)

ضرورت کے مطابق اقدام کا وجوب

اگر کسی واجب پر عمل کروانا یا کسی منکر کو پوری طرح سے ختم کرنا اس بات پر متوقف ہو کہ بعض افراد ایک ساتھ جمع ہوں اور امر یا نہی کریں تو اگر ان میں سے کچھ افراد یہ کام انجام دیں تو وجوب ساقط نہیں ہوگا اور جتنے افراد کی ضرورت ہو اتنے افراد کا جمع ہونا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۲۵)

سہل انگار لوگوں کا گناہ

اگر اتنے افراد جمع ہوں جن سے ضرورت پوری نہ ہو سکے اور باقی افراد جمع نہ ہوں اور جو افراد جمع ہوں ان کیلئے باقی افراد کو جمع کرنا بھی ممکن نہ ہو تو ان پر سے جو جمع ہو گئے ہوں وجوب ساقط ہے اور باقی افراد گناہگار ہوں گے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ا، ص ۴۲۶)

موثر ہونے کے احتمال کی صورت میں وجوب

اگر کوئی شخص یا بعض اشخاص اپنے فریضے کے مطابق عمل کریں اور وہ موئثر نہ ہو لیکن کوئی اور شخص یا اشخاص تاثیر کا احتمال دیں تو شرائط پوری ہونے کی صورت میں ان پر واجب ہے کہ اس فریضے کو انجام دیں۔

(تحریر الوسیلہ، ج ا، ص ۴۲۶)

دوسرے شخص کے اقدام کرنے پر اطمینان اور یقین کا حکم

اگر یقین یا اطمینان حاصل ہو جائے کہ دوسرے افراد انجام دے رہے ہیں تو انجام دینا واجب نہیں ہے۔ البتہ اگر بعد میں پتہ چلے کہ ایسا نہیں ہے تو اس پر انجام دینا واجب ہے اور اسی طرح اگر یقین یا اطمینان حاصل ہو کہ جتنے افراد انجام دے رہے ہیں وہ اس کام کیلئے کافی ہیں تو اس کام کا انجام دینا واجب نہیں ہے لیکن اگر بعد میں اس کے خلاف معلوم ہو تو انجام دینا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ا، ص ۴۲۶)

وجوب کے ساقط ہونے میں اقدام کے احتمال کا کافی نہ ہونا

کسی اور کے انجام دینے یا انجام دینے والوں کے کافی ہونے کا احتمال یا گمان ہونا کافی نہیں ہے، بلکہ احتمال اور گمان کے باوجود اس پر انجام دینا واجب ہے۔ البتہ اگر دو عادل گواہی دیں تو کافی ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ا، ص ۴۲۶)

موضوع کے ختم ہو جانے کے ساتھ وجوب کا ختم ہو جانا

اگر کسی واجب یا منکر کا موضوع ہی ختم ہو جائے تو اگرچہ خود مکلف کے کام سے ہوا ہو تو وجوب ساقط ہو جائے گا، مثلاً اگر مکلف اس محدود پانی کو بہا دے جس کی حفاظت کرنا طہارت یا نفس محترمہ کو بچانے کیلئے واجب ہو۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۲۶)

اہم اور اہمتر کی طرف توجہ

اگر واجب کو انجام دینا یا منکر کو ختم کرنا کسی کام کے ارتکاب یا واجب کے ترک ہونے کا باعث بنے تو ظاہر یہ ہے کہ اہمیت کا خیال رکھتے ہوئے اسی کو اختیار کرے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۲۶)

مساوی ہونے کی صورت میں مکلف کا اختیار

اگر فلاں امر بالمعروف اور فلاں نہی عن المنکر میں سے کسی ایک کے انجام دینے پر قادر ہو تو ان میں سے جو زیادہ اہم ہو اسے انجام دے گا اور اگر دونوں مساوی ہوں تو اسے اختیار ہے کہ دونوں میں سے کسی کو بھی انجام دے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۲۶)

حکم شرعی کے بیان کا کافی نہ ہونا

وجوب ساقط ہونے کیلئے فقط حکم شرعی کا بیان کرنا یا ترک واجب اور فعل حرام کے مفاسد کا بیان کرنا کافی نہیں ہے۔ البتہ اگر اس کے ذریعے عرفاً (اگرچہ قرائن کی مدد سے) امر بالمعروف یا نہی عن المنکر سمجھا جائے یا اس کام سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مقصد حاصل ہو جائے تو کافی ہے، بلکہ اگر مخاطب کسی خاص قرینے کی وجہ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سمجھ لے اور عرفاً اس کلام سے یہ نہ سمجھا جائے تب بھی کافی ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۲۶)

اس باب میں امر و نہی کا حکم مولوی ہونا

اس باب میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کے امر اور نہی مولوی ہیں (امر کرنے والا اور نہی کرنے والا واجب کی انجام دہی اور ترک حرام کا حکم دے) اگرچہ وہ خود رتبہ میں کمتر ہو۔ بنا بریں، یہ کہنا کہ خداوند متعال تمہیں نماز کا حکم دیتا ہے یا شراب پینے سے منع کرتا ہے کافی نہیں ہے۔ البتہ اگر مطلوب حاصل ہو جائے تو یہی کافی ہے، بلکہ یہ کہنا ضروری ہے کہ مثلاً نماز پڑھو اور شراب نہ پیو اور اسی طرح کے جملات جن سے سمجھا جائے کہ امر اور نہی شخص کی طرف سے ہیں۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۲۶)

امر و نہی میں توصلی وجوب

ان دونوں میں قصد قربت اور اخلاص ضروری نہیں ہے، بلکہ یہ دونوں توصلی ہیں اور ان کا مقصد کا ختم کرنا اور واجبات کو قائم رکھنا ہے۔ البتہ اگر قصد کرے تو اسے ثواب دیا جائے گا۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۷۲)

ہر گناہ کے مقابلے میں نہی کا واجب ہونا

نہی عن المنکر کے واجب ہونے میں گناہ کبیرہ اور صغیرہ میں کوئی فرق نہیں۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۷۲)

حرام مقدمات سے نہی کا حکم

اگر کوئی شخص کسی حرام کام کو انجام دینے کیلئے اس کے مقدمات کو انجام دینا شروع کرے اس صورت میں معلوم ہو کہ ان کاموں کے ذریعے حرام کام تک پہنچ سکتا ہے تو اسے حرام کام سے نہی کرنا واجب ہے لیکن اگر جانتا ہو کہ ان کاموں کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا تو نہی کرنا واجب نہیں ہے۔ البتہ اگر مقدمات حرام کے حرام ہونے یا تجری[1] کے حرام ہونے کے قائل ہوں تو نہی کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر شک ہو کہ یہ مقدمات حرام تک پہنچا سکتے ہیں یا نہیں، تو ظاہراً یہ واجب نہیں ہے۔ البتہ اگر مذکورہ قول کو مان لیں تو نہی کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۷۲)

فاعل کی قدرت میں شک کا حکم

اگر کوئی شخص کسی حرام کام کے انجام دینے کا قصد کرے اور شک ہو کہ وہ اتنی قدرت رکھتا ہے یا نہیں تو ظاہر یہ ہے کہ اسے نہی کرنا واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر ہم قائل ہوں کہ حرام کا قصد کرنا بھی حرام ہے تو اسے نہی کرنا واجب ہو گا۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۷۲)

---

1. کسی کام میں جرأت دکھانے کو تجری کہتے ہیں اور اصطلاح میں کسی کام کو گناہ کی نیت سے انجام دینے کو تجری کہا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ کام درواقع گناہ نہ ہو۔ مثلاً، کسی مشکوک پانی کو شراب کی نیت سے پیا جائے۔ یہ شارع مقدس کی نسبت جرأت وجسارت کے مترادف ہے اور اس کی حرمت کے بارے میں فقہا کے درمیان اختلاف نظر پایا جاتا ہے۔

روایات میں امر و نہی کا وجوب

حدیث {كلكم راع۔۔۔} سے استدلال

اے مسلمانو! آپ جس بھی لباس اور پیشے سے تعلق رکھتے ہوں، اسلام عزیز، آپ سے مدد طلب کر رہا ہے۔ سب کا فریضہ ہے کہ وہ اس کی نجات کیلئے کوشش کریں اور جو نقصانات ظالم بادشاہوں کی طرف سے خصوصاً اس پچاس سال کے دوران، پہلوی خاندان کی اسلام وملت مخالف حکومت کی طرف سے اس کو ملے ہیں، اُن کی تلافی کی جائے {كلكم راع وكلكم مسئول}۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص ۳۶۰)

{كلكم راع ۔۔۔} سے استناد اور عمومی ذمہ داری

جناب عالی! متوجہ رہیں کہ پوری کی پوری قوم کا فریضہ ہے کہ وہ تمام معاملات پر نظارت کرے، اگر میں ایک قدم بھی غلط اُٹھاتا ہوں تو وہ نظارت کریں، ملت کا فریضہ ہے کہ مجھے کہے: تم نے غلط قدم اُٹھایا ہے، اپنی حفاظت کرو۔ مسئلہ بہت ہی اہم ہے پوری قوم کی ذمہ داری ہے کہ اُن تمام کاموں پر نظر رکھے کہ جن کا اس وقت اسلام سے تعلق ہے۔ اگر وہ دیکھتے ہیں کہ ایک ادارہ خدانخواستہ اسلامی قوانین کے خلاف کام کر رہا ہے، اہل تجارت اعتراض کریں، کاشتکار اعتراض کریں اہل عمامہ اور علماء کو اعتراض کرنا چاہیے تاکہ اس کجی کو سیدھا کر سکیں۔ اگر اُنہوں نے دیکھا کہ ایک عالم دین خدا نخواستہ اسلامی اُصولوں کے برعکس عمل کر رہا ہے تو سب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اُسے روکیں، کیونکہ آج کا زمانہ پہلے جیسا زمانہ نہیں ہے۔ پہلے بھی روکنا چاہیے تھا لیکن اب مسئلہ اہم ہے، اب چہرہ اسلام (کے خراب ہونے) کا مسئلہ ہے۔ یہ وہ بنیاد ہے کہ جس پر اسلام ہمارے ہاتھوں میں کھڑا ہو چکا ہے۔ لہذا ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ بنا بریں، بندہ کی نظر میں جو چیز اہمیت رکھتی ہے وہ یہی ہے۔ البتہ دوسری چیزوں پر بھی عمل ہونا چاہیے۔ لیکن یہ دوسرے درجے پر ہیں، پہلے درجے پر یہ ہے کہ ہم سب کو اور سب طبقات کو اس طرف توجہ دینی چاہیے اور سب کو اس کی رعایت کرنی چاہیے، چونکہ {كلكم راع} سب کو ان مسائل کی رعایت کرنی چاہیے۔ اُنہیں متوجہ رہنا چاہیے کہ مبادا میں کوئی بات اسلامی اُصولوں کے خلاف کہہ دوں، سب اعتراض کریں، لکھیں اور کہیں۔ جناب عالی! خدانخواستہ آپ یا وہ (کوئی بھی کام کرتے ہیں) تو عوام کی توجہ اسی جانب ہے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ (نظام کو) چلا رہے ہیں، خواہ حکومت ہو یا وہ لوگ ہوں جو عدالتوں میں کام کر رہے ہیں جو بھی، جہاں بھی ہے اس وقت سب کو اپنے اوپر نظر رکھنی چاہیے کہ کوئی غلط قدم نہ اُٹھائے، اسلام کی حفاظت کی جائے، اسلام کا چہرہ جیسا ہے، ویسا ہی دکھایا جائے اور اگر خدانخواستہ ایک شخص کوئی غلط کام کرتا ہے تو سب اُس پر اعتراض کریں کہ جناب آپ کیوں ایسا کام کر رہے ہیں؟ صدر اسلام کے بارے ہے کہ جب عمر نے (شاید منبر پر یا کہیں اور) کہا کہ اگر میں کوئی ایسا کام کروں تو یہ کریں، تو ایک عرب نے تلوار کھینچ لی اور کہا: ہم اس کے ساتھ، یعنی اس تلوار کے ساتھ اسے سیدھا کریں گے۔ مسلمان کو ایسا ہی ہونا چاہیے جو بھی ہو، خلیفہ مسلمین ہی ہو اگر دیکھے، غلط قدم اُٹھا رہا ہے تو تلوار کھینچ لے تاکہ اُسے غلط قدم اُٹھانے سے روکے۔

(صحیفہ امام، ج۸، ص۵)

{کلکم راع۔۔۔} سے استناد اور عمومی ذمہ داری

اس وقت ہم سب کی ذمہ داری ہے اور ہم سب جوابدہ ہیں، نہ فقط اپنے کاموں کے جوابدہ ہیں، بلکہ دوسروں کے کاموں کے بھی جوابدہ ہیں **{کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ}**[1] سب کو ایک دوسرے کے بارے میں رعایت کرنی چاہیے اور سب کو ایک دوسرے کی ذمہ داری اپنی گردن پر اُٹھانی چاہیے۔ میری ذمہ داری آپ پر ہے اور آپ کی ذمہ داری میرے اوپر ہے۔ اگر میں کوئی قدم غلط اُٹھاتا ہوں تو آپ جوابدہ ہیں اور اگر آپ نہیں کہتے کہ تو نے غلط قدم کیوں اُٹھایا ہے تو آپ ذمہ دار ہیں۔ سب کو حملہ کر کے نہی کرنی چاہیے کہ یہ کام کیوں ہو رہا ہے؟ اگر خدانخواستہ کوئی اہل عمامہ کسی جگہ غلط قدم اُٹھاتا ہے تو سب علمائے کرام کو چاہیے کہ اُسے ایک ساتھ نہی کریں اور اُس سے پوچھیں کہ اُس نے اُصولوں کے خلاف قدم کیوں اُٹھایا ہے؟ سب لوگوں کو نہی عن المنکر کرنی چاہیے، یہ فقط علماء ہی سے مختص نہیں ہے، یہ سب کا فریضہ ہے، پوری اُمت کو نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کرنا چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج۸، ص۴۸۷)

{کلکم راع۔۔} سے استناد اور عمومی ذمہ داری

یہ جو نہضت اور تحریک آپ نے برپا کی ہے خدانخواستہ اس میں ہم یا آپ کوئی ایسا کام انجام دیں، علماء اور پاسداران، ہر دو گروہ محافظ ہیں اور اسلام کے پاسدار ہیں، پوری ملت کو اسلام کا پاسدار اور محافظ ہونا چاہیے۔ {کلکم راع} ہم سب کو رعایت کرنی چاہیے آپ سب راعی ہیں، سب لوگ جوابدہ ہیں، یعنی جس طرح ایک گڈریا کسی گلے کی دیکھ بھال کرتا ہے اور اُسے چراتا ہے اور اچھی اچھی جگھوں پر گھماتا ہے وہ بھیڑوں کے اس گلے کو اچھی جگھوں پر لے جانے اور اچھی چراگاہ اور اچھے پانی تک لے جانے کا ذمہ دار ہے اور اس گلہ کے مالکین کے سامنے جوابدہ ہے۔ ہم سب کی حالت بھی یہی ہے، ہم سب خدا کے سامنے جوابدہ ہیں، اپنے وجدان کے سامنے جوابدہ ہیں اور ہم سب کو اس کی مراعات کرنی چاہیے۔ یعنی نہ فقط اپنی مراعات کریں، بلکہ مجھے آپ سب کی مراعات کرنی چاہیے، اسی طرح آپ کو بھی سب کی مراعات کرنی چاہیے۔ اس طرح کا لائحہ عمل دیا گیا ہے کہ ہم سب کے سامنے سوال اُٹھائیں، سب کو روکیں، ہر فرد پر امر بالمعروف کرنا لازم ہے۔ اگر لوگوں کی نظر میں ایک فرد بہت کم درجے کا ہے جبکہ دوسرا بہت اعلیٰ مقام کا حامل ہے تو اگر اُس سے کوئی انحراف سرزد ہوتا ہے تو اسلام کہتا ہے کہ جا کر اُسے نہی کرو اور اُس کے مقابلے میں کھڑے ہو جائو اور اُس سے کہو کہ تمہارا یہ کام انحراف ہے، ایسا نہ کرو۔

(صحیفہ امام، ج۱۰، ص۱۰۹)

---

1. بحار الانوار، ج۷۵، ص۳۸۔

حدیث {من أصبح ولم یهتم---} سے استدلال

اگر کوئی مسلمان، مسلمانوں کے امور میں اہتمام نہ کرتا ہو تو وہ مسلمان نہیں ہے: {من أصبح ولم یهتم بامور المسلمین فلیس بمسلم}[1] خواہ تم {لااله الاالله} کہتے رہو، تم مسلمان نہیں ہو، اسلام وہ ہے کہ جو مسلمین کے کام آئے، مسلمان وہ ہے کہ جو دوسرے مسلمانوں کے کام آئے، مسلمان کے دکھ درد میں شریک ہو، جناب عالی! مسلمانوں کے جوانوں کو قتل کیا جارہا ہے اور ہم بے حس بیٹھے ہیں؟ ہمارے علماء کو قتل کر دیا گیا ہے اور ہم خاموش ہیں ؟مومنین اور مسلمین کو قتل کر دیا گیا ہے اور ہم تماشا دیکھ رہے ہیں؟ کیا ہم ان کاموں پر راضی ہو جائیں؟ کیا ہم کو ایسا کام کرنا چاہیے کہ اُس سے رضایت کی توقع رکھی جائے؟ ہمیں اپنے آپ کو بدلنا ہوگا۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص ۳۴۱)

نظام اسلامی کا برپا کرنا ایک قرآنی فریضہ ہے

چونکہ غیر اسلامی سیاسی نظام برقرار کرنے کا مطلب، اسلام کے سیاسی نظام کا اجرانہ ہونا ہے، اسی طرح یہ دلیل کہ ہر غیر اسلامی سیاسی نظام ایک شرک آمیز نظام ہے، چونکہ اُس کا حاکم ''طاغوت'' ہے۔ جبکہ ہمارا فریضہ ہے کہ ہم شرک کے اثرات کو مسلمانوں کے معاشرے اور اُن کی زندگیوں سے مٹادیں اور اُنہیں ختم کر دیں۔ اسی طرح ایک اور دلیل یہ کہ ہمارا فریضہ ہے کہ ہم مومن اور بافضیلت افراد کی تربیت کیلئے سازگار اجتماعی ماحول اور حالات فراہم کریں، جبکہ یہ ماحول اور حالات بالکل ''طاغوتی'' حاکمیت اور بُری حکومتوں کے برعکس ہیں۔ طاغوت کی حاکمیت کے نتیجے میں حاصل ہونے والے حالات اور ماحول شرک آمیز نظام پر مشتمل ہوتے ہیں، جس کا لازمہ فتنہ وفساد ہے کہ جس کا آپ مشاہدہ کر رہے ہیں۔ یہ وہی {فساد في الأرض} ہے کہ جس کو ختم ہو جانا چاہیے اور اس کے وجود میں لانے والے افراد کو اپنے اعمال کی سزا ملنی چاہیے۔ یہ وہی فساد ہے کہ جو فرعون نے اپنی سیاست کے ذریعے مملکت مصر میں برپا کر رکھا تھا: {إنَّهُ كانَ مِنَ المُفسِدينَ} '' بتحقیق وہ مفسدین میں سے تھا''[2] اس قسم کے اجتماعی اور سیاسی حالات میں ایک مومن، متقی اور عادل شخص زندگی نہیں گذار سکتا اور نہ ہی اپنے ایمان اور نیک کردار پر باقی رہ سکتا ہے۔ اسکے سامنے دوراستے ہوتے ہیں یا تو وہ مجبوراً شرک آمیز اور ناصالح اعمال کا ارتکاب کرتا رہے یا یہ کہ وہ ایسے اعمال سے بچنے کی خاطر اور ''طاغوتوں'' کے اوامر اور قوانین کے سامنے تسلیم نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے خلاف مبارزہ اور مخالفت کرے تاکہ وہ فاسد ماحول ختم ہو جائے۔ ہمارے پاس فاسد اور فساد پھیلانے والی حکومتوں کو ختم کرنے اور خائن، فاسد، ظالم اور جابر حکومت کو سرنگوں کرنے کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔

(ولایت فقیہ، ص ۲۶)

---

1. اصول کافی، ج ۲، ص ۱۶۳، کتاب ایمان و کفر، باب الاهتمام بامور المسلمین، حدیث ۱۔
2. سورۂ قصص، ۴۔

امام علی(ع) کی وصیت سے استدلال

مظلوم اور محروم عوام کو نجات دلانا ہمارا فریضہ ہے، مظلومین کا حمایتی اور ظالموں کا دشمن بننا ہمارا فریضہ ہے۔ یہی وہ فریضہ ہے جس کی امام علیؑ اپنے دونوں فرزندوں کو اپنی مشہور وصیت میں یاد دہانی کرا رہے ہیں اور فرماتے ہیں: {کُونا لِظالِمِ خَصماً وللمظلوم عَونا}[1] "ظالموں کے دشمن اور ستمدیدہ و مظلوم افراد کے حامی و پشت پناہ رہو"۔

(ولایت فقیہ، ص۲۸)

امام علی(ع) کے کلام سے استدلال

علمائے اسلام کا اسلامی ممالک اور قوانین سے جو تعلق ہے وہ ایک نہ ٹوٹنے والا الٰہی تعلق ہے۔ ہم خداوند متعال کی جانب سے اسلامی ممالک اور اُن کے استقلال کی حفاظت پر مامور ہیں اور اسلام و مملکت کے استقلال کو درپیش متوقع خطرات کے مقابلے میں سکوت اور عدم نصیحت کو ایک جرم اور عظیم گناہ جانتے ہیں اور اسے تاریک موت کے استقبال کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ ہمارے عظیم پیشوا حضرت امیر المومنینؑ ظلم کے مقابلے میں خاموشی کو جائز نہیں سمجھتے تھے اور ہم بھی اس کو جائز نہیں جانتے۔ قوم و ملت، حکومتوں اور پورے نظام کی راہنمائی کرنا ہمارا فریضہ ہے اور خداوند متعال نے چاہا تو ہم اس فریضہ کی انجام دہی میں کوتاہی نہیں کریں گے۔ اس زمانے میں ظلم کے مقابلے میں خاموشی اختیار کرنا، ظالموں کی اعانت کے مترادف ہے۔

(صحیفہ امام، ج۱، ص۲۳۷)

خطبۂ نہج البلاغہ سے استدلال

علمائے اسلام کا فریضہ ہے کہ وہ ظالموں کی نامشروع مفاد پرستی اور اجارہ داری کے خلاف جنگ کریں اور اس بات کی اجازت نہ دیں کہ عوام کی ایک کثیر تعداد محروم اور فقیر رہ جائے، جبکہ اس کے مقابلے میں ظالم اور حرامخور لٹیرے ناز و نعمت میں زندگی گذاریں۔ امیر المومنین(ع) فرماتے ہیں: "میں نے حکومت اس لئے قبول کی ہے، چونکہ خداوند تبارک و تعالیٰ نے علمائے اسلام سے عہد لیا ہے اور اُن پر لازم قرار دیا ہے کہ وہ ظالموں کی غارتگری اور شکم پرستی اور مظلوموں کی محرومیت کے مقابلے میں خاموشی اختیار نہیں کریں گے اور بیکار نہیں بیٹھیں گے :

{أما وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، لَولاَ حُضُورُ الْحاضِرِ وَقِيامُ الْحُجَّةِ بِوُجُودِ النّاصِرِ وَما أَخَذَ اللهُ عَلَى الْعُلَمَاءِ أَنْ لاَيُقارُّوا عَلىٰ كِظَّةِ ظالِمٍ وَلاسَغَبِ مَظْلُومٍ، لأَلْقَيْتُ حَبْلَها عَلى غارِبِها وَلَسَقَيْتُ آخِرَها بِكَأْسِ أَوَّلِها، وَلأَلْفَيْتُمْ دُنْياكُمْ هٰذِهِ أَزْهَدَ عِنْدِي مِنْ عَفْطَةِ عَنْزٍ}[2]۔

---

1. نہج البلاغہ، مکتوب نمبر ۴۷۔
2. نہج البلاغہ، خطبہ ۳۔

اس خدا کی قسم کہ جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو خلق کیا! اگر بیعت کرنے والے نہ ہوتے اور مدد کرنے والوں کی وجہ سے مجھ پر حجت تمام نہ ہو جاتی اور اگر خدا نے علمائے اسلام سے ظالموں کی پُرخوری اور ستمگروں کے ستم اور بھوکوں کی بھوک اور محروموں کی محرومیت پر خاموش نہ رہنے پر عہد نہ لیا ہوتا تو میں زمام حکومت کو چھوڑ دیتا اور کبھی بھی اُس کا پیچھا نہ کرتا۔ تم جانتے ہو کہ میرے نزدیک تمہارے اوپر حکومت کرنا، بکری کی چھینک سے نکلنے والے پانی سے بھی ناچیز تر ہے۔

آج ہم کیسے خاموش اور بیکار بیٹھ سکتے ہیں اور کیسے دیکھ سکتے ہیں کہ ایک قلیل، خائن و حرامخور اور اغیار کا نوکر گروہ بیگانوں کی مدد سے زور اور طاقت کے بل بوتے پر لاکھوں مسلمانوں کی محنت کی ثروت کا مالک بنا بیٹھا ہے اور ان کو اجازت نہیں دے رہا کہ وہ معمولی سی نعمتوں سے فائدہ اُٹھا سکیں؟ تمام مسلمانوں اور علمائے اسلام کا فریضہ ہے کہ وہ اس ظالمانہ رویئے کو ختم کریں اور اس راستے میں کہ جو لاکھوں انسانوں کی سعادت کا راستہ ہے، ظالم حکومتوں کو ختم کر کے اسلامی حکومت بنائیں۔

(ولایت فقیہ، ص۴۸)

امام علی(ع) کی نظر میں علماء کی ذمہ داری

یہ بات بہت واضح ہے کہ مذہبی علماء نے شاہ کی حکومت کے خلاف قیام کیا ہے، امام علیؑ فرماتے ہیں: "خداوند متعال نے علماء سے عہد لیا ہوا ہے کہ وہ ظالم کی پُرخوری اور مظلوم کی بھوک پر خاموش نہیں رہیں گے"۔[1] یہ ظالم شاہ اور اُس کے حواری ہیں کہ جنہوں نے ہمارے عوام کے طاقت فرسا فقر و فاقے کے باوجود اربوں ڈالر کی ثروت اپنے ساتھ مختص کر رکھی ہے۔ اگر دین میں بدعتیں ظاہر ہونے لگیں تو علمائے دین پر لازم ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کریں اور کبھی بھی اجازت نہ دیں کہ بدعت گذار لوگوں کا دھوکہ وفریب اور جھوٹ دین اور عوام پر اثرانداز ہونے لگے اور اُن کی گمراہی کا باعث بنے۔

یہ شاہ ہے کہ جو جھوٹ اور حیلوں کے ذریعے دین خدا میں تحریف کر کے اور اپنے اور اپنے آقائوں کے شیطانی ارادوں کو قوانین اسلام کے عنوان سے اسلام پر منطبق کر کے انہیں ایران کی مظلوم قوم پر مسلط کر رہا ہے اور تمام حقائق کو برعکس ظاہر کر رہا ہے۔ مذہبی اور دینی علماء پر لازم ہے کہ وہ اس کے حقیقی چہرے کو قوم کے سامنے پیش کریں۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۳۸۹)

---

1. نہج البلاغہ، خطبہ ۳۔

تحف العقول کی ایک حدیث سے استدلال

ہمیں اس لوٹ مار اور حرام خوری کو روکنا چاہیے۔ یہ سب لوگوں کا فریضہ ہے، لیکن علمائے دین کا فریضہ سب سے زیادہ سنگین اور اہم ہے۔ ہمیں دوسرے تمام مسلمانوں سے زیادہ اس مقدس جہاد اور اہم فریضے میں شرکت کرنی چاہیے۔ ہماری جو منزلت اور مقام ہے اُس کی وجہ سے ہمیں پیش قدم ہونا چاہیے۔ اگر آج ہم میں یہ طاقت نہیں ہے کہ ہم ان کاموں کی روک تھام کریں اور ان حرامخور، ملت کے خائن اور قدر تمند و حاکم چوروں کو اپنے اعمال کی سزا تک پہنچا سکیں تو ہمیں یہ قدرت حاصل کرنی چاہیے۔ اس کے باوجود ہمیں کم از کم اپنے فریضے کی انجام دہی، حقائق کے اظہار اور ان حرامخوریوں و جھوٹ وفریب کو افشا کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ جب ہم قدرت ہاتھ میں لے لیں گے تو نہ فقط ملک کی سیاست اور اقتصاد کی اصلاح کریں گے، بلکہ ان حرام خوروں اور جھوٹوں کو کوڑے مار کر اپنے اعمال کی سزا تک پہنچائیں گے۔

شاہی حکومت اکائونٹ کھول کر اور صندوق رکھ کر مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے نام پر لوگوں سے پیسہ لے رہی ہے تاکہ اس طرح اپنی جیب پُر کریں اور اسی کے ساتھ ساتھ اسرائیلی جرم کے آثار کو مٹادیں!!

یہ وہ مصائب ہیں کہ جن میں اُمت اسلام گرفتار ہو چکی ہے اور بات اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کیا علمائے اسلام ان مطالب کو بیان نہ کریں؟ {لَوْلا يَنْهاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالأَحْبارُ عَنْ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ}[1] آخر اس پر صدا کیوں بلند نہیں ہوتی؟ اس لوٹ مار کے بارے میں بات کیوں نہیں کی جاتی؟

آپ لوگوں کو معاشرے میں عزت و شوکت حاصل ہے، ملت اسلام آپ کا احترام کرتی ہے اور آپ کیلئے کرامت کی قائل ہے، آپ کو معاشرے میں یہ جو عزت و شوکت حاصل ہے اس کی وجہ سے لوگ آپ سے ظلم کے مقابلے میں قیام کرنے اور ظالموں سے مظلوموں کا حق لینے کی توقع رکھتے ہیں۔ وہ آپ سے اُمید لگائے ہوئے ہیں کہ آپ قیام کریں گے اور ظالموں کے اس ظلم و تجاوز کو روکیں گے۔[2]

(صحیفہ امام، ج۵، ص۱۹۱)

سید الشہداء(ع) کے ایک خطبے سے استدلال

حضرت سید الشہداءؑ سے ایک خطبہ نقل ہوا ہے[1] کہ جس میں امامؑ نے حکومت وقت کے خلاف اپنے قیام کا سبب بیان کرتے ہوئے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرماتے ہیں: "جو بھی دیکھے کہ ایک سلطان جائز محرمات خدا کو حلال شمار کر رہا ہو اور جو چیزیں خداوند متعال نے حرام

---

1 . سورۂ مائدہ، ۶۳۔

2. کتاب ولایت فقیہ کے چند جملے اور تحف العقول کی ایک حدیث سے استفادہ، ص ۱۷۲۔

کی ہیں یہ شخص اُن کو آزاد قرار دیتا ہو اور سنت رسول اللہؐ کے خلاف عمل کرتا ہو اور عہد خدا کو توڑتا ہو، اگر کوئی دیکھے کہ ایک ظالم بادشاہ اس قسم کے کام کر رہا ہو، اس کے باوجود وہ خاموش رہتا ہے اور اس جائر حاکم کی طرف سے پیدا کیئے جانے والے انحراف کو اپنے قول اور عمل کے ذریعے تبدیل نہیں کرتا تو اس کے بارے میں خداوند متعال نے حتمی فیصلہ کیا ہے ایسے شخص کے بارے میں کہ جو سلطان جائر کے مقابلے میں قولاً و عملاً خاموش رہتا ہے کہ وہ آخرت میں اسے سلطان جائر کی جگہ دے، یعنی ایسا سلطان جائر کہ جس میں یہ صفات ہیں اور جو سنت پیغمبرؐ کو تبدیل کرتا ہے، عہد خدا کو توڑتا ہے اور محرمات خدا کو آزاد چھوڑ دیتا ہے، یعنی حلال قرار دیتا ہے تو اس کے مقابلے میں ساکت رہنے والا شخص خواہ واجبات اور مستحبات کو بجالاتا ہو، نماز پڑھتا ہو، مساجد میں جاتا ہو، احکام خدا کی ترویج کرتا ہو، رضائے خدا کے مطابق عمل کرتا ہو اور تمام نیک کام انجام دیتا ہو اور تمام بُرے کاموں سے اجتناب کرتا ہو، لیکن اس روایت کے مطابق کہ جو سید الشہداءؑ سے نقل ہوئی ہے، یہ شخص سلطان جائر کی جگہ ہو گا، یہی وہ روایت ہے کہ جو حکومت وقت کے خلاف امامؑ کے قیام کا سبب بنی ہے، یعنی امامؑ رسول اللہؐ کے قول پر عمل کرنا چاہتے ہیں کہ کہیں قول رسولؐ کی مخالفت نہ ہو جائے، چونکہ جو (اس سلسلے میں) تخلف کرے گا اُس کے ساتھ سلطان جائر جیسا سلوک کیا جائے گا، کیونکہ یہ شخص ساکت ہے، سلطان جائر جو بھی کام کر رہا ہے یہ خاموش ہے، لہذا (آخرت میں) اس کا مقام بھی وہی ہے جو اس سلطان جائر کا ہے۔

(صحیفہ امام، ج۲، ص ۳۷۰)

اولیائے کرامؑ کی سیرت میں اُمر و نہی

پیغمبر اکرم ﷺ کی سیرت

حضرت امیرؑ کے اس قدر طولانی خطبات ہیں، کیا آپؑ مُلّا (پڑھے ہوئے) نہیں تھے؟ حضرت رسولؐ کے بھی بہت طولانی خطبات ہیں، کیا آپؐ مُلّا (عالم) نہیں تھے؟ لیکن جب ہماری باری آتی ہے تو ہم بہانے بنانے لگتے ہیں تاکہ ہم اس ذمہ داری سے فرار کر سکیں، آپ کو اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔ جناب عالی! اسلام کی خدمت کرنا آپ کی ذمہ داری ہے، خدمت یہ نہیں کہ انسان درس پڑھے، یہ بھی ایک شعبہ ہے، (لیکن) مسلمانوں کو در پیش مشکلات اور مصائب میں دخالت کرنا بھی آپ کا فریضہ ہے۔ اس قدر ہمارے کانوں میں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ جناب! آپ کو حکومتی کاموں سے کیا، یہ تو حکومت ہے! ہمیں بھی یقین آگیا ہے کہ ہمیں حکومتی کاموں میں دخالت نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی اُس کی مخالفت کرنی چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص ۲۳۲)

---

1. بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۸۲۔

سیرت انبیاءؑ کے مطابق اقدام کرنا

آج جبکہ ملت اُٹھ کھڑی ہوئی ہے اور اُس نے اپنا راستہ اچھی طرح پالیا ہے، لہذا خاموشی کا حکم دینا اسلام کے مصالح عالیہ کے خلاف ہے اور شیعہ جعفری کے طور طریقوں کے منافی ہے اور حرکت و نہی عن المنکر اور شاہ کی طرف سے اسلام کو تباہ کئے جانے والے دردناک فجایع کو افشا کرنا، انبیائے کرام (ع) خصوصاً رسول معظم خاتم ﷺ کی سیرت مبارکہ کے عین مطابق ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۴، ص ۱۸)

علی (ع) کا معاویہ سے مقابلہ

حضرت امیر (ع) نے معاویہ کے خلاف جو قیام کیا تھا، اُس میں آپؑ معاویہ کو اپنے مقام سے ہٹا کر ایک عادل حکومت قائم کرنا چاہتے تھے اور شام و سوریہ میں ایک فاسق اور لوگوں کا مال کھانے والے شخص کو ہٹا کر اُس کی جگہ ایک صحیح انسان کو حاکم بنانا چاہتے تھے، چونکہ معاویہ کے ظلم کو روکنا ایک شرعی ذمہ داری تھی جس کیلئے قیام کرنا ضروری تھا تاکہ عوام کو سمجھائیں کہ یہ شخص ظالم ہے اور ایسے اشخاص کو ختم ہو جانا چاہیے، لہذا امامؑ نے قیام کیا، لیکن آپؑ اُسے اپنے مقام سے معزول کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

(صحیفہ امام، ج ۵، ص ۱۸)

حضرت علیؑ کی سیرت دوسروں کیلئے حجت ہے

اس کے باوجود کہ جو لوگ اپنے زعم میں حضرت امیرؑ کو نصیحت کرتے تھے کہ آپؑ کچھ عرصے کیلئے معاویہ کو اپنی حکومت میں رہنے دیں اور جب آپؑ کی حکومت کی بنیادیں مضبوط ہو جائیں تو پھر اُسے ہٹا دیں۔ لیکن آپؑ نے اُن میں سے کسی ایک کی بات کو قبول نہیں کیا اور آپؑ کی دلیل یہ تھی کہ جب ایک شخص الٰہی اُصول و ضوابط کے خلاف عمل کرتا ہے اور پورے علاقے میں ظلم انجام دے رہا ہے تو ایسے شخص کو میں ایک لحظے کیلئے بھی حاکم نہیں بنا سکتا، بلکہ اگر امامؑ اُسے حاکم بنا دیتے تو یہ ایک حجت اور دلیل بن جاتی کہ ایک فاسق کو ولی امر کی طرف سے حاکم بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن حضرت امیرؑ نے اس بات کو قبول نہیں کیا حتیٰ اگر بالفرض اس وقت کچھ مصالح بھی تھے تو آپؑ نے اُن کو نظر انداز کر دیا۔ آپ کیلئے اپنی حکومت کے مضبوط ہونے تک معاویہ کو ہٹانا ممکن بھی تھا، لیکن آپؑ نے معاویہ کو حتیٰ ایک دن کیلئے بھی اپنی حکومت میں باقی رہنے کی اجازت نہیں دی اور یہ بات ہمارے لئے حجت ہے کہ اگر ہم میں طاقت ہو تو ہمیں ان ظالم حکومتوں کو ہٹا دینا چاہیے اور اگر خدانخواستہ ایسا نہ کر سکیں تو ان حکومتوں سے خواہ ایک دن یا ایک گھنٹے کیلئے ہی کیوں نہ ہو، راضی ہونا، ظلم ہے، چونکہ یہ تعدی و تجاوز پر رضایت ہے، یہ لوگوں کے مال کو لوٹنے پر راضی ہونا ہے، لہذا کسی بھی مسلمان کو حتیٰ ایک لحظے کیلئے بھی کسی ظالم حکومت پر راضی رہنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ پس الٰہی اُصول و ضوابط کے خلاف اور قانونی موازین کے برعکس قائم ہونے والی حکومتوں کے

خلاف مبارزہ کرنا ہم سب کا فریضہ ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ اس سے جس قدر ہو سکتا ہے، ان کے خلاف مبارزہ کرے اور اس سلسلے میں کوئی بھی بہانہ قابل قبول نہیں۔

(صحیفہ امام، ج ۵، ص ۱۹)

امام حسینؑ کا قیام شرعی فریضہ کو تعین کرتا ہے

جس طرح سید الشہداء (ع) نے اپنی شرعی ذمہ داری پر عمل کرتے ہوئے غلبہ حاصل کرنا چاہا ہے، انسان اگر مغلوب بھی ہو جائے تو اُسے اپنی شرعی ذمہ داری پوری کرنی چاہیے۔ مسئلہ شرعی فریضہ کا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ انسان ایک ایسے شخص کے مقابلے میں (قیام کرے کہ جو) اسلام اور مسلمانوں کی تمام تر آبرو اور حیثیت کو خراب کر رہا ہے اور مسلمانوں کے مقدرات پر مسلط ہو چکا ہے اور امریکہ کو مسلمان علاقوں پر مسلط کر رہا ہے، ایرانی فوج کو امریکی مشیروں کے سپرد کر رہا ہے، ایران کے خزانوں کو اپنوں اور بیگانوں کی جیب میں ڈال رہا ہے، ایرانی ثقافت کو تباہ کر رہا ہے اور (آج) شاہ ایران ایک ایسے شخص کی مانند بن چکا ہے کہ جو ایسی مسند پر بیٹھا ہوا ہے جس پر امام حسین (ع) جیسی ہستی کو بیٹھنا چاہیے، یہاں نہی عن المنکر لازم ہے، یعنی سب لوگوں پر لازم ہے کہ وہ اسے کہیں: اس مسند سے اُتر جائو، یہ سب کا شرعی فریضہ ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۵، ص ۱۶۳)

امام حسینؑ کا قیام سب کیلئے حجت ہے

اگر ایک قوم ایک برحق بات کیلئے مقاومت کرنا چاہتی ہے تو اُسے تاریخ سے استفادہ کرنا چاہیے۔ اُسے دیکھنا چاہیے کہ تاریخ میں کیا کچھ ہوا ہے اور یہ گذشتہ تاریخ ہی ہمارے لئے نمونہ ہے۔ حضرت سید الشہداءؑ نے ایک قلیل سی تعداد کے ساتھ حرکت کی تھی اور یزید جیسے شخص کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے تھے، جو ایک اکڑ باز حکمران تھا اور ایک مقتدر حکومت رکھتا تھا، وہ اسلام کا اظہار بھی کرتا تھا، اُس کے خیال میں اُس کی حکومت ایک اسلامی حکومت تھی اور وہ بزعم خود رسول اللہؐ کا خلیفہ تھا، لیکن اُس کا نقص یہ تھا کہ وہ ایک ایسا ظالم انسان تھا کہ جو بغیر کسی حق کے ایک مملکت کے مقدرات پر مسلط ہو چکا تھا۔ یہ جو حضرت ابی عبد اللہؑ نے اس کے مقابلے میں تحریک چلائی ہے اور قلیل تعداد کے ساتھ قیام کیا ہے، یہ سب اس لئے تھا کہ امامؑ اسے اپنا شرعی فریضہ جانتے تھے۔ امامؑ فرماتے ہیں: ''میرا شرعی فریضہ ہے کہ میں اس کا انکار کروں اور اسے نہی عن المنکر کروں''۔ اگر ایک ظالم حاکم عوام پر مسلط ہو جائے تو علمائے ملت اور قومی دانشوروں کو چاہیے کہ وہ اس کا انکار کریں اور اُسے نہی عن المنکر کریں۔ حالانکہ امامؑ جانتے تھے اور قاعدتاً بھی معلوم تھا کہ جو قلیل تعداد آپؑ کے ساتھ تھی (کافی نہیں تھی) کہا جاتا ہے، چار ہزار افراد تھے، لیکن رات کے وقت سب چلے گئے تھے سوائے قلیل سی تعداد کے (شاید) ستر یا اسی نفر یا بہتّر نفر باقی رہ گئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپؑ نے اس قدرت کے سامنے مزاحمت کرنا اور قتل ہو جانا اپنا شرعی فریضہ جانا تا کہ وہ اپنی اور اپنے ہمراہ اس قلیل تعداد کی جان نثاری کے ذریعے اس حالت کو تبدیل کر کے اس طاقت کو رسوا کر دیں۔ آپؑ دیکھ رہے تھے ایک جائر حکومت

اُن کی مملکت کے مقدرات پر مسلط ہو چکی ہے، لہذا آپؑ نے اپنی شرعی ذمہ داری اور اپنے الٰہی فریضے کی تشخیص دیتے ہوئے اس کے خلاف تحریک شروع کر دی اور اس کا انکار کرنے اور اس کی مخالفت کرنے کیلئے نکل کھڑے ہوئے، خواہ جو بھی نتیجہ نکلے۔ حالانکہ قاعدتاً واضح تھا ایک قلیل گروہ، اس قدر بڑے گروہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا، لیکن مسئلہ شرعی فریضے کا تھا، لہذا یہ ہم اور آپ کیلئے ایک نمونہ ہے، اگر ہماری تعداد کم بھی ہو تو پھر بھی ہمیں انکار اور نہی عن المنکر کرنا چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص ۱۶۲)

پیغمبرؐ اور ائمہؑ کی سیرت سے استفادہ

ہم نے قرآن کی تعلیمات عالیہ سے، حضرت رسول اکرمؐ اور ائمہ مسلمینؑ کی سیرت سے اور اسلام سے جو کچھ حاصل کیا ہے اور قرآن میں موجود سیرت انبیاءؑ سے جو کچھ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام مستضعفین ایک ساتھ اکٹھے ہو کر مستکبرین کے خلاف قیام کریں اور کسی کو بھی اپنے حقوق ضائع نہ کرنے دیں۔

(صحیفہ امام، ج۷، ص ۱۱۷)

حضرت عیسیٰؑ کی سیرت

جو بھی حضرت مسیح (ع) کا پیروکار ہے اُسے مظلوموں کا حامی ہونا چاہیے اور اُسے بڑی طاقتوں کا مقابلہ کرنا چاہیے، جس طرح مذہب اسلام کے ایک پیروکار کو بڑی طاقتوں کی مخالفت کرنی چاہیے اور مظلوموں کو ان کے چنگل سے نجات دلانی چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۶۹)

مسجد اور نماز جمعہ، حرکت کی جگہ ہے

آپ لوگ اطراف عالم سے اور دنیا کے مختلف علاقوں سے تشریف لائے ہیں اور آپ سب علماء ہیں، لہذا آپ کو پیغمبر اکرم ﷺ اور ائمہ اسلام (ع) کی سیرت سے متمسک ہونا چاہیے کہ جو اُن ذوات نے ہمارے درمیان چھوڑی ہے۔ یہ ذوات اُس دن بھی اپنی ادعیہ کے ذریعے عوام کو دعوت دے رہے تھے کہ جب ان کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور وہ حکومت وقت کی سیاست کے خلاف بات نہیں کر سکتے تھے۔ لہذا دعا کرتے تھے اور دعا کے ذریعے عوام کو دعوت دیتے تھے اور جس دن بھی اُنہیں فرصت ملتی تھی تو وہ ہر مناسب موقع پر اپنی دعوت کو صراحت کے ساتھ بیان کرتے۔ جب آپ لوگ اپنے اپنے ممالک کی طرف لوٹیں گے تو نماز جمعہ کے خطبات میں اور جو دعائیں آپ پڑھتے ہیں، یہ سب جس طرح صدر اسلام میں یہ خطبات سیاسی پہلو رکھتے تھے (اب بھی ایسے ہی ہیں)۔ نماز جمعہ ایک سیاسی اجتماع ہے، نماز جمعہ کاملاً ایک سیاسی عبادت ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ بعض جگہ انسان دیکھتا

ہے کہ نماز جمعہ میں بالکل وہ چیزیں بیان نہیں کی جاتیں جن کی اقوام کو ضرورت ہے اور جن کے مسلمان اور اسلامی معاشرے محتاج ہیں۔ جس طرح اوائل اسلام میں نماز جمعہ تھی اسی طرح اب بھی ہونی چاہیے، یہ محافل اور نمازیں، سیاسی پہلو رکھتی تھیں، مساجد سے جنگ کیلئے لشکر بھیجے جاتے تھے اور مساجد سے ہی سیاسی مسائل کی منصوبہ بندی ہوتی تھی۔ محلے کی مسجد اسی لئے تھی اور یہیں سے سیاسی مسائل پیش کئے جاتے تھے، لیکن افسوس کے ساتھ ہم نے مساجد کو ایسا بنا دیا ہے کہ اب یہ مساجد مسلمانوں کے مصالح سے بالکل دور ہو چکی ہیں اور خود ہمارے ہی ہاتھ سے وہ منصوبے ختم کر دیئے گئے ہیں جو یہاں پیش کیئے جانے چاہیے تھے۔ لہذا آج ہم دیکھ رہے ہیں اور سب مسلمان دیکھ رہے ہیں کہ جو انہیں دیکھنا چاہیے۔ آج مسلمانوں کو بیدار ہونا چاہیے، وہ جب دیکھیں کہ اُن کی حکومتیں اسلام کے خلاف عمل کر رہی ہیں تو اُنہیں صراحت کے ساتھ کہنا چاہیے، نہ کہ وہ دعا اور خطبہ کے ذریعے کہیں، بلکہ صراحت کے ساتھ ظالموں اور متجاوزوں اور مخالفین اسلام کے ساتھ مقابلہ کریں۔ آج خطبات کو فقط چند دعائوں اور چند اذکار تک محدود نہ رکھیں، بلکہ جیسا کہ ابھی تک ہوتا آیا ہے خطبات کے، مطالب کو مستحکم کریں۔

(صحیفہ امام، ج۱۸، ص۴۲۴)

ظالموں کے مقابلے میں انبیاء و اولیاء کی سیرت

آپ یہ خیال نہ کریں کہ اسلام فقط یہی کچھ ہے، پس نماز اور روزے کو ہی اسلام کہتے ہیں، ایسا نہیں ہے! اگر ایسا ہوتا تو پیغمبرؐ بھی مسجد میں بیٹھ جاتے اور فقط نماز ہی پڑھتے۔ آپؐ نے اپنی عمر کے آغاز سے لے کر آخر تک اس قدر زحمت کس لئے کی ہے؟ جنگ کی ہے، مار دھاڑ ہوئی ہے، کبھی شکست کھائی ہے اور کبھی شکست دی ہے اور جہاں تک ہو سکا مسائل کو حل کیا ہے۔ اسی طرح امیر المومنینؑ نے بھی یہی کچھ کیا ہے، دوسروں نے بھی یہی کچھ کیا ہے۔ صالحین بھی ایسے ہی تھے، تمام بیدار لوگ ایسے ہی تھے۔ ایسا نہیں کہ آپ مسجد میں بیٹھ جائیں اور کسی بھی کام سے سروکار نہ رکھیں اور بے طرف رہیں (اور کہیں کہ) ہمارا ان کاموں سے کوئی کام نہیں ہے! اگر انبیاء کی یہی منطق ہوتی تو پھر فرعون، موسیٰؑ کا پیچھا نہ کرتا اور موسیٰؑ بھی فرعون کا تعاقب نہ کرتے۔ اگر انبیاء کی منطق یہی ہوتی تو پھر حضرت ابراہیمؑ اُن لوگوں پر حملہ آور نہ ہوتے اور پیغمبرؐ یہ کام نہ کرتے، انبیائے کرامؑ کی منطق یہ نہیں ہے، انبیاء کی منطق یہ ہے کہ وہ کفار پر {أشدآء} ہوں اور جو لوگ انسانیت کے مخالف ہیں اُن کے ساتھ سختی کریں اور آپس میں رحیم ہوں اور وہ شدت بھی اُن (کفار) کیلئے رحمت ہے۔[1]

(صحیفہ امام، ج۱۹، ص۱۴۰)

1. سورۂ فتح ۲۹ سے اقتباس۔

حضرت ابراہیمؑ منکرات کے ساتھ مقابلے کا نمونہ

حضرت ابراہیم (ع) نے اپنی زندگی میں کیا، کیا ہے؟ ان سب نے ظلم وجور کے مقابلے میں قیام کیا ہے، ان سب کے قیام کا یہی مطلب تھا، ہمیں ان کو نمونہ عمل بنانا چاہیے اور ہمیں ظلم کے مقابلے میں قیام کرنا چاہیے، مسلمانوں کو ظلم وجور کے سامنے اور منکرات کے مقابلے میں کھڑا ہو جانا چاہیے۔ جیسا کہ الحمدللہ، ایران کی شریف ملت نے قیام کیا ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۳)

امام خمینیؒ کے فرمودات میں اُمر ونہی کا وجوب

نصیحت کا وجوب

نصیحت واجبات میں سے ہے اور اس کا ترک کرنا شاید کبیرہ گناہوں میں سے ہو۔ علماء کو چاہیے کہ وہ شاہ سے لے کر مملکت کے آخری فرد تک سب کو نصیحت کریں۔

(صحیفہ امام، ج ۱، ص ۱۲۱)

علمائے اسلام کا فریضہ

علمائے اسلام کا فریضہ ہے کہ وہ جب بھی اسلام اور قرآن کو خطرے میں محسوس کریں تو مسلمان عوام کو اس سے آگاہ کریں تاکہ خداوند متعال کی بارگاہ میں جوابدہ نہ ہوں۔

(صحیفہ امام، ج ۱، ص ۱۳۷)

قرآن کو خطرے میں دیکھ کر اقدام کرنا واجب ہے

قرآن مجید کیلئے جو طبیعی خطرہ پیش آیا ہے، وہ دین اور مملکت سے خیانت کاروں کے ہاتھوں شرع اور قانون کے خلاف پاس ہونے والے قانون کی وجہ سے اپنی جگہ اسی طرح باقی ہے اور کوئی بھی مسلمان قرآن کریم کو خطرے سے دوچار دیکھ کر سہل انگاری نہیں کر سکتا۔

(صحیفہ امام، ج ۱، ص ۱۰۹)

اسلام اور پیغمبر ﷺ کے سلسلے میں فریضہ کی انجام دہی

اسلام کا ہم پر حق ہے، پیغمبرؐ کا ہم پر حق ہے، اس وقت کہ جب آپؐ کی زحمتیں زوال کے خطرے سے دوچار ہیں، علمائے اسلام اور دیانت مقدسہ سے وابستہ افراد کو اپنا قرض چکانا چاہیے۔ میں نے پکا ارادہ کیا ہوا ہے کہ جب تک اس فاسد نظام کو ختم نہ کرلوں اُس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھوں گا یا حق تعالیٰ کی بارگاہ میں عذر کے ساتھ حاضر ہوں۔ اے علمائے اسلام! آپ بھی مصمّم ہو جائیں اور جان لیں کہ فتح آپ کے ساتھ ہے: {واللهُ متم نوره ولو کره الکافرین}۔[1]

(صحیفہ امام، ج ۱، ص ۱۸۷)

احکام اسلام کا دفاع

اسلام کے مسلمہ احکام کا دفاع کرنا، اسلامی ممالک کے استقلال کی حمایت کرنا، ظلم وستم سے تنفر کا اظہار کرنا، دشمنان اسلام کے ساتھ اسلامی ممالک کے معاہدوں سے نفرت کا اظہار کرنا اور اسرائیل اور اُس کے کارندوں سے اور قرآن مجید اور اسلام وملک کے دشمنوں سے بیزاری کا اعلان کرنا، علمائے اسلام کا فریضہ ہے۔ اُنہیں چاہیے کہ وہ بغیر کسی وجہ کے دی جانے والی سزائے موت، اجتماعی جلاوطنی، غیر قانونی مقدمات اور ناجائز قسم کی سزائوں سے اپنی بیزاری کا اظہار کریں اور ہر حال میں ملت ومملکت کی صلاح بیان کریں، کیا یہ سب چیزیں (بیان کرنا) جرم ہے؟ کیا یہ سب قدامت پرستی ہے؟

(صحیفہ امام، ج ۱، ص ۳۳۵)

کیپیٹلائزیشن کے سلسلے میں اجتماعی ذمہ داری

قوم پر لازم ہے کہ وہ ان زنجیروں کو توڑ دیں، ایرانی فوج پر لازم ہے کہ وہ ایران میں ایسے ننگ آور کام انجام دینے کی ہر گز اجازت نہ دے اور جس طرح بھی ہو سکے اپنے اعلیٰ عہدیداروں سے تقاضا کریں کہ وہ اس سند استعمار کو پھاڑ ڈالیں، اس حکومت کو ختم کر دیں، جن نمائندوں نے اس رسوا کنندہ چیز کو ووٹ دیا ہے، اُنہیں پارلیمنٹ سے نکال دیں۔ ملت پر لازم ہے کہ وہ اپنے علماء سے تقاضا کریں کہ وہ خاموش نہ رہیں۔ علمائے اسلام پر لازم ہے کہ وہ مراجع اسلام سے تقاضا کریں کہ وہ اس بات کو نظر انداز نہ کریں۔ حوزہ علمیہ کے فضلاء اور مدرسین پر لازم ہے کہ وہ علمائے اعلام سے اس خاموشی کو توڑنے کا تقاضا کریں، دینی طلاب پر لازم ہے کہ وہ اپنے مدرسین سے کہیں کہ وہ اس بات سے غفلت نہ کریں، مسلمان قوم پر لازم ہے کہ وہ وعاظ اور خطباء سے کہیں کہ وہ اُنہیں اس عظیم مشکل سے آگاہ کریں کہ جس سے ہم مطلع نہیں ہیں۔ خطباء اور وعاظ پر بھی لازم ہے کہ وہ اس ننگ آور بات کے خلاف محکم آواز اور بلا خوف وخطر اعتراض کریں اور ملت کو بیدار کریں۔ یونیورسٹی کے اساتذہ پر لازم ہے کہ وہ جوانوں کو زیر پردہ چیزوں سے آگاہ کریں۔

---

1. ''خداوند متعال اپنے نور کو کامل کر کے چھوڑتا ہے خواہ کفار کو ناپسند ہی کیوں نہ ہو''۔ سورۂ صف، ۸۔

جوانوں پر بھی لازم ہے کہ وہ انتہائی گرم جوشی کے ساتھ اس رسوا کنندہ منصوبے کی مخالفت کریں اور پُر سکون ہو کر حساس نعروں کے ذریعے اس امر کے بارے میں دنیا والوں تک یونیورسٹیوں کی مخالفت پہنچائیں۔ بیرونی ممالک کے طلباء پر لازم ہے کہ وہ زندگی کے اس اہم مسئلے پر کہ جس سے مذہب وملت کی عزت وآبرو خطرے میں پڑ چکی ہے، خاموش نہ رہیں۔ اسلامی حکومتوں کے راہنماؤں پر لازم ہے کہ وہ اس سلسلے میں ہماری آواز کو دنیا تک پہنچائیں اور آزاد نشریاتی اداروں کے ذریعے اس بدبخت قوم کی جانسوز فریاد کو اہل دنیا کے کانوں تک پہنچائیں۔ اسلامی ملل واقوام کے علماء وخطباء پر لازم ہے کہ وہ اعتراضات کے ایک سیلاب کے ساتھ ایران کی معظم ملت اور اپنے اسلامی بھائیوں کی پیشانی سے اس ننگ کو صاف کریں اور قوم کے تمام طبقات سے عرض ہے کہ وہ اپنے جزئی اور وقتی اختلافات سے صرف نظر کر کے استقلال جیسے مقدس راستے اور قید اسارت سے نکلنے کیلئے کوشش کریں۔ محترم سیاسی شخصیات پر لازم ہے کہ وہ ہمیں پارلیمنٹ میں بیان ہونے والے زیر پردہ مطالب سے آگاہ کریں، اسی طرح سیاسی جماعتوں پر بھی لازم ہے کہ وہ اس مشترکہ امر میں ایک دوسرے کے ساتھ توافق کریں۔

(صحیفہ امام، ج ۱، ص ۴۱۰)

جرم وجنایت کا افشا ضروری ہے

آپ روشن فکر جوانوں پر لازم ہے کہ آپ خاموش نہ بیٹھیں، جب تک غفلت کی نیند سونے والوں کو اس مرگبار نیند سے بیدار نہیں کر لیتے اور استعمار گروں اور اُن کے جاہل پیروکاروں کی خیانتوں اور جرائم کو فاش کرتے ہوئے، غفلت زدہ لوگوں کو آگاہ نہیں کر لیتے۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۱۴۲)

خطرات کے بارے میں عوام کو بیدار کرنا ضروری ہے

اس گروہ کو پہلے نصیحت اور بیدار کرنا چاہیے اور اسے کہیں کہ کیا تم خطرہ نہیں دیکھ رہے؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ اسرائیلی مار رہے ہیں اور ختم کر رہے ہیں اور امریکہ و برطانیہ بھی اُن کی مدد کر رہے ہیں اور آپ لوگ بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہیں، آپ کو بیدار ہو جانا چاہیے اور عوام کی مصیبتوں کے علاج کے بارے میں سوچنا چاہیے، فقط بحث مباحثے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، فقط مسئلہ کہنا کسی درد کی دوا نہیں ہے، اب جبکہ اسلام کو تباہ کر رہے ہیں، نصرانیوں کی طرح آپ بھی خاموش نہ بیٹھیں کہ جو بیٹھ کر روح القدس اور تثلیث کے بارے میں بحث کرتے رہے ہیں اور وہ لوگ آئے ہیں اور اُنہیں پکڑ کر ختم کر دیا ہے، آپ کو بیدار ہو جانا چاہیے اور ان حقائق اور واقعیات کی طرف توجہ دینی چاہیے، موجود دور کے مسائل کی طرف توجہ دیں اور اپنے آپ کو اس قدر بیہودہ نہ بنائیں۔

(ولایت فقیہ، ص ۱۳۳)

اسرائیل کی مدد پر اعتراض

آخر نجف کیوں سویا ہوا ہے؟ کیا ہم جوابدہ نہیں ہیں؟ ہمارے تمام کام مسلمانوں کیلئے درس ہیں، کیا یہی کہ ہم درس پڑھ رہے ہیں؟ کیا ہمیں مسلمانوں کے دکھ درد میں شریک نہیں ہونا چاہیے؟ کیا ہم اس بات پر اعتراض نہ کریں کہ ایران اور اسلام کا تیل ایک ایسی مملکت کو کیوں دیا جارہا ہے کہ جو مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی حالت میں ہے؟ کیا اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے؟ کیا یہ باتیں نہیں کہنی چاہیں؟

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۳۶۳)

اسلامی فریضہ کی یاددہانی

میں کیا کروں، میں اسے اپنا فریضہ جانتا ہوں، میں اپنا فریضہ جانتا ہوں کہ آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروں، جہاں تک میری آواز پہنچتی ہے میں فریاد بلند کروں گا، جہاں تک میرا قلم کام کرتا ہے میں لکھوں گا اور نشر کروں گا، اگر جناب عالی! بھی صلاح جانتے ہیں اور اس اُمت کو اپنی اُمت سمجھتے ہیں اور انہیں اپنا شیعہ جانتے ہیں، اگر صلاح دیکھتے ہیں تو وہ بھی یہی کچھ کریں۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۳۶۸)

عوام کو آگاہ کرنا، جوانوں کا فریضہ ہے

اے اسلام کے قیمتی جوانو! کہ جو مسلمین کیلئے مایہ اُمید ہو، آپ پر لازم ہے کہ اقوام کو آگاہ کریں اور استعمار گروں کے شوم مقاصد اور تباہ کن منصوبوں کو برملا کریں، اسلام کی پہچان حاصل کرنے میں زیادہ سے زیادہ سنجیدہ ہو جائیں، قرآن کی مقدس تعلیمات حاصل کر کے ان پر عمل کریں اور انتہائی اخلاص کے ساتھ دوسری قوموں کو اسلام کی تبلیغ کرنے اور اس کی نشر واشاعت کرنے اور اسلام کے عظیم مقاصد کی تکمیل کیلئے کوشش کریں۔ حکومت اسلامی کے نظریئے کو عملی شکل دینے اور اُس کے مسائل کی تحقیق کیلئے زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں۔ مہذب بنیں اور اپنے آپ کو (ہر لحاظ سے) لیس کریں، متحد و منظم ہو کر اپنی صفوں کو مضبوط بنائیں، جس قدر زیادہ ہو سکتا ہے فداکار اور جانثار افراد کی تربیت کریں اور اسلام و مسلمین کے خلاف ایران کے جابر حکمرانوں کے منصوبوں کو برملا کرنے سے غفلت نہ برتیں، اپنے دکھی ایرانی مسلمان بھائیوں کی آواز اہل دنیا تک پہنچائیں اور اُن سے ہمدردی کریں اور ایران میں جو مسلسل قتل وغارت اور قانون کی خلاف ورزیاں ہورہی ہیں، اُن پر اعتراض کریں۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۴۳۹)

فلسطین کا دفاع، سب اسلامی حکومتوں کی ذمہ داری ہے

اب جبکہ اسرائیل کی غاصب حکومت نے زیادہ سے زیادہ فتنہ برپا کرنے، عرب سرزمینوں پر تجاوز کرنے اور حقیقی مالکین کے مقابلے میں اپنے غاصبانہ طریقے کو جاری رکھنے کیلئے جنگ کی آگ کو چند برابر بھڑکا دیا ہے اور ہمارے مسلمان بھائی فساد کے اس مادے کی جڑ اُکھاڑنے کیلئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر محاذ جنگ اور میدان عزت وشرف میں لڑرہے ہیں تو اسلامی ممالک کی تمام حکومتوں خصوصاً عرب حکومتوں پر لازم ہے کہ وہ خداوند متعال پر توکل اور قدرت لایزال پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی تمام تر قوت اکٹھا کر کے فداکاری کرنے والے مجاہدوں کی مدد کیلئے نکل پڑیں کہ جو محاذ کی پہلی صف میں کھڑے ملت اسلام پر اُمید کی آنکھیں لگائے ہوئے ہیں اور فلسطین کی آزادی اور اسلامی مجد وشرف اور عظمت کے احیا کیلئے اس مقدس جہاد میں شرکت کریں۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص ۱)

اسرائیل کے خلاف جدوجہد، ملت اسلام کا فریضہ ہے

ملت اسلام کی انسانی فریضے، اخوت اور عقلی واسلامی اُصول وضوابط کے مطابق ذمہ داری ہے کہ وہ استعمار کے اس گماشتے کی جڑیں اُکھاڑنے کیلئے کسی قسم کی فداکاری سے دریغ نہ کرے اور مادی ومعنوی کمک، خون، دوائیں، اسلحہ اور غذا بھیج کر محاذ جنگ پر لڑنے والے اپنے بھائیوں کی مدد کرے خصوصاً ملت شریف ایران پر لازم ہے کہ وہ اسرائیل کے وحشیانہ تجاوز اور اس وقت جو مصائب ہمارے عرب اور مسلمان بھائیوں کو درپیش ہیں، اُن کے مقابلے میں بے اعتنا نہ رہے اور جس طرح بھی ممکن ہے سرزمین فلسطین کی آزادی اور صیہونزم کی نابودی کیلئے اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کریں۔ اسی طرح حکومت ایران سے تقاضا کریں کہ وہ اس خاموشی کو توڑ کر اسلامی ممالک کی حکومتوں کے ساتھ مل کر اسرائیل کے خلاف جنگ وپیکار کیلئے اُٹھ کھڑی ہو۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص ۲)

اسلام کا دفاع تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

اس وقت تمام مسلمانوں اور خصوصاً علمائے اعلام، روشن فکر حضرات، قدیم وجدید علوم کی یونیورسٹیوں کا فریضہ ہے کہ وہ اسلام کہ جو استقلال وآزادی کا ضامن ہے، کے دفاع اور اس کے حیات بخش احکام کی حفاظت کیلئے اور اپنے عظیم وطن کہ جو حریت پسندوں اور بزرگ علما کا گہوارہ ہے، کو نابودی کے خطرے سے بچانے کیلئے اس فرصت سے فائدہ اُٹھائیں اور جو باتیں کہنی چاہیں وہ کہیں اور لکھیں اور بین الاقوامی شخصیات اور تمام انسانی

معاشروں تک پہنچائیں۔اسی طرح ایران کی فوج اور اُس کے عہدہ داروں پر لازم ہے کہ وہ اغیار کے ہاتھوں اسارت کی قید سے خود کو نجات دلائیں اور اپنی مملکت کو تباہی اور زوال سے بچائیں۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۲۶۲)

شاہی حکومت کی سرنگونی تمام طبقات کی ذمہ داری ہے

تمام اسلامی گروہوں اعم از علمائے اعلام، خطبائے محترم، طلاب دین، طلباء اور میرے عزیز جوانوں اور فرزندوں، تجار محترم، مزدور طبقات اور شریف و بیدار کاشتکاروں اور تمام سیاسی محاذوں اور پارٹیوں کو چاہیے کہ وہ یکدل و یکسو ہو کر پولیس، فوج اور ملیشیا فوج کے افسروں کی آگاہی کیلئے کوشش کریں اور اُنہیں، اس بالذات قاتل اور مجرم کی سرنگونی کیلئے سعی و کوشش میں شرکت کی دعوت دیں اور ملت کو اس ظالم کے شر سے بچائیں اور اسے اس سے زیادہ موقع نہ دیں کہ وہ ہماری عورتوں، مردوں، بوڑھوں، بچوں اور چھوٹوں بڑوں کو خاک و خون میں نہلائے اور اسلام کو اپنی شہوات کے اوپر قربان کردے۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۴۴۲)

قیام کرنا سب کا فریضہ ہے

تمام طبقات کو اپنے جزئی اختلافات سے ہاتھ کھینچ کر اپنی نجات کیلئے اُٹھ کھڑا ہونا چاہیے اور ہر ممکنہ طریقے سے اس مفسد فی الارض کو ختم کرنے کیلئے اقدام کرنا چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۴۴۳)

ہر ممکنہ طریقے سے اسلامی تحریک کی مدد

ہم جہاں بھی ہوں، تنہا یا ایک ساتھ، فرداً فرداً یا مل کر ایران کی اس مقدس تحریک کی مدد کرنا، ہمارا عقلی، وجدانی اور شرعی فریضہ ہے، چونکہ وہ لوگ میدان جنگ میں خون دے رہے ہیں اور ہم ملک سے باہر ہیں اور وہاں نہیں جا سکتے، لہذا ہمیں ملک سے باہر رہ کر اس جنگ میں حصہ لینا چاہیے، ہمیں جس قدر بھی ہو سکتا ہے اپنا فریضہ ادا کرنا چاہیے، اپنے قلم سے بیان سے باتوں سے اور مظاہروں کے ذریعے جس سے جس قدر ہو سکتا ہے اس فریضہ کو ادا کریں۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۴۹۲)

پروپیگنڈے کے ذریعے مدد کرنا، ملک سے باہر ایرانیوں کا فریضہ ہے

ایران میں جو لوگ اس (شاہ) کے مقابلے میں متحد ہو کر کھڑے ہوئے ہیں، ہمیں اُن کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالنا چاہیے۔ ہم جو ملک سے باہر ہیں، ہمارا بھی فریضہ ہے کہ اُن لوگوں کے ساتھ ہم آواز ہو کر انشاءاللہ اس دشمن کو ختم کریں۔ اب یہ کام نزدیک ہے، اب وہ وقت آپہنچا ہے اب اُس کا وہ پہلے جیسا شور شرابہ نہیں ہے، اب وہ زوال کی طرف جارہا ہے، ان شاءاللہ۔ لیکن ہمیں غفلت نہیں کرنی چاہیے، ہم جو ملک سے باہر ہیں ہمیں ملک کے اندر موجود بھائیوں سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ ہماری ذمہ داری ہے، یہ ہمارا وجدانی اور دینی فریضہ ہے کہ اُن کے ساتھ جس قدر ہو سکتا ہے تعاون کریں۔ پروپیگنڈے میں اُن کی مدد کریں، جو بھی کم از کم مدد کر سکتے ہیں وہ کرنی چاہیے، مطبوعات کے ذریعے پروپیگنڈہ کیا جاسکتا ہے، اعلانات کے ذریعے مدد کی جاسکتی ہے، یعنی جس طرح بھی ہو سکتا ہے ہمیں اُن کی مدد کرنی چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج ۴، ص ۸۱)

قیام کرنے والوں کا ساتھ

ہم سب کا وجدانی اور شرعی فریضہ ہے اور عقلی ذمہ داری ہے کہ قیام کرنے والے اس مظلوم گروہ کے ساتھ تعاون کیا جائے کہ جو اپنا حق لینا چاہتے ہیں، جو ہمارا بھی حق ہے وہ لینا چاہتے ہیں، لہذا ہمیں بھی اُن کے ہمراہ ہونا چاہیے اور اُن کا پشت پناہ بننا چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۵۲۳)

حکومت کو افشا کرنا، اہل قلم کا فریضہ ہے

ہمیں چاہیے کہ جس قدر ہو سکتا ہے اُن[1] کی مدد کریں، اگر قلم کے ذریعے مدد کر سکتے ہیں تو قلم کے ساتھ مدد کریں، ہم یہاں کے مطبوعات میں ایرانیوں کے حالات لکھ سکتے ہیں اور جو ظلم اُن پر ہو رہا ہے اور یہ حکومت جو جرائم انجام دے رہی ہے اُن کو ہم یہاں کی مطبوعات میں منعکس کر سکتے ہیں، آپ کو ایسا کام کرنا چاہیے، جو بھی کام ہو سکتا ہے وہ انجام دینا چاہیے اور جس سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا اُسے کم از کم ان لوگوں کیلئے دعا تو کرنی چاہیے کہ جو اس ظالم حکومت کے چنگل میں گرفتار ہیں۔

(صحیفہ امام، ج ۴، ص ۱۱)

1. یہاں انقلابی اور ہڑتال کرنے والے افراد مراد ہیں۔

فوجیوں کو ظلم وستم سے روکنا

فوجیوں اور دوسرے انتظامی اداروں میں کام کرنے والوں کے خاندانوں اور اہل وعیال پر لازم ہے کہ وہ اُنہیں ملت کی مخالفت اور اپنے اسلامی بہن بھائیوں پر ظلم وستم کرنے سے روکیں اور اُنہیں ان ظالمانہ کاموں کی وجہ سے مواخذہ کریں، چونکہ اس قسم کے مظالم کا نتیجہ خود اُنہی کے ضرر کی صورت میں نکلے گا۔

(صحیفہ امام، ج ۴، ص ۳۱۰)

ظالم کے خلاف جنگ، الٰہی فریضہ ہے

آج قوم کے تمام طبقات، مراجع عظام، علمائے اعلام، مدرسین اور عالی مقام فضلاء اور یونیورسٹیوں اور کالجز کے محترم اساتذہ، دلیر طلباء وشجاع دینی طلاب سے لے کر سیاسی پارٹیوں، روشن فکروں، مزدوروں اور کاشت کاروں، اہل بازار اور پیشہ ور حضرات اور حکومتی ملازمین اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسروں واعلیٰ عہدہ داروں تک سب پر الٰہی اور وجدانی طور پر فرض ہے کہ وہ متحد ہو کر اور بڑی طاقتوں سے بغیر کسی خوف وہراس کے اپنے اسلامی مقاصد کی تکمیل کریں اور اس تاریخی ظالم کا گلا گھونٹ دیں اور قاطعیت وسنجیدگی کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں، چونکہ مستضعفین سے خداوند متعال کا کیا ہوا وعدہ پورا ہونے والا ہے اور راہ خدا میں قتل ہو جانا، سرفرازی ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۴، ص ۳۵۱)

انحراف کی روک تھام ایک عمومی فریضہ

ہمارے نزدیک سب لوگوں کا فریضہ ہے کہ وہ جہاں بھی نچلے درجے کے عہدہ دار سے لے کر اعلیٰ درجے کے عہدہ داروں میں اسلامی راستے سے انحراف دیکھیں تو اُسے روکیں تاکہ بُرائی کے پھیلائو کی روک تھام ہو سکے اور بُرے عناصر پر تمام راستے بند ہو جائیں۔

(صحیفہ امام، ج ۴، ص ۴۱۳)

شاہی حکومت کا افشاء سب کا فریضہ ہے

میں خداوند تبارک وتعالیٰ سے آپ سب کی سلامتی چاہتا ہوں اور میں اس بات کی تقریباً ہر رات کو تکرار کرتا ہوں کہ ہم سب مکلف ہیں، شرعی فریضے کا مسئلہ کسی ایک کیلئے نہیں ہے، ایسا نہیں کہ ایک کا تو شرعی فریضہ ہو دوسرے کا نہ ہو، جہاں میں مکلف ہوں، جناب عالی بھی مکلف ہیں، ایران میں اُٹھنے والی اس تحریک میں ہم سب ذمہ دار ہیں۔ اس وقت سب ہی لوگ اپنے جوانوں کو قربان کر رہے ہیں، ایک بوڑھی خاتون کے چند جوان

مارے جا چکے ہیں، لیکن وہ اب بھی کھڑی ہے اور کہہ رہی ہے میں اپنا سب کچھ دینے کیلئے حاضر ہوں۔ ہمیں اس تحریک کی مدد کرنی چاہیے، ہم یہاں سے بھی مدد کر سکتے ہیں اور ہمیں مدد کرنی چاہیے بھی، یعنی یہاں سے آپ کی مدد، شاہ اور اُس کی حکومت اور شاہ سے خرچ لینے والے روزنامہ نگاروں کے پروپیگنڈے کے مقابلے میں پروپیگنڈہ ہے۔ یہ لوگ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ یہ لوگ انتشار پیدا کر رہے ہیں یا یہ وحشی لوگ ہیں، ایسے ہیں ویسے ہیں۔ لیکن اگر آپ اپنے دوستوں سے رابطہ کر سکتے ہیں تو رابطہ کریں اور اگر مظاہرے کر سکتے ہیں تو مظاہرے کریں۔ اُن لوگوں سے رابطہ کریں کہ جنہوں نے ان مسائل سے غفلت کی ہے۔ اسی یورپ میں آپ جہاں بھی ان امریکیوں اور یورپیوں کو دیکھیں، آپ میں سے کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں اور اُنہیں بتائیں کہ ایران میں یہ مسائل ہیں، ایران کے لوگ وحشی نہیں ہیں، ایرانی ترقی پسند ہیں اور وہ آزادی چاہتے ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ امریکہ ہمارا مال لوٹ کر لے جائے۔

(صحیفہ امام، ج۴، ص۲۵)

عام عوامی شرکت کے ذریعے، تحریک کا تسلسل

جناب عالی! اس تحریک کی حفاظت کیجئے، یہ سب کی ذمہ داری ہے، یہ عالم دین کی بھی ذمہ داری ہے اور دوسروں کی بھی ذمہ داری ہے، آپ کاروباری حضرات اور مزدوروں اور دانشوروں کی بھی ذمہ داری ہے۔ ہم سب کا فریضہ ہے کہ ایران میں جو تحریک اُٹھی ہے اس کا ساتھ دیں۔ اس تحریک کے ذریعے آپ اپنا استقلال حاصل کر سکتے ہیں اور اپنے لئے آزادی لے سکتے ہیں۔ اس وقت میں اور آپ، خدا کے سامنے جوابدہ ہیں اور آئندہ آنے والی نسلوں کے سامنے جوابدہ ہیں کہ ایک ایسی تحریک اُٹھی ہے اور آپ کچھ نہیں کر سکے، آپ لوگوں میں اس سے استفادہ کرنے کی لیاقت ہی نہیں تھی! آپ میں لیاقت ہو گی تو اس تحریک سے فائدہ اُٹھا سکیں گے۔ لہذا اس نہضت اور تحریک کو خاموش نہیں ہونے دیں، آپ لوگ اجازت نہ دیں، آپ کہ جو سربراہ ہیں، گروہ اور پارٹیاں ہیں، علماء ہیں، دینی طلاب ہیں، تجار ہیں، یونیورسٹی کے طلباء ہیں، عدالتیں ہیں، عدالتوں کے وکلاء ہیں اور اس مملکت میں رہنے والے مختلف طبقات ہیں آپ سب کو ہرگز اجازت نہیں دینی چاہیے کہ یہ ہڑتالیں ختم ہو جائیں اور یہ تحریک خاموش ہو جائے اور ایران میں برپا ہونے والی یہ زندہ تحریک ختم ہو جائے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۵۸)

شاہ اور باغی حکومت سے اظہار بیزاری

مسلمان قوم کو چاہیے کہ وہ شاہ اور اس باغی حکومت سے بیزاری کا اظہار کرے، چونکہ اس کی مخالفت ضروری ہے۔ قوم کے تمام طبقات خصوصاً دیہاتوں اور قصبوں کے رہنے والے عوام جان لیں کہ شاہ غاصب ہے اور اس کی باغی حکومت مقدسات اسلام کو ختم کرنے پر تلی ہوئی ہے اور اگر اسے مہلت مل گئی تو یہ شریعت کے اثرات مٹانے کیلیئے اُٹھ کھڑا ہو گا۔

ملت کے تمام طبقات پر لازم ہے کہ وہ ہر ممکنہ طریقے سے اس ظالم و جابر نظام کو ختم کرنے کی کوشش کریں اس نظام کی اطاعت، طاغوت کی اطاعت ہے کہ جو حرام ہے۔ خداوند متعال مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۹۳)

مراجع اور علماء کی سنگین ذمہ داری

اس حساس موقع پر مراجع عظام، علاقے کے علمائے اعلام (دامت برکاتہم) اور خطبائے محترم (دامت افاضاتہم) کی بہت ہی بڑی ذمہ داری ہے اور خداوند متعال کی بارگاہ میں ہم سب جوابدہ ہیں۔ اس وقت سستی اور سہل انگاری کرنا، ظالم نظام کی مدد کرنے، مظلوم خون کو ضائع کرنے اور اسلام اور اسلامی ملک کے اعلیٰ مصلحتوں کو منہدم کرنے کے مترادف ہے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۱۵۴)

شاہ کی مخالفت ایک شرعی فریضہ

اس وقت، اس (شاہ) کی مخالفت کرنا ہم سب اور تمام مسلمانوں، علمائے دین، روشن فکر حضرات اور تمام سیاستدانوں کی شرعی و الٰہی ذمہ داری ہے۔ جو بھی اس کی مخالفت نہیں کرتا وہ شرعی اور الٰہی فریضے کے برخلاف عمل کر رہا ہے اور شرافت (انسانی) کے برعکس چل رہا ہے، اس کے بعد ہم اُسے ایک شریف انسان نہیں کہہ سکتے، بلکہ وہ ایک پست اور رذیل انسان ہے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۱۶۴)

ہڑتال، ایک واجب شرعی

اگر ہم ایسی کوئی بات کریں کہ آپ ہڑتال کریں تو پھر ہم ہڑتال کرنا لازم کر دیں گے، یعنی ہڑتال کو ایک شرعی فریضہ قرار دیں گے اور ہڑتال کا حکم دیں گے، چونکہ یہ ایک مملکت کی مصلحت کیلیئے ہے، ایک ملت کی مصلحت کیلیئے ہے، کیا ہم بے بنیاد بات کرتے ہیں؟!

(صحیفہ امام، ج۵، ص ۲۵۱)

تمام طبقات کے ذریعے شاہ کے معزول ہونے کا اعلان

علاقے کے علمائے اعلام، خطبائے محترم، غیور طلاب، قاضی حضرات اور عدالتوں کے محترم وکلاء حضرات، یونیورسٹیوں کے اساتذہ کرام، دانشور، تجار، مزدور اور کاشتکار طبقات اور محترم سیاستدان حضرات اور قوم کے دوسرے طبقات شاہ اور دونوں مجالس (پارلیمنٹ اور سینٹ) اور حکومت کے معزول ہونے کا اعلان کیجئے اور اگر آپ لوگ اس سلسلے میں سستی کریں گے تو ممکن ہے قوم وملک کے خلاف کوئی سازش ہو جائے تو اُس وقت ہم سب جوابدہ ہوں گے اور ہم سب کو جان لینا چاہیے ان حساس ایام میں ہم سب خدا کے سامنے جوابدہ ہیں۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص ۳۵۱)

اقامہ عدل سب کا فریضہ ہے

ہمیں اقامہ عدل کرنا چاہیے یہ کوئی بہانہ نہیں کہ ہمارے پاس قوت نہیں ہے، یہی ملت ہماری قوت ہے۔ یہی قوم تھی کہ جس نے خالی ہاتھ سے توپ اور ٹینک کو روکا ہے اور قتل بھی ہوئے ہیں۔ البتہ ہم ان پر فخر کرتے ہیں اور ان پر رحمت بھیجتے ہیں، انشاءاللہ ہم بھی قتل ہو جائیں گے۔ آج خاموشی کا دن نہیں ہے، بلکہ فعالیت کا دن ہے۔ جو بھی جس عہدے پر بھی ہے اور جس مقام پر بھی ہے اُسے خاموش نہیں رہنا چاہیے۔ یہ جو نعرے لگائے جارہے ہیں، ان عورتوں کو دیکھیں، یہ کیا نعرے لگا رہی ہیں، یہ مرد کیا کہہ رہے ہیں، یہی سب آپ کے پشت پناہ ہیں۔ {شکر اللہ سعیھم}؛ اگر یہ نہ ہوتے تو ہم کوئی بھی قدم نہیں اُٹھا سکتے تھے، یہی ہیں کہ جنہوں نے مجھے قدم اُٹھانے کی ہمت دی ہے۔

(صحیفہ امام، ج٦، ص ۳۳)

تحریک کا جاری رہنا، شرعاً و عقلاً واجب ہے

ان لوگوں نے ہماری مملکت کو تباہی تک پہنچادیا ہے، لہذا ہمارے لئے عقلی اور شرعی طور پر واجب ہے کہ ہم اس موقع پر اس تحریک کو جاری رکھیں کہ جسے اہل ایران نے برپا کیا ہے اور اسے آخر تک پہنچائیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اغیار کے ہاتھوں کو ان قومی خزانوں سے دور رکھیں اور انہیں اپنے دینی مسائل سے جدا کر دیں اور اس گھٹن کو ختم کر ڈالیں اور یہ مملکت فقط ہمارے لئے ہو اور ہم خود اسے چلائیں۔

(صحیفہ امام، ج٦، ص ۳٦)

روشن فکر حضرات کی ذمہ داری

اس وقت آپ روشن فکر حضرات دوسروں سے زیادہ جوابدہ ہیں، لہذا آپ کو دوسروں سے زیادہ کام کرنا چاہیے۔ آپ لوگ دوسروں سے زیادہ اس ملک اور قوم کے ذمہ دار ہیں۔ آپ سب جو بھی فعالیت کر رہے ہیں، سب سے پہلے اس تحریک کو آگے بڑھائیں تاکہ یہ اپنے انجام تک پہنچ جائے اور آپ کی یہ مملکت استقلال حاصل کر لے اور یہ جو گھٹن تھی اس کا دوبارہ تکرار نہ ہو۔ دوئم یہ کہ یہ تحریک ایک عادل حکومت اور نظام عدل اور ملت کی آراء پر مبنی حکومت تک پہنچ جائے۔

(صحیفہ امام، ج۶، ص۱۰۴)

دوسروں کے بارے میں ذمہ داری

ہم میں سے ہر ایک کا فریضہ ہے کہ ہم خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی ترغیب دیں۔

(صحیفہ امام، ج۹، ص۱۶)

راہ مستقیم کی طرف دعوت سب کا فریضہ ہے

ہم سب کی شرعی ذمہ داری ہے، ہم سب مردوں اور عورتوں کا فریضہ ہے کہ ہم راہ مستقیم کی طرف دعوت دیں وہ راہ کہ جو صراط اللہ ہے، اللہ کی راہ ہی راہ مستقیم ہے، لہذا انحرافات کی روک تھام کی جائے، ہم نہ تو اس طرف منحرف ہوں کہ جو مکمل ڈکٹیٹر شپ ہے اور نہ ہی مغرب دنیا کی جانب منحرف ہوں کہ جو انسانی حقوق کے نام پر ظلم و ستم ہے اور تمام انسانی حقوق کو ختم کرنا چاہتی ہے۔

(صحیفہ امام، ج۹، ص۵۱۴)

ظلم و ستم کا مقابلہ کرنا سب کی ذمہ داری ہے

روایت میں ہے: '' مستحب ہے کہ مومنین، انتظار کی حالت میں اپنے ہمراہ اسلحہ رکھیں ''۔[1] اس کی صحت و سقم کے بارے میں، اس وقت میں نہیں جانتا۔ اسلحہ رکھیں، یعنی اسلحہ آمادہ رکھیں، نہ یہ کہ اپنے ساتھ اسلحہ رکھ لیں اور بیٹھ کر انتظار کرتے رہیں، اسلحہ اس لئے رکھیں تاکہ ظلم کا مقابلہ کر سکیں اور جور کے خلاف لڑ سکیں۔ یہ فریضہ ہے اور نہی عن المنکر ہم سب کا فریضہ ہے کہ ہم ان ظالم نظاموں کا مقابلہ کریں۔ خصوصاً ایسے ظالم نظام کہ جو (ہماری) بنیاد و اساس کے ہی مخالف ہیں۔

---

1. کتاب الغیبۃ نعمانی، ص ۳۲۱۔

(صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۱۲۳)

سب پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا واجب ہونا

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایسے اُمور میں سے ہیں کہ جو سب پر واجب ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں جو فقط ایک ہی شخص پر واجب ہو اور دوسرے پر نہ ہو، ہم سب کا فریضہ ہے کہ جس طرح اپنی حفاظت کریں اور اپنے آپ کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جائیں اسی طرح جس قدر ہو سکتا ہے، دوسروں کو بھی دعوت دیں۔ آپ کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ میں تو خطیب نہیں ہوں، اہل منبر نہیں ہوں، میں تو اہل محراب نہیں ہوں (میں کیسے امر و نہی کروں) نہیں آپ بھی اہل ہیں، آپ اپنے گھرانے کو اپنے بیٹے اور بیٹیوں کو اپنے دوستوں کو اور اپنے رفقاء کو نصیحت کر سکتے ہیں، اسی حد تک آپ کا فریضہ ہے۔ اگر انسان دیکھے کہ خدا کی معصیت ہو رہی ہے تو اُسے چاہیے کہ اس معصیت کو روکے اور خدا کی معصیت ہونے کی ہر گز اجازت نہ دے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۱، ص ۳۸۶)

عراقی فوج کیلئے بعثی حکومت کی مخالفت واجب ہے

عراق کی اس مملکت شریف کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو ان (بعثیوں) کے چنگل سے نکالے، عراق کی فوج کو چاہیے کہ جس طرح ایرانی فوج نے جب دیکھا کہ یہ شخص (شاہ) اسلام کے خلاف جنگ کر رہا ہے اور اسلامی تحریک کے خلاف لڑ رہا ہے تو وہ اس کے خلاف قیام کرتے ہوئے عوام کے ساتھ ملحق ہو گئے تھے اور شاہ کا قصہ ختم کر دیا تھا۔ عراقی فوج کو بھی یہی کام کرنا چاہیے، یہ جنگ اسلام کے ساتھ ہے، کیا عراقی فوج اسلام کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے تیار ہے؟ کیا وہ نیزوں کو قرآن پر مارنے کیلئے تیار ہے؟ یہ قرآن پر نیزے مارنے کے مترادف ہے، لہذا ملت عراق اور عراقی فوج پر واجب اور لازم ہے کہ وہ اس غیر اسلامی حزب سے منہ موڑ لیں، ان غیر اسلامی لوگوں سے منہ موڑ لیں کہ جن کی تعداد بہت ہی کم ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۲۴۵)

عراقی فوج کیلئے قیام کرنا واجب ہے

ہماری مملکت، مملکت اللہ اکبر ہے، مملکت قرآن ہے، یہ لوگ قرآن اور اسلام کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے ہیں، لہذا عراقی فوج کو اس طرف توجہ دینی چاہیے کہ وہ انہیں خود ہی سر کوب کرے، خود ہی ختم کر دے، عراق میں اچھے عہدہ دار بھی ہیں، جو دیندار ہیں وہ خود ہی اس کے خلاف انقلاب برپا کریں اور اسے ختم کر ڈالیں۔ اُن کیلئے حرام ہے کہ وہ اس لعین شخص کے پیچھے ایک قدم بھی اُٹھائیں۔ اُنہیں اس کے خلاف قیام کرنا چاہیے اور اپنی مملکت کو اسلامی بنانا چاہیے اور اُن کے قواعد و اُصول بھی اسلامی ہونے چاہیں، نہ یہ کہ چار نفر بیٹھیں اور ایک اسلامی ملک کی تقدیر (کا فیصلہ کریں) اور

ہمارے خلاف اور اسلام کے خلاف کام کریں، ایسے چار کافر کہ جو میشل عفلق کے تابع ہیں اور جو مسیحی بھی نہیں ہے، یعنی اس کا مسیحی ہونا بھی معلوم نہیں ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۲۴۷)

ملت عراق کیلئے قیام کرنا واجب ہے

ملت عراق کو بیدار ہونا چاہیے اور قیام کرنا چاہیے اور تحریک چلانی چاہیے۔ آپ لوگ انقلاب برپا کریں اور اس شخص (صدام) کو ختم کر ڈالیں اور یہ جان لیں کہ اگر آپ خدا کیلئے انقلاب کریں گے تو کامیاب ہو جائیں گے۔ جس طرح ہم نے اور ہماری قوم نے خدا کیلئے انقلاب برپا کیا ہے اور کامیاب ہوئے ہیں۔ آپ بھی کامیاب ہوں گے اور انشاءاللہ اس شخص کو ختم کر دیں گے۔ آپ اور ہم ایک ساتھ ہاتھ میں ہاتھ دیں اور اس حزب (بعث) کو منحل کر ڈالیں اور اس گروہ کے جو افراد اسلام کی طرف نہ پلٹیں تو اُنہیں ختم کر دیں تاکہ یہ ملک ان کے شر سے، میشل عفلق کے شر سے، صدام اور سادات جیسوں کے شر سے ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو جائے اور یہ مملکت اپنے دین کو پالے اور ایک اسلامی مملکت بن جائے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۲۳۹)

ظالموں کے مقابل قیام کرنا مستضعفین کا فریضہ ہے

یہ مستضعف اقوام ہیں کہ جنہیں ظالموں اور مجرموں کے مقابلے میں قیام کرنا چاہیے اور خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے اُنہیں کسی طاقت سے نہیں ڈرنا چاہیے اور ظالموں کے ہاتھ قطع کر دینے چاہیں، عراق کی ملت شریف پر لازم ہے کہ وہ ملت ایران ولبنان اور فلسطین کے ساتھ مل جائے کہ جنہوں نے عفلقی، صیہونی اور ان کے حمایت کرنے والوں کی نیندیں حرام کر دی ہیں اور اس دنیا کو اُن کی آنکھوں میں تاریک بنا دیا ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۹، ص ۱۷۷)

ظالم کو ختم کرنا واجب ہے

یہ حق، ایک الٰہی حق ہے اور یہ حکم، حکم خدا ہے اور مسئلہ، شرعی ذمہ داری کا ہے۔ کوئی بھی اس سے تخلف نہیں کر سکتا اور نہ اُسے تخلف کرنا چاہیے۔ جو شخص سر سے لے کر پاؤں تک ظلم ہی ظلم ہے اُسے ختم کر دینا چاہیے اور اس جڑ کو اُکھاڑ دینا چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج ۴، ص ۱۳۱)

امر و نہی کے بارے پوری قوم کا فریضہ

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پوری ملت پر واجب ہے۔ اگر کوئی شخص ایک غلطی کرتا ہے تو اُسے نہی کریں اور اُسے اس کام سے روکیں۔ اسی طرح اگر کسی فوجی بیرک میں کوئی شخص اپنے فریضے کے برخلاف کام کرتا ہے تو اس کی اطلاع دینی چاہیے تاکہ اُسے روکا جائے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۱۸۲)

مسلمانوں پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وجوب

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سب مسلمانوں پر واجب ہے۔ یہ آج ہم سب کا فریضہ، منکرات سے روکنا سب مسلمانوں پر واجب ہے۔ حق کی تاکید کرنا کہ جو امر بالمعروف ہے اور منکر سے منع کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ آپ اور ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اجرائی اداروں سے متعلق اُمور میں امر بالمعروف کریں اور اگر ایسے اشخاص نظر آئیں کہ جو غلطی کر رہے ہیں تو اُن کے بارے میں منع کرنے والے اداروں کو اطلاع دینی چاہیے اور ہمیں مشکلات برداشت کرنی چاہیں۔

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۴۷۰)

منافقین کے مقابلے میں فریضہ کی ادائیگی

آج ہماری قوم کی ذمہ داری یہ ہے کہ اس قوم کے تمام افراد اپنے کان اور آنکھیں کھولیں اور ان کی رفت وآمد پر نظر رکھیں، اگر ملت اس انتظار میں رہے کہ صرف پاسداران (انقلاب) یا انتظامی کمیٹی یا حکومت اپنا فریضہ ادا کرے تو یہ ایک غلطی ہے۔ اس وقت تمام افراد کا فریضہ ہے کہ وہ ان مسائل پر نظر رکھیں۔ یہ فسادی لوگ کہ جو ایک کونے میں چھپے ہوئے ہیں اور فساد پھیلا رہے ہیں اور افسوس کے ساتھ ہمارے جوانوں کو، ہماری معصوم بچیوں کو ہمارے چھوٹے بچوں کو بہکا کر رہے ہیں، ان کے ماں باپ کو متوجہ ہونا چاہیے کہ یہ لوگ ان کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں تاکہ حالات خراب ہو جائیں، اگر یہ ان حالات سے فائدہ اُٹھا سکے تو خوب، ورنہ کم از کم ماحول کو توآلودہ کر دیں گے۔ تمام ماں باپ اور رشتہ داروں کا فریضہ ہے کہ وہ ان فریب خوردہ بچوں کو ان فریب خوردہ لڑکوں اور لڑکیوں کو نصیحت کریں اور انہیں ملت اور اسلام کے راستے کے برخلاف چلنے سے روکیں، انہیں ان کاموں سے منع کریں، وہ غافل نہ بیٹھیں رہیں کہ اُن کے بچے جا کر لوگوں کے درمیان فساد پھیلائیں اور اس کی سزا دیکھیں اور اُس دنیا میں بھی اس کی سزا حاصل کریں
۔

(صحیفہ امام، ج ۱۵، ص ۲۵)

سادات اور فہد کے منصوبے کو رد کرنا واجب ہے

بڑی طاقتیں چاہتی ہیں کہ انسان کی انسانیت پر مسلط ہو جائیں، لہذا میرا، آپ کا اور ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ وہ ان کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے اور ان کے ساتھ آشتی نہ کرے اور سادات و فہد جیسوں کو رد کر دیا جائے۔ ہم سب پر واجب ہے کہ مستضعفین کے مفاد کے خلاف انجام پانے والے منصوبوں کی مذمت کریں۔

(صحیفہ امام، ج۱۵، ص ۳۴۰)

خیانتوں کے مقابلے میں سکوت جائز نہ ہونا

میں آپ کو برادرانہ نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی ایسا کام نہ کریں کہ قرآن کریم آپ کے بارے میں ہمارا کوئی فریضہ معین کر دے اور ہم حکم خدا کے مطابق آپ کے ساتھ رویہ اپنانے لگیں اور اس بات کا یقین رکھیں کہ حسنی مبارک مصری، حسین اردنی اور انہی جیسے دوسرے مجرمین، آپ کیلئے کسی قسم کا نفع نہیں رکھتے، بلکہ یہ آپ کے دین اور دنیا کو خراب کر رہے ہیں۔ اگر آپ اپنے تفرقے کے ذریعے کیمپ ڈیویڈ معاہدے یا فہد (کے منصوبے) جیسے مردہ منصوبوں کو دوبارہ زندہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم اسے اسلامی ممالک اور خصوصاً حرمین شریفین کیلئے ایک بڑا خطرہ جانتے ہیں۔ اسلام ہمیں اس پر خاموش رہنے کی اجازت نہیں دیتا۔

(صحیفہ امام، ج۱۶، ص۲۵۸)

عوام کو ایک عمومی تحریک کیلئے تیار کرنا

اس وقت علمائے اسلام، اہل قلم، دانشور، ہنرمند، فیلسوف، محقق، عرفاء اور روشن فکر حضرات کہ جو ان مسائل سے پریشان ہیں اور مسلمانوں کی حالت پر افسوس کر رہے ہیں، وہ جس علاقے اور جس مذہب و مسلک سے بھی تعلق رکھتے ہیں، اُن پر لازم ہے کہ وہ اس عظیم خطرے کو روکنے کیلئے کمر ہمت باندھ لیں کہ جس میں اسلام اور مسلمین گرفتار ہو چکے ہیں اور ہر ممکنہ وسیلے کے ذریعے مساجد و محافل اور عمومی مجالس میں مسلمانوں کو خبردار کریں اور اُن کی غفلت کو ختم کریں اور اُنہیں ایک عمومی اسلامی تحریک کیلئے تیار کریں اور اُنہیں جان لینا چاہیے کہ یہ کام ممکن ہے اور بہت ہی آسان ہے، لیکن اس کیلئے کوشش اور فداکاری کی ضرورت ہے۔

(صحیفہ امام، ج۱۹، ص۲۱)

ظالموں کا افشا، علماء کا فریضہ ہے

آج جبکہ بیداری کی ہوا پوری دنیا میں چل رہی ہے اور ظالموں کی فریب کارانہ سازشیں فاش ہو رہی ہیں، لہذا وقت آپہنچا ہے کہ ہر قوم و قبیلے اور ہر سر زمین کے حقیقی مظلومین کے غم دیدہ افراد اپنے قلم و بیان اور افکار کے ذریعے، ظالموں کے جرائم سے پردہ اُٹھائیں کہ جو اُنہوں نے پوری تاریخ کے دوران انجام دیئے ہیں اور اس سر زمین کے ساکنین کیلئے اُن کے سیاہ کارناموں کو پیش کریں۔ پوری دنیا کے علما، خصوصاً اسلام کے عظیم علماء اور دانشوروں کو چاہیے کہ وہ اُٹھ کھڑے ہوں اور یک جان ویکدل ہو کر اس حیلہ باز اور سازشی اقلیت کے ظالمانہ تسلط سے انسانیت کو نجات دلائیں کہ جو سازشوں اور شور شرابے کے ذریعے اپنے اس ظالمانہ تسلط کو دنیا والوں پر پھیلائے ہوئے ہیں۔ اُن کو اٹھ کھڑا ہونا چاہیے اور اپنے قلم و بیان اور عمل کے ذریعے مظلوموں پر چھائے ہوئے کاذب خوف وہراس کو ختم کر ڈالیں اور ان کتابوں کو نابود کر دیں کہ جو استعمار کی طرف سے ان کے شیطانی غلاموں کے ذریعے شائع ہوئی ہیں اور جن میں مسلمانوں کے مختلف گرہوں کے درمیان اختلاف کو ہوا دی گئی ہے، اس طرح وہ اختلاف کی جڑوں کو اُکھاڑ پھینکیں کہ جو مظلوموں اور مسلمانوں کے تمام اختلافات کا سرچشمہ ہیں اور یکدل اور یک سو ہو کر ان فرقہ پرستانہ ذرائع ابلاغ کے خلاف بولیں کہ جو دن رات کا اکثر وقت فتنہ انگیزی، نفاق افگنی اور افواہیں پھیلانے میں صرف کرتے ہیں اور اُس دہشت گردی کے سرچشمے کو ختم کر ڈالیں کہ جو وہائٹ ہاؤس سے پھوٹتی ہے۔

(صحیفہ امام، ج۱۹، ص۱۴۸)

حج میں مسلمانوں کے نام پیام

اے خانہ خدا کے حجاج محترم! اپنے آپ میں آئو۔ اے پورے عالم میں بسنے والے مسلمانو! اُٹھ کھڑے ہو۔ اے دنیائے اسلام کے علمائے اعلام! اسلام اور مسلمان علاقوں اور خود مسلمانوں کی فریاد سنو۔ تم دنیا کے جس گوشے میں بھی ہو، ایرانی قوم اور علماء و بزرگان اور اس کی حکومت کی طرح، تم بھی شرق و غرب کے ظالموں کے سینے پر انکار اور نفی کا ہاتھ مار کر اُن کے کارندوں، جھوٹے ماہرین اور تیل کی دولت لوٹنے والے مشیروں کو اپنے ملک سے باہر پھینک دو اور ایرانی بہادروں کی مانند شہادت کو ذلت پر اور اسلامی و انسانی شرف کو خواری اور شرمساری کے ساتھ چندروزہ عیاشی و رفاہ و آسائش پر ترجیح دے کر سیاسی اور عسکری میدان جہاد میں اُن پر مسلط ہو جائو اور اُن کے پروپیگنڈے اور شور شرابے سے نہ ڈرو، چونکہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے {اِنْ تَنْصُرُوا االلهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِتْ أَقدامَكُمْ}۔[1]

(صحیفہ امام، ج۱۹، ص۳۴۴)

1. "اگر تم خدا کی مدد کروگے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو محکم کردے گا" (سورۂ محمد،۷)۔

مشرکین سے برائت

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ برائت از مشرکین کے مراسم میں شرکت کریں اور ایران کی دلیر قوم کے ساتھ ہم بستگی کے اعلان کے بعد اپنے اسلامی ممالک اور سرزمینوں سے استعمار کو رمی کرنے (کنکریاں مارنے) کی سوچیں اور اپنے اپنے ممالک سے شرقی و غربی فوجی اڈوں کو ختم کرنے اور ابلیس کی فوجوں کو نکالنے کیلئے کوشش کریں اور ہر گز اجازت نہ دیں کہ یہ دنیاوی لٹیرے، آپ کے وسائل سے اپنا مفاد حاصل کریں اور انہیں اسلامی ممالک کے خلاف استعمال کرنے کی سعی کریں۔ یہ اسلامی ممالک کے سربراہوں کیلئے بہت بڑی ذلت اور ننگ و عار ہے کہ اغیار، مسلمانوں کے خفیہ فوجی مراکز تک پہنچ جائیں۔ مسلمانوں کو اندر سے خالی طبلوں کے شور وغل اور ان کے ظالمانہ پروپیگنڈے سے نہیں ڈرنا چاہیے، چونکہ استکبار کی سیاسی اور عسکری طاقتیں اور محلات، مکڑی کے جالے کی مانند انتہائی کمزور اور تباہی کے کنارے پر ہوتے ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے بعض ملکوں کے خود پسند راہنمائوں اور حکمرانوں کی اصلاح، تربیت اور اُنہیں کنڑول کرنے کی سوچیں اور اُنہیں نصیحت اور دھمکی کے ذریعے اس گہری نیند سے بیدار کریں کہ جو خود اُن کو بھی اور اسلامی اقوام کے مفادات کو بھی تباہ و برباد کر رہی ہے اور ان اغیار کے غلاموں کو خبردار کریں اور خود بھی پوری بصیرت کے ساتھ منافقین اور استکباری و عالمی دلالوں کے خطرے سے غافل نہ ہوں اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ نہ جائیں اور نہ ہی اسلام کی شکست اور مسلمین کے سرمائے اور ناموس کی لوٹ مار کا تماشا دیکھتے رہیں۔

(صحیفہ امام، ج ۲۰، ص ۳۱۹)

امر و نہی کا وجوب اور شرعی فریضہ

امور مسلمین میں اہتمام کرنے کا وجوب

جناب عالی! ہم سب کا شرعی فریضہ ہے، یہ فقط ایک فریضہ ہی نہیں، بلکہ الٰہی فریضہ ہے، چونکہ ایک قوم اپنا سب کچھ ہاتھ سے کھو رہی ہے اور بہت کچھ کھو چکی ہے۔ امور مسلمین کی طرف توجہ، تمام واجبات میں سے واجب ترین عمل ہے۔ آپ کو اس امر کی طرف توجہ دینی چاہیے، ورنہ {فَلَیْسَ بِمُسْلِمٍ}۔ یہ ایسے اُمور میں سے ہے کہ جو ہم سب پر لازم ہے اس وقت ایران میں اسلام کی حفاظت کرنا ہم سب کا فریضہ ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۴۱۴)

شرعی ذمہ داری پوری کرنا ہی ہمارا فریضہ ہے

ہم اس کام کے پیچھے ہیں اور جس قدر ہم میں قوت ہے اس کا پیچھا کریں گے، اگر ہم نے اس کام کو انجام دے دیا تو الحمد للہ۔ ہم اس ملت کی ایک خدمت کر لیں گے اور اگر ہم یہ کام نہ کر سکے تو ہم نے اپنا شرعی فریضہ ادا کر دیا ہے، یعنی خدا کی بارگاہ میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے یہ کام نہیں کیا اور کوئی عذر نہیں ہوگا۔ ہم نے واقعاً ایک چیز پر عمل کیا ہے، لیکن ہماری طاقت سے باہر تھا، لہذا نہیں انجام دے سکے۔ پس ہم خدا کے سامنے آبرومند ہیں۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۲۳)

مقصد، ادائے فریضہ ہے نہ نتیجہ

اس وقت میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ یہ خیال نہ کریں کہ اگر کسی مقصد تک نہیں پہنچ پائے تو کہا جائے کیا فائدہ ہوا؟ یہ اس قدر خون بہایا گیا ہے، اس کا کیا ہوگا؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ بہت سے کام ہوئے ہیں، یہ لوگ کسی حد تک راہ راست پر آ گئے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ''کیا ہوا ہے'' کا کوئی معنی نہیں، ہم نے اپنا شرعی فریضہ ادا کیا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ ممکن تھا، خوارج حضرت امیر (ع) سے کہتے: اب کیا ہوا؟ تم نے ۱۸ ماہ جنگ کی ہے، اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہ ''کیا ہوا'' کا مطلب کیا ہے؟ یہ تو ہماری شرعی ذمہ داری تھی، یہاں ہم نماز پڑھ رہے ہیں، کوئی آکر کہتا ہے: آپ بیس، تیس سال سے نماز پڑھ رہے ہیں ،اس کا نتیجہ کیا ہوا ہے؟ میں نے بیس سال نماز پڑھی ہے تو اطاعت خدا انجام دی ہے یہاں، کیا ہوا؟ کا کوئی معنی نہیں ہے، میں نے اطاعت خدا کی ہے، خدا نے کہا یہ کام کرو، میں نے بھی یہ کام انجام دے دیا ہے۔ کیا ہوا؟ کا سوال اُس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب شرعی فریضہ نہ ہو، ہمارا اپنا کوئی مسئلہ ہو کہ جو شرعی فریضہ شمار نہ ہوتا ہو، یعنی انسان کسی مقصد کیلئے کوئی کام انجام دے اور اگر وہ کام انجام نہ پا سکے تو ہم کہیں کہ اس کا نتیجہ کیا نکلا ہے؟ لیکن ایک ظالم نظام کی روک تھام کرنا، ایسا نظام کہ جو اسلام کی بنیاد کو بالکل ختم کرنا چاہتا ہے، جو علماء کی بنیاد کو مٹانا چاہتا ہے، جو ایک قوم اور ملت کو ختم کرنے کے درپے ہے، جو عوام اور مسلمانوں کے مصالح کو خطرے میں ڈال رہا ہے اور ختم کر چکا ہے، یہاں مسلمانوں کا فریضہ یہ ہے کہ وہ اس کے سامنے کھڑے ہو جائیں اور قیام کریں اور اس کو اپنی باتوں سے منصرف کریں، یعنی اُسے اس مملکت سے باہر نکال دیں اور اگر اُنہیں موقع ملے تو اُسے پکڑ کر اس پر مقدمہ چلائیں اور اُس نے عوام کا جو مال کھایا ہے وہ اُس سے واپس لیں اور اگر اُس کے پاس نہیں اور اُس نے ظلم کیا ہے تو اُسے اُس کی سزا دیں۔

یہ ہم سب پر لازم ہے، سب مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ یہ کام کریں۔ البتہ اگر ہم یہ کام کر سکے تو الحمد للہ، ہم نے اپنا شرعی فریضہ ادا کر دیا ہے اور ہم اپنے مقصد تک بھی پہنچ گئے ہیں، اگر ہم یہ کام نہیں کر سکے تو ہم نے اپنا شرعی فریضہ تو انجام دے دیا ہے، ہم نے نماز پڑھی ہے اب کوئی کہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہے؟ تو یہ کوئی سوال نہیں ہے، ہم نے تو نماز پڑھی ہے جو ہمارا شرعی فریضہ تھا، (اسی طرح) ظلم اور ظالم کے خلاف مبارزہ اور جنگ بھی ہے، ایک شخص پوری مملکت کو تباہ کر رہا ہے اور تباہ کر چکا ہے اور تمام مسلمانوں کے مصالح اپنے پاؤں تلے روند رہا ہے اور سب کچھ کفار کو دے رہا ہے، اس کے ساتھ ہم نے جنگ اور نزاع کی ہے، خون دیا ہے اور خون لیا ہے، ہم نے یہ سب کام کیئے ہیں، چونکہ یہ ہمارا شرعی فریضہ تھا جسے ہم نے انجام دیا ہے اور

الحمدللہ ہم مقصد تک بھی پہنچ گئے ہیں، اگر ہم مقصد تک نہ بھی پہنچتے تو ہم نے اپنا فریضہ تو ادا کر دیا ہے۔ ہمیں اس بارے میں کوئی باک نہیں ہے۔ انشاء اللہ ہم اپنے مقصد تک پہنچ جائیں گے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص ۲۴)

یزید کے مقابلے میں قیام، ایک شرعی فریضہ ہے

جس طرح سید الشہداء(ع) اپنے شرعی اور الٰہی فریضے پر عمل کرنا چاہتے تھے، اگر وہ غالب آجاتے ہیں تو بھی اُنہوں نے شرعی ذمہ داری پوری کر دی ہے اور اگر مغلوب ہو جاتے ہیں تو بھی اُنہوں نے اپنا شرعی فریضہ ادا کر دیا ہے۔ اصل مسئلہ "شرعی فریضہ" ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص[1] کہ جو اسلام اور مسلمین کی تمام تر آبرو اور حیثیت کو ختم کر رہا ہے اور مسلمانوں کے مقدرات پر مسلط ہو چکا ہے اور کفار کو مسلمانوں کے علاقوں پر مسلط کر رہا ہے، ایران کی فوج کو امریکی مشیروں کے حوالے کر رہا ہے، ایران کے خزانوں کو دوسروں کے جیب میں ڈال رہا ہے، ایرانی ثقافت کو ضائع کر رہا ہے، ایران ایک نمونہ بن گیا ہے ایک ایسی مسند کا کہ جس پر (شاہ) جیسا شخص بیٹھا ہوا ہے، اس مسند پر تو امام حسین (ع) جیسے کو بیٹھنا چاہیے تھا۔ یہ انکار لازم ہے، سب کو چاہیے کہ وہ اس شخص سے کہیں کہ وہ اس مسند سے نیچے اُتر جائے، یہ سب کا فریضہ ہے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص ۱۶۳)

شاہ کے مقابلے میں قیام ایک شرعی فریضہ ہے

میں جب پیرس میں تھا تو بعض خیر اندیش حضرات کہتے تھے، یہ کام نہیں ہو سکتا، جب نہیں ہو سکتا تو ہم کیا کر سکتے ہیں، میں نے اُن سے کہا: ہماری شرعی ذمہ داری ہے ہم اُس پر عمل کر رہے ہیں اور اس بات کی پرواہ نہیں کہ یہ کام کامیاب ہوتا ہے یا نہیں، چونکہ اس کا علم ہمیں نہیں ہے اور اس بات کی قدرت بھی ہم نہیں ہے۔ لیکن ہمارا فریضہ ہے ہم اپنے شرعی فریضے پر عمل کرتے ہیں، میں نے اس طرح تشخیص دی ہے کہ یہ کام کیا جائے اگر یہ کام کامیاب ہو گیا تو ہم نے اپنی شرعی ذمہ داری پوری کر دی ہے اور اپنے مقصد تک بھی پہنچ گئے ہیں۔ اگر کامیاب نہیں ہوئے تو (کم از کم) اپنا شرعی فریضہ تو ادا کر دیا ہے۔ حضرت امیر (ع) بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے، لیکن اُنہوں نے اپنا شرعی فریضہ ادا کر دیا تھا۔ لیکن امام (ع) کے مقابلے میں کچھ لوگ کھڑے ہو گئے تھے، خود آپؑ کے اصحاب مقابلے میں آ گئے تھے، لہذا امامؑ اپنے مقصد تک نہیں پہنچ سکے یہ تو کوئی بات نہیں، ہم بھی اپنی قدرت کی حد تک کام کر سکتے ہیں۔

(صحیفہ امام، ج۸، ص ۱۰)

---

1. یہاں سابق شاہ ایران مراد ہے۔

شکست سے نہ ڈرنا

مجھے اُمید ہے خداوند متعال ہمیں اپنے اس مقصد میں کامیاب کرے گا۔ لیکن اہم بات جو ہے وہ اپنے فریضے پر عمل کرنا ہے۔ ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ظلم وستم کے مقابلے میں کھڑے ہو جائیں، ہماری شرعی ذمہ داری ہے کہ ظلم کے خلاف لڑیں اور جنگ کریں، اگراُن کو پیچھے ہٹا سکے تو بہتر اور اگر نہ ہٹا سکے تو ہم نے اپنی شرعی ذمہ داری پر عمل کر دیا ہے، ہمیں شکست کا خوف نہیں ہونا چاہیے۔ پہلے تو ہم شکست نہیں کھائیں گے، خدا ہمارے ساتھ ہے۔ دوئم یہ کہ بالفرض اگر ہم ظاہری شکست کھا بھی جائے تو معنوی شکست نہیں کھائیں گے، کیونکہ معنوی فتح اسلام، مسلمین اور ہمارے ساتھ ہے۔ آپ طاقتور ہیں، تمام مشکلات کے مقابلے میں قیام کریں اور اپنی وحدت کی حفاظت کریں اور خدا کی طرف متوجہ رہیں۔

(صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۳۰۶)

بدعتوں کے خلاف جدوجہد، شرعی ذمہ داری ہے

ہمارا ایک شرعی فریضہ ہے جس پر ہم عمل کر رہے ہیں۔ ہم غلبے کی شرط کے ساتھ قیام نہیں کر رہے، ہم ایک شرعی ذمہ داری کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم غالب ہو گئے تو نتیجہ حاصل ہو جائے گا اور اگر غالب نہ ہو سکے اور مارے گئے تو بھی (فریضہ ادا ہو جائے گا)۔ بہت سے انبیائے کرامؑ اور اولیائے کرامؒ نے قیام کیا ہے، لیکن بہت سے اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ ہمارا فریضہ ہے کہ ایک ایسے حملے کے سامنے کھڑے ہو جائیں کہ جو اسلام کو اُلٹا کر کے دکھانا چاہتا ہے اور کج فہمیوں سے اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے، ہم اس قسم کی بدعتوں کے مقابلے میں کھڑا ہونا چاہتے ہیں خواہ غالب ہوں یا مغلوب ہوں۔

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۱۳۸)

ظلم کے خلاف جنگ، شرعی ذمہ داری ہے

اگر ہماری دسترس میں ہو اور ہمارے پاس طاقت بھی ہو تو ہمیں جا کر اس دنیا سے ظلم وستم کو ختم کرنا چاہیے۔ یہ ہماری شرعی ذمہ داری ہے۔ البتہ ہم (مکمل طور پر) یہ کام نہیں کر سکتے، (لیکن) ایک چیز (واضح ہے) کہ حضرت (امام مہدیؑ) اس عالم کو عدالت سے پُر کر دیں گے۔ لیکن آپ کو اپنے فریضے سے ہاتھ نہیں کھینچنا چاہیے، ایسا نہیں کہ اب آپ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۱۵)

ظلم کی روک تھام، قرآنی واسلامی ضرورت ہے

یہ دنیا ظلم سے بھری پڑی ہے۔ اگر ہم ظلم کو روک سکتے ہیں تو ہمیں اسے روکنا چاہیے، یہ ہماری شرعی ذمہ داری ہے۔ قرآن اور اسلام کی ضرورت کے مطابق ہماری شرعی ذمہ داری ہے کہ ہم سب کاموں کو انجام دیں۔

(صحیفہ امام، ج۲۱، ص۱۶)

تیسری فصل

معروفات

دینی معاشروں کی تشکیل

میں آپ سب حضرات کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اس مملکت اور اس کے تمام اطراف میں یہ (پیغام) پہنچادیں کہ جناب عالی! آپ کے جوانوں کو فوج در فوج آپ کے ہاتھوں سے چھین رہے ہیں، اس کے مقابلے میں ہم کو دینی معاشرے تشکیل دینے چاہیں۔ وہ آپ کو فحشا و فساد کے مراکز کی طرف لے جانا چاہتے ہیں، آپ بھی جمعہ کے ایام میں تبلیغاتی گروہ تشکیل دیں، لوگوں کو دین کی طرف دعوت دیں، لوگوں کو عصر حاضر کی مصلحتوں سے آگاہ کریں اور اُنہیں موجودہ دور کے مفاسد اور بُرائیوں سے آگاہ کریں۔ اس بارے میں ہم سب ذمہ داری رکھتے ہیں، یہ کام ہونا چاہیے۔ اگر یہ کام نہ ہوا تو آپ کے جوانوں کو آپ سے چھین لیا جائے گا۔

(صحیفہ امام، ج ۱، ص ۳۹۴)

فلسطین کا دفاع

ملت عزیز اسلام کہ جو مناسک حج کی ادائیگی کیلئے اس سرزمین وحی پر اکٹھی ہوئی ہے کو چاہیے کہ اس فرصت سے فائدہ اُٹھائے اور چارہ جوئی کرنے کی سوچیں۔ مسئلہ فلسطین کے حل کیلئے ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کریں اور ایک دوسرے کی بات سمجھیں۔ آپ کو متوجہ رہنا چاہیے کہ یہ عظیم اجتماع کہ جو ہر سال خداوند متعال کے امر سے اس مقدس سرزمین پر منعقد ہوتا ہے، یہ آپ کا فریضہ متعین کرتا ہے کہ آپ اسلام کے عظیم مقاصد، اعلیٰ اہداف، شریعت مطہرہ اور مسلمانوں اور اسلامی معاشرے کی ترقی و اتحاد کیلئے کوشش کریں اور استقلال کے راستے میں اور سامراجی کنسر کی جڑوں کو کاٹنے کیلئے ہم فکر اور ہم پیمان ہو جائیں۔ مسلمان اقوام کے مصائب و مشکلات کو خود اُس علاقے کے رہنے والوں کی زبان سے سن کر اُن کے حل کیلئے کسی قسم کے اقدام سے گریز نہ کریں۔ اسلامی ممالک کے فقرا اور محتاجوں کے بارے میں سوچیں۔ انسانیت اور اسلام کے سخت ترین دشمن اسرائیل کے چنگل سے سرزمین اسلامی فلسطین کی آزادی کیلئے کوئی چارہ جوئی کریں۔ آزادی فلسطین کیلئے جنگ کرنے والے فداکاروں کے ساتھ تعاون اور اُن کی مدد سے

غفلت نہ کریں۔ اس اجتماع میں شرکت کرنے والے علما اور دانشور خواہ وہ کسی بھی ملک سے ہوں، اُن پر لازم ہے کہ وہ ملل و اقوام کی بیداری کیلئے تبادلہ خیال کرنے کے بعد مستدل بیانات جاری کریں اور اُنہیں وحی الٰہی کے اس ماحول میں اور اسلامی معاشروں کے درمیان شائع اور نشر کریں اور اپنے اپنے ممالک کی طرف پلٹنے کے بعد ان بیانات کی ترویج کریں اور ان میں اسلامی ممالک کے سربراہوں سے تقاضا کریں کہ وہ اسلام کے مقاصد کو اپنا نصب العین بنائیں اور اختلافات کو چھوڑ کر استعمار کے چنگل سے نجات حاصل کرنے کے بارے میں کوئی راستہ نکالیں۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۳۲۲)

پندرہ خرداد کو زندہ رکھیں

ملت ایران کو ۱۵ خرداد (۵ جون) کا واقعہ نہیں بھولنا چاہیے اور نہ ہی ملت ایران کو ۱۵ خرداد کے بعد ہونے والے مظالم اور اس سے پہلے اس کے باپ[1] کے ہاتھوں انجام پانے والے مظالم و جرائم کو فراموش کرنا چاہیے۔ یہ سب باتیں اُن واقعات کے سرفہرست رہنی چاہیں، کیونکہ یہی تفکر کا مبدا ہیں۔ قوم کے بزرگوں کو اس سلسلے میں سوچنا اور تفکر کرنا چاہیے۔ ۱۵ خرداد کی حفاظت کرنی چاہیے جو شور شرابے اور مظاہروں کے ذریعے ہی کر سکتے ہیں، (لیکن) منفی مبارزے اور گھروں سے باہر نہ نکلنے سے (۱۵ خرداد کی حفاظت نہیں کر سکتے)۔ اگر دیکھیں کہ یہ بھیڑیئے کی مانند عوام پر حملہ کر رہے ہیں اور جوانوں کو قتل کر دیں گے تو گھروں میں رہیں، یہ بھی اس حکومت اور اس شخص سے ایک قسم کا نفرت ہے۔ اعتراض کے طور پر گھروں میں رہیں، (لیکن) اگر مظاہرے کر سکتے ہیں (تو کریں)، لیکن اس کو بھولیں نہیں۔ اس کو زندہ رہنا چاہیے اور انشاءاللہ یہ (دن) فراموش نہیں ہوگا۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۴۱۲)

ہڑتال کرنے والوں کی مدد

میں ملت شریف ایران سے کہ جس نے بارہا اس قسم کے مسائل میں امتحان دیا ہے، درخواست کرتا ہوں کہ اپنے اُن بہن بھائیوں کی پورے احترام کے ساتھ مدد کریں کہ جنہوں نے ہڑتال کے دوران جانی و مالی نقصان اُٹھایا ہے۔ یہ ایک الٰہی فریضہ ہے جس پر بہترین طریقے سے عمل کرنا چاہیے۔ خمینی، ہمیشہ اُن کی یاد میں ہے اور اُن کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۴، ص ۳۵۲)

---

1. یہاں، ''محمد رضا شاہ اور رضا شاہ'' مراد ہے۔

افواج کا ملت سے متصل ہو جانا

میں ان طبقات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جو قوم سے آملے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی، اپنے ملک کی اور اپنی قوم وملت کی عزت رکھ لی ہے۔ ان سپاہیوں، ہوائی فوج کے افسروں کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں، اسی طرح وہ لوگ کہ جو اصفہان اور ہمدان اور دوسرے تمام مقامات پر ہیں، انہوں نے اپنے شرعی، قومی اور ملکی فریضے کو جان لیا ہے اور اپنی قوم سے ملحق ہو گئے ہیں اور اسلامی تحریک کی پشت پناہی کی ہے، ہم ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور جو لوگ (ملت سے) متصل نہیں ہوئے اُن سے کہتے ہیں: آپ بھی ان سے متصل ہو جائیں، اسلام تمہارے لئے کفر سے زیادہ بہتر ہے۔ قوم وملت، آپ کیلئے بیگانوں سے زیادہ بہتر ہے۔

(صحیفہ امام، ج۶، ص۱۸)

عدالت کی حفاظت

اس مرحلے میں حفاظت و پاسداری یہ ہے کہ ہم عدالت کی حفاظت کریں، حکومت عدل کی حفاظت کریں۔ اگر خدانخواستہ بالفرض پاسدار نام کا کوئی جوان کسی گھر پر کسی کے مکان پر یا کسی کے مال پر ہاتھ ڈالتا ہے تو وہ اپنے اس پاسداری کے مقام سے معزول ہے۔

(صحیفہ امام، ج۸، ص۳۱۹)

لوگوں کے کام آنا

ہم میں سے ہر ایک کو جو بھی کام دیا جائے اُسے اچھی طرح انجام دینا چاہیے۔ یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ دوسرے کیا کرتے ہیں، دوسروں کے کاموں میں مداخلت نہ کریں، آپ کو جس کام کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اُسے اچھی طرح انجام دیجئے۔ اگر آپ کا کوئی (دینی) بھائی آپ کے ساتھ کام کر رہا ہے اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کوئی غلط کام کر رہا ہے تو آپ اُسے کہیں: برادر! ہم اسلامی جمہوریہ میں ہیں، اسلامی جمہوریہ کا مطلب عدالت ہے۔ عدالت یہ ہے کہ کسی کو اگر ابھی میری ضرورت ہے، وہ دور سے آیا ہے اور اس ادارے میں اُس کا کوئی ضروری کام ہے تو اُس کا کام جلدی ہونا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ کوئی ہمارا جاننے والا ہے اُس کے سامنے اُس کا کام کر دیا جائے، لیکن اگر کوئی اجنبی ہے تو اُس کے کام کو ہم پیچھے چھوڑ دیں۔ اسی طرح کی اور باتیں، ایسے کام پہلے ہوتے تھے، اب نہیں ہونے چاہیں۔

(صحیفہ امام، ج۹، ص۱۹)

آزادی اور استقلال

اے ملت عزیز ایران! تم نے متجاوز مشرق اور مجرم پیشہ مغرب کو وحشت میں ڈال دیا ہے۔ کسی بھی وقت کسی بھی طاقت سے صلح نہ کرنا، مجھے یقین ہے کہ تم ایسا نہیں کروگے۔ جو شخص بھی خواہ وہ کسی بھی مقام اور عہدے پر ہو، اگر وہ شرق و غرب کے ساتھ صلح و ساز باز کرنے کا خیال بھی کرے تو اُسے بغیر کسی ملاحظے کے صفحہ ہستی سے اُٹھا کر پھینک دو، کیونکہ شرق و غرب کے ساتھ ساز باز اور صلح جوئی خود باختگی اور اسلام و مسلمین کے ساتھ خیانت ہے۔ آج شہادت اور خون کا دن ہے اور ہمیں آئے دن پورے ایران میں ہر قسم کی سازشوں کی توقع رہتی ہے، لیکن ہمارا عزیز مذہب اسلام ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم آزادی اور استقلال خواہی سے ہاتھ نہ کھینچیں اور ہم کبھی بھی اس سے ہاتھ نہیں کھینچیں گے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۱۴۸)

ظلم کے خاتمے کیلئے عہدہ قبول کرنا

ہمیں ذمہ داری قبول کرنی چاہیے، حتیٰ بعض سابقہ حکمرانوں کے دور میں مثلاً بنی عباس اور بنی اُمیہ کے خلفا کے زمانے میں بعض لوگ حسب ظاہر جاتے تھے اور مظالم کی روک تھام کیلئے اُن کی خدمت میں رہتے تھے، یہ صحیح لوگ تھے۔ اگر ایک حکومت ظالم ہے اور کوئی شخص جانتا ہے کہ وہ لوگوں پر ظلم و ستم کو روک سکتا ہے اور ایک صحیح راستہ اختیار کر سکتا ہے تو کیا وہ اس ذمہ داری سے پہلو تہی کر سکتا ہے؟

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۱۱۲)

حکومت اور ذمہ دار افراد کی راہنمائی

حکومت کے جو مامور افراد آتے ہیں، چونکہ سب جگہ حکومت اسلامی کے مامور لوگ ہوتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ کسی ایسے حکومتی کارندے سے کوئی غلطی ہو جاتی ہے کہ جو مسائل سے صحیح طرح آگاہ نہیں ہے۔ اگر وہ آپ کی طبیعت کے خلاف یا اسلامی مسائل کے برعکس کوئی کام کر دیتا ہے تو اُس کا مقابلہ نہ کریں، اُس کو کمزور ظاہر کرنے کی کوشش نہ کریں، بلکہ اُسے نصیحت کریں۔ اگر وہ نصیحت کو قبول نہیں کرتا تو ذمہ دار افراد سے رجوع کریں۔ علاقے کے ائمہ جمعہ، خود ہی معزول و منصوب نہ کریں اور جو لوگ فوج اور دوسرے اداروں میں اسلامی انجمنیں چلا رہے ہیں، وہ اُن کاموں میں دخالت نہ کریں جن سے اُن کا تعلق نہیں۔ وہ فقط حکومت کی راہنمائی کریں، وہ حکومتی کارندوں کی راہنمائی کریں اور اُس سب کی راہنمائی کریں جو اُن کے پاس آتے ہیں اور اگر کوئی اُن کی نصیحت اور راہنمائی پر کان نہیں دھرتا تو ذمہ دار افراد کی طرف رجوع کریں تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اسلام کی آبرو اور حیثیت کی حفاظت کیلئے کہ آپ ہی اُس کے محافظ ہیں اور اسلامی جمہوریہ کی حفاظت کیلئے کہ آپ ہی اُس کے نگہبان ہیں۔ وہ کام انجام نہ دیں جو آپ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اجرائی اُمور کہ جو کسی اور کی ذمہ داری ہے اُن میں براہ راست دخالت نہ کریں۔ سب کی راہنمائی کریں آپ کو راہنمائی کرنی چاہیے۔ اگر کسی ایک

گورنر یا ضلعی انتظامیہ کے سربراہ سے کوئی غلط کام ہو گیا ہے تو اُسے منبروں پر بیان نہ کریں اور اُس کی آبرو و عزت خراب نہ کریں، اس کام پر خدا راضی نہیں ہے۔ اُسے خلوت میں کہیں اور اُسے کے ساتھ تفاہم کا راستہ اپنائیں اور اُس سے کہیں کہ وہ اپنا رویہ بدل دے۔ اگر اُس نے اپنا رویہ نہ بدلا تو ذمہ دار افراد کی طرف رجوع کریں۔ اگر آپ خود براہ راست یہ کام کریں گے تو دنیا میں اسلامی جمہوریہ اور اسلام کی آبرو و حیثیت کو داغدار کریں گے۔ آپ تو اس آبرو و حیثیت کے محافظ ہیں، اسلامی جمہوریہ کی آبرو اور حیثیت کی حفاظت کرنا، ہم سب کا فریضہ ہے۔ آج بڑی طاقتوں سے وابستہ تمام قلم اور تمام زبانیں اسی اسلامی جمہوریہ کے خلاف صف آرا ہو چکی ہیں اور سب نے ایک خاص رویہ اپنایا ہوا ہے، ہمیں ان کے ہاتھ بہانہ نہیں دینا چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۶، ص ۳۴۸)

چوتھی فصل

منکرات پہلوی حکومت اور منکرات

مسلمانوں کا قتل اور بے پردگی

ہم کہتے ہیں کہ جو حکومت[1] اغیار کی فرنگی ٹوپی کو ترقی دینے کی خاطر اس ملک کے ہزاروں مظلوم افراد کو مسلمانوں کی ایک عظیم عبادت گاہ اور مسلمین کے ایک عادل امام[2] کے جوار میں مشین گنوں سے اور نیزے کی انیوں سے سوراخ سوراخ اور پارہ پارہ کرے تو ایسی حکومت، حکومت کفر و ظلم ہے اور اُس کی مدد کرنا کفر کے برابر، بلکہ اُس سے بھی بدتر ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ جو حکومت ملک کے قانون اور عدل کے برعکس ایک آدم خور حیوانی گروہ کو ہر شہر اور دیہات میں پولیس کے سپاہیوں کے عنوان سے بے گناہ مسلمانوں کی عفیف عورتوں پر حملہ کرے اور حجاب عفت کو طاقت و زور کے ذریعے ان کے سروں سے اُتارے اور اُن کی لوٹ مار کرے اور بے سرپرست محترم خواتین کو اپنے بوٹوں کے نیچے روند ڈالے اور ان کے مظلوم بچوں کو ختم کر دے، ایسی حکومت ایک ظالمانہ حکومت ہے اور اس کی مدد کرنا کفر کے برابر ہے۔ ہمارے نزدیک استبدادی حکومت ظالمانہ حکومت ہے اور اُس کے کارندوں کو بھی ظالم اور ستمکار سمجھتے ہیں۔ آپ اس بارے میں جو بھی بات ہے، کہیں تاکہ اس سے زیادہ رسوائی ہو۔

(کشف الاسرار، ص۲۳۹)

حکم قرآن کی نفی

تمام پہلوئوں سے حقوق میں مساوات[3] اسلام کے کئی ایک ضروری احکام و پامال کرنے کے مترادف اور قرآن بعض صریح احکام کی نفی کرنے کے مساوی ہے۔

(صحیفہ امام، ج۱، ص۲۱۵)

---

1. رضا شاہ پہلوی کی حکومت کی طرف اشارہ ہے۔
2. حرم مطہر امام رضا(ع) مراد ہے۔
3. مرد اور عورت کے حقوق میں برابری کے قانون کی طرف اشارہ ہے۔

یہود اور بہائیت کا تسلّط

تمام علمائے اسلام کو کچھ نہ کچھ کہنا چاہیے، چونکہ اب اسلام خطرے سے دوچار ہو چکا ہے اور وہ خطرہ یہودی ہیں اور ایک یہودی پارٹی ہے کہ جسے بہائیت کہا جاتا ہے۔ یہ خطرہ بہت نزدیک ہے۔ اگر اس وقت تمام علمائے اسلام، خطبائے کرام اور سب طلاب ایک ساتھ آواز بلند کریں کہ جناب! ہم نہیں چاہتے کہ یہودی ہماری مملکت کے مقدرات کا فیصلہ کریں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارا ملک، یہودی ملک کے ساتھ معاہدہ کرے اور اُس کا ہم پیمان بن جائے۔ اسلامی پیمان کے مطابق مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ ہم پیمان ہوتے ہیں۔ لیکن یہ جناب! یہودیوں کے ساتھ ہم پیمان ہو گئے ہیں! اس ملک کی کیا حالت ہے؟ اگر تم اُن کے غلام ہو تو اس قدر زیادہ غلامی کرنے کی ضرورت ہے؟

(صحیفہ امام، ج۱، ص۲۱۶)

قضاوت میں سے اسلامی شرائط کا حذف

اس جابر (پہلوی) حکومت نے پہلے بھی اسلام و قرآن کی توہین کی ہے اور قرآن کو کتب ضالہ کی صف میں لانے کی سعی کی گئی ہے اور اب حقوق میں مساوات کے بہانے سے اسلام کے چند ایک اور ضروری احکام کو محو کیا جارہا ہے۔ حال ہی میں وزیر انصاف نے قضاوت کی شرائط میں سے اسلام اور ذکوریت (مذکر ہونے) کی شرط کو لغو قرار دیا ہے۔

(صحیفہ امام، ج۱، ص۱۸۶)

احکام اسلام کی مخالفت

میں نے بارہا یاد دہانی کرائی ہے کہ یہ حکومت بُری نیت رکھتی ہے اور اسلامی احکام کی مخالف ہے۔ جس کے نمونے ایک ایک کر کے سامنے آرہے ہیں۔ اس حکومت کی وزارت عدل و انصاف نے اپنے منصوبوں میں قضاوت کی شرائط میں سے قاضی کے مذکر اور مسلمان ہونے کی شرط حذف کر دی ہے اور اس طرح اسلام کے مسلمہ احکام کے ساتھ اپنے عناد کو ظاہر کیا ہے، لہذا اس کے بعد مسلمانوں کی عزت و ناموس کے بارے میں یہود و نصاریٰ اور اسلام و مسلمین کے دشمنوں کی دخالت شروع ہو جانے میں (کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیے)۔

(صحیفہ امام، ج۱، ص۱۹۷)

اسرائیل کی حمایت

میں اداروں کی جانب سے لوگوں کے منہ پر چڑھ جانے والے اس جملے پر افسوس کرتا ہوں کہ {اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَاحِدَۃ} یہ جملہ کلام اللہ کی نص کے خلاف ہے اور اسرائیل اور اسرائیلی کارندوں کی حمایت کیلئے گھڑا گیا ہے اور اسرائیل کو رسمی حیثیت دینے کا مقدمہ ہے۔ یہ سب اسرائیلی کارندوں اور اُن کے گمراہ فرقے کی حمایت کیلئے ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس اسلامی مملکت میں آئین کے برخلاف نص قرآن اور دین مقدس اسلام کی ضروریات کی مخالف گمراہ تحریریں شائع کی جارہی ہیں اور حکومتیں ان کی حمایت کررہی ہیں۔ ''انتقاد'' نامی کتاب کہ جو قرآن مجید کی رد میں لکھی گئی ہے اور ''خاندانی قانون'' کو بھی اسلام کے ضروری احکام اور کلام الٰہی کی نص کے مخالفت میں منتشر کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے بارے میں حکومت کا مواخذہ کرنے والا کوئی نہیں۔

(صحیفہ امام، ج۱، ص۱۹۷)

کیپیٹلائزیشن

جناب! میں خطرے کا اعلان کرتا ہوں۔ اے ایرانی افواج! میں خطرے کا اعلان کرتا ہوں۔ اے ایرانی سیاستدانو! میں آپ کو خطرے کی طرف متوجہ کررہا ہوں۔ اے تاجر حضرات! میں آپ کو خبردار کرتا ہوں۔ اے علمائے ایران! اے مراجع اسلام! میں خطرے کی گھنٹی بجا رہا ہوں۔ اے فضلا! اے طلاب! اے مراجع کرام! اے جناب! اے نجف! اے قم! اے مشہد! اے تہران! اے شیراز! میں خطرے سے آگاہ کررہا ہوں۔ خطرہ موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے خفیہ طور پر کچھ ہونے والا ہے، لیکن ہم نہیں جانتے۔ پارلیمنٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ بات فاش نہیں ہونی چاہیے! لگتا ہے ہمارے لئے کوئی منصوبہ تیار کی جارہی ہے۔ اس سے بدتر اور کیا کریں گے، یہ کیا سوچ رہے ہیں؟ معلوم نہیں۔ اسارت وذلت سے بدتر اور کیا ہو سکتا ہے؟ یہ ہمارے ساتھ کیا کرنے والے ہیں؟ یہ قرضے کے ڈالرز، معلوم نہیں اس قوم پر کیا کیا مصائب ڈھانے والے ہیں؟ اب اس فقیر اور مفلس قوم کو دس سال تک سو ملین ڈالرز اور آٹھ سو ملین تومان منافع، امریکہ کو دینا ہے! کیا آپ ہمیں ایسے ہی کام کیلئے فروخت کرنا چاہتے ہیں؟

امریکی فوجی اور عسکری مشاورین آپ کیلئے کیا فائدہ رکھتے ہیں؟ جنابعالی! اگر یہ مملکت امریکہ کے زیر تسلط ہے تو پھر آپ کس لئے اس قدر غل غپاڑہ مچا رہے ہو؟ اور کس لئے اس قدر ترقی کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہو؟ اگر یہ فوجی مشاورین تمہارے نوکر ہیں تو پھر انہیں کس لئے اپنے مالکین سے بلند مرتبہ دے رہے ہو اور انہیں کس لئے شاہ سے بھی زیادہ مقام دیا جارہا ہے؟ اگر وہ نوکر ہیں تو اُن کے ساتھ دوسرے نوکروں جیسا سلوک کیوں نہیں کیا جارہا؟ اگر وہ تمہارے ملازم ہیں تو اُن کے ساتھ دوسری اقوام کی طرح، ملازمین جیسا سلوک ہی کیا جائے۔ اگر ہمارا یہ ملک امریکیوں کے قبضے میں ہے تو پھر ہمیں بتائو اور ہمیں اُٹھا کر اس ملک سے باہر پھینک دو۔ یہ ہمارے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ یہ حکومت ہمیں کیا کہنا چاہتی ہے۔ اس پارلیمنٹ نے ہمارے ساتھ کیا، کیا ہے؟ یہ غیر قانونی مجلس، یہ خلاف قانون مجلس، وہ مجلس کہ جو مراجع تقلید کے حکم اور فتویٰ کے ذریعے غیر قانونی قرار دی گئی ہے، یہ

پارلیمنٹ کہ جس کا ایک بھی نمائندہ قوم میں سے نہیں ہے، یہ مجلس کہ جس کا دعویٰ ہے کہ ہم، سفید انقلاب کی جانب سے آئے ہیں۔ جناب عالی! آپ کا یہ سفید انقلاب کہاں ہے؟ انہوں نے عوام کو بدبخت کر دیا ہے۔ جناب عالی! میں ان سب باتوں سے آگاہ ہوں۔ خدا جانتا ہے کہ مجھے اس سے تکلیف ہو رہی ہے، میں ان دیہاتوں سے آگاہ ہوں، میں ان دور افتادہ شہروں سے مطلع ہوں، میں اس بدنصیب قم سے آگاہ ہوں، میں عوام کی اس بھوک پیاس کو جانتا ہوں اور عوام کی زراعت کی حالت کو دیکھ رہا ہوں۔

(صحیفہ امام، ج۱، ص۴۱۸)

اسلام مخالف سلطنت

سلطنت اور ولایت عہدی سے متعلق یہ آئین اور اس کا تتمہ اسلام میں کہاں ہے؟ یہ سب اسلام کے مخالف ہے۔ یہ اسلامی طرز حکومت اور احکام اسلام کو توڑنے والا قانون ہے۔ اسلام میں سلطنت اور ولایت عہدی پر خط بطلان کھینچ دیا گیا ہے۔ اسلام کے آغاز میں اس کی بساط ایران، مشرقی روم اور مصر و یمن میں پھیلائی گئی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے مشرقی روم کے بادشاہ (ہرقل) [1] اور ایران کے شاہنشاہ [2] کو جو مبارک مکتوب لکھے تھے، اُن میں اُنہیں آپؐ نے دعوت دی تھی کہ وہ شاہنشاہی اور بادشاہی نظام حکومت کو ختم کر کے بندگان خدا کو اپنے اطاعت اور پرستش کرانے سے ہاتھ کھینچ لیں اور لوگوں کو خداوند یکتا کی عبادت کرنے دیں کہ جو حقیقی بادشاہ ہے۔[3] سلطنت اور ولایت عہدی وہی منحوس اور باطل نظام حکومت ہے کہ جس کو روکنے کیلئے حضرت سید الشہداء (ع) نے قیام فرمایا اور شہید ہوئے۔ امامؑ نے یزید کی ولایت عہدی کو قبول کرنے سے بچنے کی خاطر قیام کیا اور دوسرے تمام مسلمانوں کو بھی قیام کرنے کی دعوت دی تھی، کیونکہ یہ سب اسلام میں نہیں ہے۔ اسلام میں سلطنت اور ولایت عہدی نہیں ہے۔

(ولایت فقیہ، ص۷)

بیرونی سرمایہ گذاری کے سائے میں اسارت

اس وقت انہوں نے ایک عظیم مصیبت کا راستہ کھول دیا ہے اور قوم کو سرمایہ داروں کی اسارت میں دے رہے ہیں۔ دینی اور سیاسی شخصیات، دینی مدارس اور یونیورسٹی کے طلباء اور دوسرے تمام طبقات پر لازم ہے کہ اس واقع [4] اور اس کے مرگبار نتائج کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے اعتراض شروع کر دیں اور دنیا والوں تک پہنچائیں کہ یہ معاہدے قومی رائے اور مرضی کے خلاف ہیں۔

---

1. ہراکلوس (ہرقل) اول (۵۷۵-۶۴۱ء) میں مشرقی روم کا بادشاہ تھا۔
2. خسرو دوم المعروف خسرو پرویز (۶۲۸ئ) ساسانی بادشاہ۔
3. مکاتیب الرسول، ج۱، ص۱۰۵، ۹۰۔
4. امریکی اور اسرائیلی سرمایہ داروں کے ساتھ کیئے کے معاہدوں کی طرف اشارہ ہے

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۲۷۸)

شاہنشاہی جشن

یہ ظالم و جابر حکومت، مسلمان قوم کے پیسے سے اُن بادشاہوں کیلئے جشن منا رہی ہے اور چراغانی کر رہی ہے کہ جنھوں نے ہر دور میں اپنے فوجی جوتوں کے نیچے اقوام کو روندا ہے، وہ بادشاہ کہ جو ہمیشہ مذاہب حقہ کے دشمن تھے، وہ بادشاہ کہ جو اسلام کے سخت ترین دشمن تھے اور جنھوں نے حضرت رسول اکرمؐ کے نامہ مبارک کو پھاڑا تھا، وہ بادشاہ کہ جن کا نمونہ موجودہ دور میں سب کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ دنیا کو جان لینا چاہیے کہ اس جشن اور عیاشی کا ملت ایران سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس قسم کے جشن کا اہتمام کرنے والا اور اس میں شرکت کرنے والے دونوں اسلام اور ایرانی قوم کے خائن ہیں۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۲، ص ۳۲۵)

حوزہ اور یونیورسٹی پر حملہ

یونیورسٹی پر حملہ کرنا، ہوائے نفس کے سوا اور کچھ نہیں، مدرسہ فیضیہ پر حملہ اور وہ ذلت و فضاحت کہ جو مدرسہ فیضیہ میں روا رکھی گئی ہے جس کو آپ نے خواب میں بھی نہیں دیکھا ہو گا، وہ رسوائی کہ جو مدرسہ فیضیہ میں ہوئی ہے اور ایک جوان سید کو چھت کے اوپر سے نیچے پھینکا گیا ہے، اُسے شکستہ کمر کے ساتھ ہمارے گھر پر لایا گیا تھا۔ اس قدر عمامے بندوق کی نالیوں پر اُچھالے گئے ہیں اور حضرت امام جعفر صادق (ع) کی شان میں جسارت کی گئی ہے اور قرآن کی توہین کی گئی ہے۔[1]

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۳۶۶)

عوام کو قید و جلاوطنی اور اذیتیں

سیاہ دین کا راگ اُس وقت الاپا جا رہا ہے کہ جب یہ جابر حکومت اسلام کے پیکر پر سنگین ضربیں لگا رہی ہے اور اسرائیل کو ایران کے تمام سیاسی، اقتصادی اور فوجی معاملات میں دست درازی کرنے کیلئے کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ ملت شریف ایران کے بہت سے افراد، علمائے اسلام، خطبائے عظام اور اسلامی علوم کے طالب علم، قید و بند، جلاوطنی اور اذیت ناک سزائیں گذار رہے ہیں اور غیور اور وطن پرست جوانوں کو پھانسی اور گولی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے یا اُن کے اوپر مقدمات چلانے اور اُنہیں پھانسی پر چڑھانے کا اہتمام کر لیا گیا ہے۔

1. یہاں فروردین ۱۳۴۲ شمسی میں مدرسہ فیضیہ قم پر پہلوی حکومت کے پٹھو عناصر کے حملے اور مار پیٹ کی طرف اشارہ ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۳۹۶)

عوام پر اغیار کو مسلّط کیا جانا

اس گذشتہ تاریک عشرے کے دوران فقر وذلت، (سیاسی) گھٹن، قتل وغارت، گولیوں کی بوچھاڑ اور غیر قانونی پھانسیوں اور قید خانوں کا علما اور جوانان ملت سے پُر کیئے جانے کے سوا اور کوئی چیز ایران کے ستمدیدہ عوام کو حاصل نہیں ہوئی۔ اس ننگین انقلاب کے دوسرے اہم ثمرات میں سے ایک مقدسات اسلام کی توہین، قید خانوں میں علما کو اذیتیں دے کر قتل کیا جانا، مدرسہ فیضیہ اور یونیورسٹی پر حملہ اور ۱۵ خرداد کے دن وحشت ناک قتل عام ہے کہ جس میں (بقول معروف) ۱۵ ہزار افراد قربان ہوئے ہیں۔ امریکی فوجیوں کو تحفظ فراہم کرنا، ملک کی حیثیت کو خراب کرنا، عدلیہ کے استقلال کو تباہ کرنا اور امریکی وصیہونی لٹیروں کو تمام فوجی، سیاسی، تجارتی، صنعتی، زراعی اور معاشی معاملات پر مسلط کرنا اس جابر حکومت کے اس پُرافتخار انقلاب کے منحوس نتائج ہیں کہ جس کی وجہ سے یہ سب جشن وسرور اور پروپیگنڈہ اور غل غپاڑہ کیا جارہا ہے اور محروم عوام کی محنت کی کمائی کو ان شرم آور جشنوں پر خرچ کیا جارہا ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۴۸۴)

رضاخان کی حکومت کے منکرات

اسی شکل وشمائل کے اتحاد[1] کے بعد کس قدر دباؤ اور جرائم انجام پائے ہیں اور کس قدر علمائے دین کو اس واقعے میں اذیتیں دی گئی ہیں، بعض کو جلاوطن کیا گیا ہے، بعض کو قتل کیا گیا ہے اور پھر ایک دوسرے بہانے سے اتاترک[2] جیسے بے صلاحیت انسان اور غیر صالح مصلح کی تقلید میں بے حجابی کی تحریک کو اُس ذلت ورسوائی کے ساتھ شروع کیا گیا کہ خدا جانتا ہے کہ اس بے حجابی کی تحریک کے دوران ملت ایران پر کیا گذری ہے۔ اس دوران انسانیت کے پردوں کو تار تار کیا گیا ہے اور خدا جانتا ہے کہ اس عرصے میں کتنی ہی محترم خواتین کی ہتک حرمت کی گئی ہے اور کن کن لوگوں کو اہانت کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ علماء کو نیزے کی انی پر اُکسایا جاتا تھا کہ وہ اپنی خواتین کو مجالس جشن میں شرکت کیلئے لائیں، وہ جشن کہ جو عوام کے خون اور آنسوئوں کے ساتھ اختتام ہوتا تھا۔ ان جشنوں میں اپنی عورتوں کے ساتھ شرکت کو ضروری قرار دیا گیا تھا۔ عورتوں کی اس قسم کی آزادی کو ضروری قرار دیا جاتا تھا۔ بندوق کی نالی کے ذریعے عوام کو، محترم افراد کو، علمائے دین کو اور مختلف صنفوں کو مجبور کیا جاتا کہ وہ اس قسم کے جشن برپا کریں۔ اس قسم کے بعض جشنوں میں عوام اس قدر گریہ کرتے تھے کہ اگر ان میں حیا ہوتی تو ایسے جشن برپا کرنے سے پشیمان ہوجاتے۔ یہ ایک سلسلہ تھا کہ خدا ہی جانتا ہے اس میں کیا کچھ کیا جاتا تھا۔

---

1. رضاخان پہلوی کے حکم کی طرف اشارہ ہے۔
2. مصطفی کمال ’’آتاتورک‘‘ (۱۸۸۱۔۱۹۳۸ء) ترکی سابق قائد کی طرف اشارہ ہے۔

اسی طرح ایک دوسرا سلسلہ منابر پر مجلس امام حسینؑ کی ممنوعیت ہے اس میں ہر قسم کے خطاب اور عزاداری کو ممنوع کر دیا گیا تھا۔ ایران میں اتفاق ہی ہوتا تھا کہ کہیں مجلس عزا نہ ہو، بعض افراد میں کسی حد تک جرائت تھی اور وہ آدھی رات کو یا رات کے آخری حصے میں سحر کے وقت مجلس عزا برپا کرتے تھے کہ جو اذان کے ہونے سے پہلے ختم ہو جاتی تھی۔ پورے ایران کو اس فیض اور مصائب اور فضائل کے ذکر سے محروم کر دیا گیا تھا۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص۲۹۹)

تاریخ اسلام میں تبدیلی

عوام جہاں بھی قدم رکھتے تھے، اعلیٰ حضرت اس کی مخالفت کرنے لگتے، وہ تاریخ اسلام کا مخالف تھا، یعنی اس شخص کی حکومت کے دوران اسلام کے ساتھ بد ترین سلوک کیا گیا ہے اور انہی میں سے ایک تاریخ (ہجری قمری) کو تبدیل کیا جانا ہے وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ لیکن وہ چاہتا تھا یہ کام ہو جائے۔ یہ کام، اس قتل و غارت سے بھی بد تر تھا، چونکہ اس میں رسول اللہؐ کی حیثیت کو نشانہ بنایا گیا تھا۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص۳۳۶)

تاریخ اسلام کو آتش پرستوں کی تاریخ میں تبدیل کیا جانا

آغاز میں اس نے بعض آتش کدوں کی تقویت کی اور تاریخ اسلام کو تاریخ آتش پرستوں کی تاریخ میں تبدیل کر دیا، خدا جانتا ہے کہ اس شخص نے اسلام سے جو خیانت کی ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو توہین کی ہے، یہ بہت بڑا جرم تھا۔ یہ اُن تمام قتل و غارت سے بڑا جرم تھا کہ جو اس نے انجام دیئے تھے۔ اس کے اس قتل و غارت کا موازانہ اگر تاریخ اسلام کی تبدیلی جیسے کام سے کیا جائے تو آپ جان لیں گے کہ اس نے توحید اور انسانیت کی علامتوں کو آتش پرستوں کی تاریخ میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس نے جتنی بھی خیانتیں ہم سے کی ہیں اُن میں سے یہ خیانت سب سے بڑی ہے۔ یہ (اپنے اس کام کے ذریعے) اسلام کی حیثیت کو ختم کرنا چاہتا تھا، یہ شخص اسلام کی علامت کو تباہ کرنا چاہتا تھا۔ تیل کا مسئلہ ایک مادی مسئلہ ہے کہ اس نے ہمارا تیل لے جا کر اُن کو دے دیا ہے۔ البتہ یہ بھی خیانت ہے، یعنی کسی قوم کے ذخائر کو اغیار کے سپرد کر دینا بھی اس قوم سے خیانت ہے۔ لیکن تاریخ کی تبدیلی کا مسئلہ، اسلام کی آبرو و حیثیت کی توہین ہے۔

(صحیفہ امام، ج۴، ص۱۶۳)

قوم پر امریکیوں کو مسلّط کرنا

ایران میں امریکی مشیروں کی موجودگی، حکومت ایران کی قوم اور اسلام مخالف سیاست کا ایک حصہ ہے کہ جو قوم کیلئے ایک سنگین اور ناقابل تحمل خرچ کے علاوہ، اس کام نے امریکیوں کو ملک کے مقدرات اور افواج پر اس طرح مسلط کر دیا ہے کہ فوج کے عہدیداروں اور صاحب منصب افراد کی آبرو و حیثیت ختم ہو کر رہ گئی ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۴، ص ۵۰۸)

امام رضا (ع) کی بارگاہ پر حملہ!

شاہ کی زوال پذیر حکومت کے جرائم روز بروز اوج حاصل کرتے جا رہے ہیں۔ جرائم میں اضافہ اس قدر زیادہ ہو چکا ہے کہ جس کو بیان کرنے کی طاقت نہیں۔ اس جاری ہفتے کے دوران جو نقصانات ہوئے ہیں، اُن کی وجہ سے پورا ایران سوگوار ہے اور اس کی وجہ سے شاہ کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ختم ہو گئی ہیں۔

شاہ کے حکم سے اس باغی فوجی حکومت نے خشک و تر کو ایک ساتھ آگ لگا دی ہے اور اس مجرم شخص کے اسلام پر سب سے بڑے حملوں میں سے ایک، حضرت علی بن موسیٰ الرضا (ع) کی بارگاہ مقدس کو مشین گنوں کا نشانہ بنانا ہے۔ یہ مقدس بارگاہ رضا خان کے دور میں بھی مشین گنوں کا نشانہ بنی تھی جس کی وجہ سے مسجد گوہر شاد کا قتل عام واقع ہوا تھا اور محمد رضا کے دور حکومت میں اُسی جرم کا تکرار کیا گیا ہے اور شاہ کے جلادوں نے امامؑ کے صحن اور حرم مطہر میں حملہ کر کے قتل عام کیا ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۵، ص ۹۳)

قومی اموال کی لوٹ مار

مسئلہ یہ ہے کہ یہ ایک سلطان جائر ہے کہ جو عوام پر مسلط ہو چکا ہے جس کے پاس فوج اور لشکر ہیں اور بڑی طاقتیں بھی اس کی پشت پناہ ہیں۔ یہ ایک ایسا سلطان جائر ہے کہ جس میں وہ تمام صفات پائی جاتی ہیں کہ جن کے بارے میں (روایت میں) فرمایا گیا ہے۔ مسلمانوں کے نفوس کو خداوند متعال نے محرم قرار دیا ہے کہ اگر کوئی اس میں تصرف کرے اور لوگوں کو قتل کرے تو یہ محرمات الٰہی میں سے ہے۔ جبکہ یہ شخص اس بات کی اجازت دیتا ہے اور اس کا حکم جاری کرتا ہے۔ مسلمانوں کے اموال محفوظ ہونے چاہیں، تیل ملت ایران کا ہے، ایران کی چراگاہیں، ایران کی ملکیت ہیں، جو ملت ایران ہی کے کام آنی چاہیں۔ جنگل، ایرانی قوم کے ہیں، معدنیات ایرانی ملت کے ہیں، یہ سب چیزیں خود ایرانیوں کو ملنی چاہیں اور وہ خود معدنیات کو نکالیں اور ان سے فائدہ اُٹھائیں۔ سب پر حرام ہے کہ وہ اموال مسلمین کو، وہ اموال کہ جو ایک قوم کی ملکیت ہیں، اُن کو اسرائیل جیسے اسلام کے دشمن کو فروخت کریں۔

وہ اسرائیل کہ جو اس وقت مسلمانوں کے ساتھ جنگ کر رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ اُس کا اکثر تیل ایران پورا کرتا ہے، اس کے بدلے جیسا کہ کہا جاتا ہے ہمارے بہت سے مقتولین اسرائیل ہی کے سپاہیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں۔ پس یہ محرمات الٰہی کو حلال کرنا ہے، یہ شخص مسلمانوں کو بھی تباہ کر رہا ہے اور اُن کے اموال کو بھی، (جیسا کہ) اس نے ہماری چراگاہیں، اغیار کے سپرد کر دی ہیں۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص ۱۹۴)

حجاب کا خاتمہ اور عورتوں مردوں کا اختلاط

عورتوں کیلئے لازمی کر دیا گیا تھا کہ وہ ایسی محافل[1] میں شرکت کریں مردوں پر بھی ضروری تھا کہ وہ اپنی عورتوں اور بیٹیوں کے ساتھ اس قسم کی فاسد مجالس میں شریک ہوں حتیٰ قم جیسے روحانیت اور علماء کے مرکز میں اس قسم کے مسائل تھے، اسی طرح دوسرے شہروں میں بھی یہی کچھ تھا۔

(صحیفہ امام، ج۸، ص ۳۵۴)

ملک میں غیر اسلامی احکام کا رواج

اس وقت تک طاغوتی حکومت نے اسلام کے تمام احکام کو (تبدیل کر دیا ہے) اور پورے ملک میں، تعلیمی و غیر تعلیمی مراکز میں، وزارتوں اور اداروں میں اور دوسرے تمام مقامات پر اسلام کے خلاف تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ دراصل حکم یہ دیا گیا ہے کہ اسلام کو اپنے تمام اوصاف کے ساتھ اجرا نہ ہونے دیا جائے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۱۴)

اغیار کا آلہ کار

رضا خان کو انگریز لائے تھے اور اُنہوں نے اسے ہمارے لئے مامور کیا تھا اور جب اتحادی ایران میں داخل ہوئے تو اُنہوں نے (بقول اُن کے اپنے) صلاح اس میں دیکھی کہ (باپ کے بجائے بیٹے) محمد رضا کو لایا جائے۔ البتہ وہ (ہماری) قوم کی مصلحت تو نہیں چاہتے تھے، وہ تو اپنی مصلحت کے خواہاں تھے۔ اس پوری مدت کے دوران ہماری قوم کو اور ہماری عورتوں، مردوں کو ہر قسم کی مشکلات دیکھنی پڑیں۔ شاید آپ سب جانتے ہیں اور آپ میں سے بہت سے لوگوں کو یاد ہوگا، مجھے تو یاد ہے کہ ان لوگوں نے رضا خان کے دور میں، شکل و شمائل کے اتحاد کے نام پر اور بے پردگی کے نام پر کیا کچھ

---

1. رضا شاہ کے دور حکومت کی طرف اشارہ ہے۔

نہیں کیااور کتنے ہی پردے چاک نہیں کیئے، اس مملکت میں کیا کیا بد معاشی نہیں کی گئی اوران کے پردہ دار عورتوں پر حملے کے نتیجے میں کتنے ہی بچے سقط نہیں ہوئے اور کتنی ہی عورتوں کے سروں سے چادریں نہیں کھینچی گئیں۔

(صحیفہ امام، ج ۱۰، ص ۴۸۹)

کیپیٹلائزیشن، سب سے بڑی خیانت

امریکی مشیر ہمارے مظلوم ملک کے مقدرات میں براہ راست دخالت کرتے تھے۔ معزول شاہ کے ذریعے ہماری مظلوم ملت پر کیپیٹلائزیشن (جیسا قانون) مسلط کیا جانا، امریکہ کی سب سے بڑی خیانت تھی کہ جس کو علمائے دین اور دیندار ملت کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑااور اس کے بعد ہماری ملت پر کون سا ظلم اور جرم تھا جو نہیں کیا گیا۔

(صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۳۷۰)

پیغمبر اسلام ﷺ کی اہانت

اس نالائق شخص کے زمانے میں ہماری مملکت کو تباہ کر دیا گیا تھا، اخبارات میں پیغمبر اکرمؐ پر سبّ کی گئی اور روزناموں میں آپؐ کی اہانت کی گئی اور یہ سب کچھ اس حکومت کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ پارلیمنٹ بنائی گئی تو وہاں کفر پر اسلام کی فتح کو تنقید کا نشانہ بنایا گیااوران روشن فکروں نے رومال نکال کر گریہ کرنا شروع کر دیا تھا کہ اسلام، شاہ ایران پر، یعنی اُس دور کے شاہ ایران پر غالب آگیا تھا۔ ان کے شعرانے (اس بارے میں) شعر کہے اور لکھنے والوں نے لکھااور مقررین نے تقاریر کیں۔

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۱۷۷)

علماء کا قتل اور جلاوطنی

ہم ایران میں ایک ایسی مستبد اور خبیث حکومت میں گرفتار ہو چکے ہیں کہ جس نے ہماری ملت کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے جو مغول (بادشاہوں) نے بھی نہیں کیا تھا۔ ہمارے علما کو اپنے وطنوں سے جلاوطن کیا گیا، بعض کو شہید کر دیا گیا، ہماری عورتوں کی بے احترامی کی گئی، ہمارے جوانوں کو زندانوں میں اور اذیتوں میں رکھا گیا حتیٰ اُن میں سے بعض کو جیسا کہ کہا گیا ہے، (گرم) کڑاہیوں میں ڈالا گیا اور بعض کے پاؤں کو آرے سے کاٹا

گیا ہے، ہمارے ملک کے بہت سے علمائے کرام کو اپنے ملک سے نکال دیا گیا ہے اور بہت سے علما کو قید خانوں میں رکھا ہوا ہے اور بہت ہی ذلت آمیز انداز میں اُن کی اہانت اور اُن پر ظلم کیا گیا ہے۔

(صحیفہ امام، ج۱۴، ص۲۷۵)

رضاخان کے دور حکومت کی خرابیاں

آپ نے اُن دنوں کے اخباروں کو دیکھا ہے، وہ ایسے روزنامے تھے کہ جو سب کے سب ہمارے اپنے ملک کے خلاف تھے اور اسلام کے خلاف تھے، چونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر اسلام ہو گا تو اس کو روکا نہیں جاسکے گا، اچھا ہے کہ آپ لوگ اُس وقت نہیں تھے، چونکہ جو لوگ رضاخان کے دور میں تھے وہ خون جگر پی رہے تھے۔ جناب عالی! اُس زمانے کے روزناموں اور جرائد میں صراحت کے ساتھ رسول اکرمؐ کی شان میں جسارت ہوتی تھی، لیکن ایک بھی شخص نے اُن کا جواب نہیں دیا، اُس دور کے شعرا، اہل قلم، روشن فکر حضرات یہ سب ایک ساتھ صراحت کے ساتھ اسلام کو دبانے کی کوشش کر رہے تھے، البتہ کچھ لوگ مستثنیٰ تھے۔ لیکن وہ اقلیت میں تھے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اُن ایام کے جرائد کہ خدا جانتا ہے کہ اُنہوں نے ان جوانوں کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا، اُس وقت کے سینما، تھیئٹر گھر، فنکار، سب نے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہوا تھا تاکہ اسلام کو اس ملک سے نکال باہر کریں اور اس کی جگہ امریکہ کو لے کر آئیں۔

(صحیفہ امام، ج۱۷، ص۱۵۰)

اسلام کے خلاف جنگ

خدا جانتا ہے کہ اگر وہ طاقت (حکومت) ابھی تک باقی رہتی تو اسلام پر اس وقت کیا گذر چکی ہوتی، اگر اس غیر انسانی حکومت کو مہلت مل جاتی تو وہ اسلام کو اندر سے مکمل طور پر خالی کر دیتی اور اسلام کی ایک ظاہری شکل رہ جاتی حتیٰ اس خالی ظاہری صورت کو بھی وہ نہ چھوڑتا، جو المناک واقعات اُس زمانے میں واقع ہوئے ہیں، اُمید ہے کہ تاریخ ان کو محفوظ کرے گی اور مفکرین اور ان مسائل سے آگاہ لوگ انہیں لکھیں گے تاکہ بعد میں آنے والوں کیلئے ایک خزانہ باقی رہے۔ دراصل بنا یہ تھی کہ یہاں سے اسلام کو بالکل ختم کر دیا جائے، لہذا سب سے پہلے تاریخ اسلام کو تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی اور ہمارے جوانوں کو اسلام سے جدا کرنے کی کوششوں کا آغاز کیا گیا، منشیات اور انسان کش مواد، اسی پہلوی خاندان کے ہاتھوں خریدا جاتا اور ملک میں پھیلایا جاتا تھا۔ یہ فقط مادی منافع کیلئے ہی نہیں تھا، بلکہ اپنے بڑوں کے حکم کی اطاعت کیلئے تھا تاکہ ایران کو عقب ماندہ رکھا جائے، واضح ہے کہ ایک ہروئینی، افیونی اور عیاش شخص تو اپنے ملک کی حفاظت نہیں کر سکتا، یہ لوگ تو بیٹھ کر اونگھ ہی سکتے ہیں تاکہ وہ ہمارے خزانوں کو خالی کرتے رہیں۔

(صحیفہ امام، ج۱۷، ص۳۱۳)

اشخاص، گروہ اور منکرات

مارکسسٹ گروہ سے تعاون

سوال: تنظیمی تعلقات کو دیکھتے ہوئے کیاآپ مارکسسٹی گروہوں کے ساتھ شاہ کی حکومت ختم کرنے کیلئے ایک حکمت عملی کے تحت متحد ہوئے ہیں، لہذا احتمالی کامیابی کے بعد آپ کا اُن کے ساتھ رویہ کیسا ہو گا؟

جواب: نہیں، ایسا نہیں ہے۔ ہم شاہ کو ختم کرنے کیلئے بھی مارکسسٹی گروہ کے ساتھ تعاون نہیں کریں گے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہے کہ وہ یہ کام نہ کریں۔ ہم اُن کے طرز تفکر اور مفاہیم کے مخالف ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ ہماری پشت سے ہمیں خنجر ماریں گے اور اگر وہ کسی دن قدرت ہاتھ میں لے لیں گے تو ایک استبدادی حکومت قائم کریں گے کہ جو اسلامی حقوق کی مخالف ہو گی۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص۳۱۷)

شاہنشاہی نظام کے ساتھ موافقت

شاہنشاہی نظام کے ساتھ موافقت خواہ صراحت کے ساتھ ہو یا کسی ایسے طریقے سے کہ جس کا لازمہ اس نظام کی بقا ہو تو یہ اسلام، قرآن، مسلمین اور ایران کے ساتھ خیانت ہے، لہذا جو بھی شخص کسی بھی عنوان سے اس کے ساتھ موافقت کا اظہار کرے وہ ناقابل قبول ہے اور اُس سے اجتناب ضروری ہے۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص۴۸۵)

خبائث کے ساتھ تعاون

ہر حال میں ہمارا نعرہ ملک سے اغیار کے دائیں اور بائیں ہاتھ کو کاٹنا ہے، کیونکہ اجنبی قوتوں کی دخالت کے ساتھ، خواہ یہ دخالت کسی بھی ملک، مکتب کی طرف سے ہو، چاہے اقتصادی دخالت ہو یا سیاسی، ثقافتی دخالت ہو یا عسکری، ترقی، استقلال اور آزادی کی بات کرنا ایک خواب و خیال سے کم نہیں ہے۔ جو شخص بھی خواہ کسی بھی مقام اور عہدے پر فائز ہو ا گروہ اغیار کو وطن عزیز میں دخالت کی اجازت دیتا ہے خواہ یہ اجازت صراحت کے ساتھ ہو یا کسی ایسے انداز میں کہ جس کا لازمہ اجنبی قوتوں کا تسلط ہو یا ایک نیا تسلط پیدا کیا جائے تو یہ شخص اسلام اور ملک کا خائن ہے اور اُس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص۴۸۵)

تحریک میں کوتاہی کرنا ملت کے ساتھ خیانت ہے

اس وقت ایرانیوں کا ایک ہی فریضہ ہے کہ وہ اس تحریک و نہضت کو مضبوط کریں اور جو کچھ اس کیلئے کر سکتے ہیں کریں اور اس (شاہی) نظام کو جتنا ہو سکتا ہے دبائیں تاکہ یہ یہاں سے چلا جائے۔ اگر سستی کریں یا ہم سستی دکھائیں تو ہم نے اس ملت کے ساتھ، قرآن واسلام کے ساتھ خیانت کی ہے، کیونکہ یہ شخص (شاہ) ہماری ہر چیز کیلئے بُرا ہے، یہ خونخوار ہماری ہر چیز کا دشمن ہے۔ اگر کوئی ان واقعات میں سستی کرے اور ان حالات میں کاہلی دکھائے یا کوئی ایسا کلمہ زبان پر لائے کہ جس سے (شاہ کے ساتھ) ہمراہی ظاہر ہوتی ہو تو یہ شخص ملت اور اسلام کا خائن ہے، لہذا اُس سے دور رہنا چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج ۴، ص ۳۹۱)

شاہ کے ساتھ تعاون، اسلام کی مخالفت ہے

جو شخص کسی بھی مقام اور عہدے پر ہے اگر وہ سستی کرے اور اس نہضت و تحریک کی حمایت سے پہلو تہی کرے تو وہ ہمارے عظیم پیشوا امام عصر۔ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف۔ کے نزدیک مردود ہے، لہذا ملت پر بھی لازم ہے کہ وہ اُسے دور کریں اور اُس کا کوئی بہانہ قبول نہ کریں۔ اگر کوئی سیاستدان شاہ کے ہوتے ہوئے حکومت کو ہاتھ میں لینے کی سوچ رہا ہو تو وہ اسلام کے نزدیک مردود اور مخالف اسلام ہے، لہذا ملت پر لازم ہے کہ اُسے چھوڑ دیں۔

(صحیفہ امام، ج ۵، ص ۱۵۴)

شاہ کے ساتھ تعاون، اسلام کے ساتھ خیانت

اگر کوئی شخص اس مرد (شاہ) کے ساتھ تعاون کا ایک کلمہ بھی کہے تو وہ اسلام کا خائن ہے، کیونکہ یہ شخص اسلام کے ساتھ خیانت کر رہا ہے اور اسلام کی عزت وآبرو کو خراب کر رہا ہے اور ہماری ملت کے تمام خزانوں کو ختم کر رہا ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۵، ص ۱۶۴)

ظلم اور ظالم کی ترویج اسلام کے ساتھ خیانت ہے

اگر کوئی شخص ایک کلمہ کہے اور اس کلمے میں اس ظالم کی ترویج یا اس کے ظلم کی تائید ہوتی ہو یا اس کلمہ کے ذریعے یہ ظالم محفوظ رہے تو وہ اسلام و مسلمین کا خیانت کار ہے، لہذا ایسا کام نہیں ہونا چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص ۲۰۰)

بعثی حکومت کی مدد کرنا حرام ہے

ملت کے تمام طبقات، مسلح افواج، حکومتی اداروں سے لے کر یونیورسٹی کے طلبا، مزدوروں، ملازمین اور کاشتکاروں تک کو جان لینا چاہیے کہ اس غاصب، کافر اور غیر قانونی حکومت کی مدد اور اعانت کرنا گناہان کبیرہ میں سے ہے اور خداوند تبارک وتعالیٰ کی مخالفت ہے اور جہاں تک ممکن ہے اس کی عملی و قولی مخالفت کرنا واجبات الٰہیہ میں سے ہے۔

(صحیفہ امام، ج۱۳، ص۲۶۹)

شاہ کے ساتھ آشتی سب سے بڑی خیانت ہے

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ شاہ کے ساتھ آشتی کرنا ایک ظالم اور خائن فرد کے ساتھ آشتی ہے اور یہ صلح وآشتی خود ایک خیانت ہے کہ اسلام اور حقیقی مسلمان کے نزدیک اس کی ذرہ برابر گنجائش نہیں ہے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص ۲۳۲)

نص قرآن کی مخالفت

کیا قوم پرست محاذ کے قرآنی نص کے مخالف اعلامیہ کے مقابلے میں اور اس دعوت کے مقابلے میں کہ جو عوام کو دی گئی ہے کہ وہ قانون الٰہی کے مقابلے میں مظاہرات کریں، آپ کی اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے؟

(صحیفہ امام، ج۱۴، ص۴۵۱)

ملک میں فتنہ وفساد برپا کرنا

جبکہ پورے ملک میں آشوبگر فتنہ وفساد برپا کرنے میں مشغول ہیں اور منافقین سر گرم عمل ہیں اور ہم بڑی طاقتوں کے ساتھ جنگ میں مبتلا ہیں اور ہماری مملکت وہاں بھی جنگ لڑ رہی ہے اور اندرونی طور پر بھی ہم مختلف گروہوں میں مبتلا ہیں کہ جو آپ کے نام کا بہانہ بنا کر سڑکوں پر نکل رہے ہیں اور ہمارے جوانوں کو زخمی کر رہے ہیں اور بعض کو قتل کر رہے ہیں، کیا یہ نہی عن المنکر کا مقام نہیں ہے؟ آپ ان کو شورش برپا کرنے کی دعوت دے رہے ہیں، کیا یہ منکر (بُرائی) کی طرف دعوت نہیں ہے؟ کیا یہ امر بہ فساد نہیں؟

(صحیفہ امام، ج۱۴، ص۴۵۱)

احکام اسلام کے ساتھ مقابلہ

میں پہلے سے ہی ذہنی طور پر ان[1] میں سے بعض کی طرف سے مطمئن نہیں تھا، لیکن میں نے صبر کیا ہے، میں نے صبر اور نصیحت کی ہے، میں نے صبر کیا ہے اور جب بھی یہ آئے ہیں، یعنی اکثر اوقات کہ جب یہ آتے ہیں، میں انہیں اسلامی مسائل کی طرف دعوت دیتا ہوں، قانون پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہوں اسلامی جمہوریہ کی حفاظت کی دعوت دیتا ہوں، لیکن آہستہ آہستہ میرا وہ احساس زیادہ ہوتا گیا ہے اور اب میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ منافق جماعت میدان میں آچکی ہے اور اس کی تائید کی جارہی ہے، ایک ایسے محاذ کی تائید کی جارہی ہے جو اسلام کا مخالف ہے۔ میری شرعی ذمہ داری ہے کہ میں ایک ایسے محاذ کی تائید نہ کروں جو اسلام کا مخالف ہے، جو ملک کا مخالف ہے۔ کیا میں یہاں خاموش بیٹھ جاؤں اور کہوں کہ آئو میں تم سے بات کرتا ہوں؟ اگر مجھے احتمال ہوتا کہ یہ لوگ اسلام کی طرف پلٹ آئیں گے اور قانون اساسی (آئین) کے وفادار رہیں گے کہ جس پر انہوں نے حلف اُٹھایا ہے اور یہ اسلام کے قوانین کو قبول کر لیں گے۔ اگر مجھے اس بات کا احتمال ہوتا تو خود ان کو کہتا اور ان کو دعوت دیتا اور اُن کو ترغیب دیتا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھیں اور قانون پر عمل کریں۔ لیکن یہ بہت بڑی غفلت ہوگی اور بہت ہی سادہ اندیشی ہوگی کہ یہ گروہ کہ جنہوں نے باہمی اتحاد کیا ہوا ہے اور یہ ملی محاذ کہ جو اسلام کا مخالف ہے اور جو مظاہرہ کرنا چاہتا، اس کے مقابلے میں مسلمان بیٹھ کر تماشا دیکھتے رہیں اور یہ اسلام کے مخالف مقالات لکھتے رہیں، اسلام پر ناجائز الفاظ نسبت دیتے ہیں اور اسلام کے ضروری احکام کو غیر انسانی قرار دیتے رہیں۔

(صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۵۵)

قرآنی احکام کی اہانت سب سے بڑا منکر ہے

مجھے بہت ہی افسوس ہے، بہت ہی زیادہ افسوس ہے اور اس گروہ کے ساتھ مقابلہ مجھے دردآور محسوس ہوتا ہے، یعنی ایسے لوگوں کے ساتھ مقابلہ کہ جنہوں نے حضرت امیر (علی (ع)) کو بھی اپنے فرائض کی انجام دہی سے روک دیا تھا۔ اگر یہ لوگ واقعاً اسلام پر اعتقاد رکھتے ہیں اور نہی عن المنکر کو ضروری جانتے ہیں تو اس سے بڑھ کر اور کونسا منکر ہے کہ ایک شخص کہے کہ قرآنی حکم، غیر انسانی ہے! اور عوام کو اس کی طرف دعوت دے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۴، ص ۴۵۸)

---

1. جبہہ ملی، نہضت آزادی اور دوسرے قومیت پرست گروہوں کی طرف اشارہ ہے۔

خدااور عوام کے خلاف اقدام پر سکوت

جان لو کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں کہ خدانخواستہ انسان خدا کی مخالفت اور عوام کی مخالفت کے مقابلے میں خاموشی اختیار کرلے۔ لہذا انقلاب کے مخالفین کے مقابلے میں آپ کے قیام کرنے کا اجر بہت زیادہ ہے۔آپ لوگ امن وامان برقرار رکھیں اور وحدت واخوت اسلامی کی حفاظت کریں۔

(صحیفہ امام،ج۱۴،ص ۴۷۵)

دنیائے معاصر کے اہم ترین منکرات

اغیار کا غلبہ سب سے بڑا منکر ہے

چونکہ آپ امر خدا کی اطاعت کرنا چاہتے ہیں، لہذا نہی عن المنکر کریں۔سب سے بڑا منکر (بُرائی) ہمارے اوپر اغیار کا غلبہ ہے۔اس منکر سے نہی کریں، حکومتوں کو باہمی مخالفت سے نہی کریں،اُنہیں اپنی ملت کے ساتھ مخالفت سے نہی کریں۔یہ حکومتیں دشمنان اسلام کے ساتھ محبت کرتی ہیں کہ جس سے خدانے منع کیاہے،اس وقت اس سے بڑھ کر اور کوئی منکر نہیں کہ مسلمانوں کے مفاد خطرے میں پڑے ہوئے ہیں۔

یہ آپ سب کا فریضہ ہے کہ جو خدا کی اطاعت کرنا چاہتے ہیں۔ہم سب کو اس دشمنی سے منع کرنا چاہیے اور وحدت اسلامی کو اپنا وطیرہ بنانا چاہیے۔پرچم {لاالہ الاالله} کے تحت وحدت اختیار کرنے سے ہم سب کامیاب ہوجائیں گے۔

(صحیفہ امام،ج۷،ص۱۸۷)

امریکہ سے وابستہ حکمرانوں کے جرائم

محترم علمائے کرام،اہل قلم حضرات اور ذمہ دار خطباپر لازم ہے کہ وہ مناسب موقعوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے،امریکہ اور اسرائیل سے وابستہ ذرائع ابلاغ کے زہریلے پروپیگنڈے کی تلافی کرنے کیلئے مسلمانوں کے سامنے اسلام اور انقلاب اسلامی ایران کا دفاع کریں کہ جو اسلام واسلامی جمہوریہ ایران کے خلاف جھوٹ اور افواہیں پھیلانے میں مشغول ہیں تاکہ اہل دنیاپر اسلامی انقلاب کا حقیقی چہرہ واضح ہوسکے اور وہ اس کے اسلامی ثمرات اور کامیابیوں سے آگاہ ہوں کہ جو ایران کی ذمہ دار قوم کے جہاد اور تمام تر اندرونی وبیرونی مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود اس ملک کو نصیب ہوئی ہیں۔آپ اقوام کو آمادہ کریں کہ وہ اس ملت کے خلاف ہونے والے پروپیگنڈے کی وجہ سے لگائی گئی تہمتوں سے پردہ اُٹھائیں اور امریکہ اور اُس سے وابستہ ممالک کے منصوبوں اور سازشوں کو افشا کریں۔اسی طرح امریکہ کے حکم سے اور دوسرے ممالک کی حمایت سے صدام عفلقی کی فوج کے حملے سے دنیاوالوں کو باخبر کریں۔اس کے علاوہ بعض امریکی حکام کے ہاتھوں،اسلام اور مسلمین پر جو گذر رہی ہے اُس سے آگاہ کریں کہ جن میں سے سب سے بدتر اسرائیل کو

قانونی حیثیت دیناہے اور اُس کے بعد اسلامی ملک لبنان پر وحشیانہ حملہ کرنا ہے جس کے نتیجے میں ہزاروں بے گناہ لوگ شہید اور معذور ہو گئے ہیں۔اس طرح شاید اقوام اور ملتوں، خداوند متعال پر اعتقاد کے ساتھ اس تاریخ کے اس عظیم سانحہ کو روک سکیں کہ جو مسلمانوں کے چہرے کو دنیا بھر میں اور آئندہ نسلوں کے سامنے سیاہ کر رہا ہے۔شاید اس طرح اسلام اور مسلمین اس عظیم ننگ سے نجات پالیں اور اپنے آپ کو اس تحقیر و ذلت سے بچالیں کہ جس کی یاد ہر غیر تمند مسلمان کو لرزا دیتی ہے۔

(صحیفہ امام، ج۱۶، ص۵۱۶)

دور حاضر کے بت اور بت پرستی

کیا ہمیں گھروں میں بیٹھ کر غلط تحلیلوں اور انسانوں کے مقام و منزلت کی اہانت کے ذریعے، مسلمانوں میں عجز و ناتوانی کا خیال ڈال کے عملاً شیطان اور شیطان کی اولاد کو تحمل کر لینا چاہیے اور معاشرے کو اُس اخلاص تک پہنچنے سے روک دینا چاہیے کہ جو آرزوئوں کا کمال اور اُمیدوں کی انتہا ہے۔ کیا ہم اس طرح تصور کر سکتے ہیں کہ انبیائے کرام کا بت اور بت پرستوں کے خلاف مبارزہ فقط پتھروں اور بے جان لکڑیوں تک منحصر تھا اور نعوذ باللہ ابراہیمؑ جیسے انبیا بتوں کو توڑنے میں تو پیش قدم تھے، لیکن ظالموں اور ستم پیشہ افراد کے مقابلے میں میدان عمل کو چھوڑ گئے تھے؟ حالانکہ نمرودیوں اور چاند و سورج اور ستاروں کی پرستش کرنے والوں کے خلاف حضرت ابراہیمؑ کی بت شکنی، جنگیں اور مبارزات اُس عظیم ہجرت کا مقدمہ تھے کہ جس کے بعد وہ سب ہجرتیں، سختیاں، ''بے آب و گیاہ وادی'' میں سکونت اور بیت (اللہ) کی تعمیر اور فدیہ اسماعیلؑ اُس بعثت و رسالت کا مقدمہ تھا کہ جس میں خاتم الانبیاؐ، کعبہ کے بانی اور موسس کے اولین۔

وآخرین کلام کو تکرار کریں گے اور اپنی ابدی رسالت کو اپنے ابدی کلام: {انني بريء مما مشركون} [1] کے ساتھ ابلاغ فرمائیں گے۔اگر ہم اس تحلیل و تفسیر کے علاوہ اور کچھ کہیں تو زمانہ معاصر میں بت و بت پرستی کا وجود ہی نہیں ہے۔در حقیقت کونسا عاقل انسان ہے کہ جس نے جدید بت پرستی کو اپنے خاص سحر و جادو، شکلوں اور حیلوں کے ساتھ پہچان نہ لیا ہو اور اُس تسلط سے باخبر نہ ہو گیا ہو کہ جو ''بلیک ہاؤس'' جیسے بتخانے نے اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے خون اور ناموس اور تیسری دنیا کے ممالک پر جما رکھا ہے۔

(صحیفہ امام، ج۲۰، ص۳۱۶)

1. بتحقیق تم جو شرک کرتے ہو، میں اُس سے بیزار ہوں۔سورہ انعام، ۱۹

بعض منکرات کی جانب اشارہ

مراجع اسلام کی اہانت

میں طلاب (دین) کو خصوصاً نئے اور پُر جوش طلاب کو نصیحت کرتا ہوں کہ جناب عالی! متوجہ رہیں کہ اگر کوئی شخص مراجع اسلام میں سے کسی ایک نفر کی ایک کلمہ بھی توہین کرے تو خدا تبارک و تعالیٰ اور اُس کے درمیان ولایت منقطع ہو جاتی ہے۔ کیا آپ ہمارے بزرگ مراجع کو گالی دینا معمولی بات سمجھتے ہیں؟ اگر بعض جہالتوں کی وجہ سے اس عظیم نہضت کو ایک معمولی سا بھی صدمہ پہنچے تو آپ خداوند تبارک و تعالیٰ کے حضور سزا کے مستحق قرار پائیں گے۔ آپ کی توبہ بھی مشکل سے قبول ہو گی، چونکہ اس سے اسلام کی آبرو اور حیثیت کو صدمہ پہنچا ہے۔

(صحیفہ امام، ج ا، ص ۳۰۶)

منجملہ واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے بارہا اطلاع دی ہے کہ بعض جوان اور بے خبر افراد ایک منصوبے کے تحت جوانوں کو غافل کر کے بعض بزرگ مراجع اسلام کی توہین کرتے ہیں۔ مختلف شہروں میں یہ بات دیکھی گئی ہے اور آپ کو جان لینا چاہیے کہ مراجع کی اہانت کرنے کا نتیجہ، ملت کے درمیان اختلاف ایجاد کرنے اور رضائے خدا کے خلاف بات کرنے کے اور کچھ نہیں ہے۔ میں پوری قوم سے تقاضا کرتا ہوں جہاں آپ اس قسم کا کوئی مسئلہ دیکھیں اور ان فریب خوردہ جوانوں کو دیکھیں تو انہیں نصیحت کریں اور اگر کوئی ایسا شخص نظر آئے، مخصوصاً ان گروہوں میں سے کوئی ہو کہ جو اُن میں داخل ہو کر اختلاف ڈال رہا ہو تو اُس کی شناخت کریں اور جن مراکز کو اطلاع دی جانی چاہیے اُنہیں اس کی اطلاع دیں۔

(صحیفہ امام، ج ۱۵، ص ۳۶۵)

عوام سے ناانصافی

میں تجارت پیشہ حضرات اور تاجروں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی اجناس اور غذائی مواد کی قیمتیں نہ بڑھائیں اور جنگ و مبارزہ کی حالت میں عوام کے ساتھ ناانصافی نہ کریں، چونکہ ناانصافی ہر حال میں ناقابل قبول ہے اور اس حساس موقع پر یہ کام نظام ظلم کے مفاد میں ہے اور خداوند تبارک و تعالیٰ کی رضا کے خلاف ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۵، ص ۳۳۲)

جنگلوں کی تخریب

حال ہی میں مجھے ایک ایسی بات کی اطلاع دی گئی ہے کہ جس کی وجہ سے مجھے بہت دکھ ہوا ہے وہ یہ کہ بعض علاقوں کے رہنے والوں نے اس علاقے کے جنگلات پر حملہ کر دیا ہے اور وہ انہیں ویران کر رہے ہیں۔ یہ جنگلات ملت کی ملکیت ہیں انہیں تباہ نہیں کرنا چاہیے۔ ولی امر کی نظر، نظر حاکم

ہونی چاہیے، اُن کیلئے جائز نہیں کہ وہ جا کر جنگلات کو کاٹنا شروع کر دیں اور اُنہیں تباہ کریں، ہمارے بھائیوں کو چاہیے کہ وہ اُنہیں نصیحت کریں، اُنہیں اس کام سے روکیں اور یہ جو ابھی تک ہوتا آیا ہے اور دوسروں نے اسے تباہ کیا ہے۔ ہم بھی وہی تباہی نہ کریں، ایسی تباہی نہیں ہونی چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج ٦، ص ١١٠)

قیدیوں کو اذیت و آزار دینا

دشمن کے جو لوگ تمہارے پاس قیدی کی حیثیت سے آتے ہیں، اُنہیں ہر گز اذیت و آزار اور خشونت کا نشانہ نہ بنائیں۔ جیسا کہ سنت اسلامی یہ ہے کہ اسیروں کے ساتھ محبت اور مہربانی کا سلوک کیا جائے۔ البتہ اسلامی حکومت وقت آنے پر اُن پر مقدمہ چلانے کے بعد اُن کے بارے میں عدالت اجرا کرے گی۔

(صحیفہ امام، ج ٦، ص ١٢٦)

کلام میں شرعی حدود سے تجاوز

اس (پارلیمنٹ) کے نمائندوں کو اعلیٰ اسلامی اخلاق سے بہرہ مند ہونا چاہیے اور خداوند متعال کو اپنے قول و فعل پر حاضر و ناظر جاننا چاہیے اور طاغوتی حکومتوں کے فعل و کردار سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر خدانخواستہ کوئی شخص باقاعدہ کاروائی سے پہلے کی تقاریر میں یا بعد کے مذاکرات میں شرعی حدود سے خارج ہو جائے تو پھر اُنہیں نہی عن المنکر جیسے عظیم فریضے کو فراموش نہیں کرنا چاہیے تاکہ خدانخواستہ جو مقام ملک کے عوام اور اسلام و مسلمین کے مصالح کی حفاظت کی جگہ ہے وہاں کسی کا حق اور عزت و آبرو ضائع نہ ہو جائے، بلکہ وکلائے محترم کی جانب سے جو تقاریر اور رویہ اختیار کیا جاتا ہے اور جس کو سب لوگ سنتے ہیں، وہ سبق آموز اور اسلامی و انسانی اخلاق کریمہ پر مشتمل ہونا چاہیے تاکہ عوام کو ایک دوسرے کے ساتھ سالم رویہ اختیار کرنے کی تعلیم دی جائے، چونکہ یہ خود انسانیت اور اسلام و مسلمین کی ایک بڑی خدمت ہے۔

(صحیفہ امام، ج ١٨، ص ٤٦٨)

چرس کا استعمال

سوال: میرے عزیزوں میں سے ایک شخص مخفیانہ چرس پیتا ہے، اس کے بارے میں میری شرعی ذمہ داری کیا ہے؟ برائے مہربانی چرس پینے اور اس کی خرید و فروخت کے بارے میں امام خمینیؒ کا فتویٰ لکھیں۔

جواب: اُس کو نصیحت کریں، چرس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔

(استفتاءات، ج ١، ص ٤٨٥)

حصّہ دوئم

امر بالمعروف

اور نہی عن المنکر

کے واجب ہونے کی شرائط

پہلی فصل

علم

معروف اور منکر کی شناخت کا ضروری ہونا

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا جانتا ہو کہ جس عمل کو مکلف ترک کر رہا ہے وہ کوئی اچھا فعل ہے یا جسے وہ انجام دے رہا ہے، وہ برا فعل ہے۔ بنابریں جو شخص معروف و منکر سے لاعلم ہو اس پر واجب نہیں ہے علم وجوب کی شرط ہے جس طرح کہ حج میں استطاعت شرط ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۷۲)

معروف و منکر کی شناخت کے طریقے

شناخت حاصل کرنے میں یقین اور اجتہاد یا تقلید کے معتبر طریقوں میں کوئی فرق نہیں ہے، لہذا اگر دو اشخاص ایک مجتہد کی تقلید کرتے ہوں جو نماز جمعہ کے وجوب عینی کا قائل ہو اور ان دو میں سے کوئی ایک نماز جمعہ نہ پڑھتا ہو تو دوسرے پر واجب ہے کہ اسے نماز جمعہ پڑھنے کا حکم دے اور اسی طرح اگر دونوں کا مجتہد قائل ہو کہ آگ کے ذریعے ابالا ہوا انگور کا پانی حرام ہے اور ان دونوں میں سے کوئی ایک اسے پیئے تو دوسرے پر واجب ہے کہ اسے منع کرے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۷۲)

اختلافی مسائل میں امر و نہی کا حکم

اگر مسئلہ اختلافی ہو اور احتمال ہو کہ اس کام کو انجام دینے والے یا ترک کرنے والے کی رائے یا اس کا مرجع تقلید اس کے مخالف ہے اور جسے وہ انجام دے رہا ہے اس کے نزدیک جائز ہو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں ہے، بلکہ ایسے شخص کو منع کرنا جائز نہیں ہے، چہ جائیکہ اگر یقین رکھتا ہو۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۲۷)

فاعل قاصر کا حکم سے جاہل ہونا

اگر مسئلہ اختلافی نہ ہو اور احتمال ہو کہ کام کو انجام دینے والا اس کا حکم نہیں جانتا تو ظاہر یہ ہے کہ اسے امر اور نہی کرنا واجب ہے، مخصوصاً اگر جاہل مقصر ہو، بلکہ احوط یہ ہے، خصوصاً اس صورت میں کہ جب وہ جاہل قاصر[1] ہو تو پہلے اسے حکم بتائے پھر اگر اس پر اصرار کرے تو اسے منع کرے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۲۸)

فاعل کا موضوع سے جہل

اگر انجام دینے والا موضوع سے جاہل تو اسے منع کرنا یا اس کی جہالت دور کرنا واجب نہیں ہے، مثلاً غفلت یا بھولنے کی وجہ سے نماز ترک کردے یا موضوع نہ جاننے کی وجہ سے کوئی مست کرنے والی چیز پی لے۔ لیکن اگر کوئی ایسی چیز ہو جس کی بہت زیادہ اہمیت ہو اور مولیٰ کسی صورت میں اس کے ترک ہونے یا انجام پانے پر راضی نہ ہو جیسے کسی نفس محترمہ کا قتل کرنا تو واجب ہے کہ اس شخص کو امر یا نہی کرنے کیلئے قیام کرے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۲۸)

تجری کی صورت میں امر و نہی

جس عمل کو ترک کیا گیا ہو اگر وہ عمل اس شخص کی یا اس کے مقلد کی نظر میں واجب ہو یا جس عمل کو انجام دیا ہو وہ اسی طرح حرام ہو، لیکن اگر ہم تجری یا جس فعل کے ذریعے تجری[1] کی گئی ہو اس کے حرام ہونے کے قائل ہوں (تو منع کرنا واجب ہے)۔

---

1. جاہل قاصر وہ ہے کہ جو دلیل نہ ہونے کی وجہ سے عدم آگاہی اور جہالت کا شکار ہوا ہے۔ اس کے برعکس جاہل مقصر ہے کہ جو دلیل تک رسائی حاصل کرنے کے امکان کے باوجود علم حاصل نہ کرے۔

(تحریرالوسیلہ، ج۱، ص۴۲۸)

احتیاط کے موقعوں پر امر و نہی

اگر کوئی شخص کسی ایسے کام کا مرتکب ہو جو اس کی یا اس کے مجتہد مقلد کی رائے کے مطابق احتیاط لازم کے مخالف ہو تو احوط یہ ہے کہ اسے منع کرے، بلکہ اس کا واجب ہونا بعید نہیں ہے۔

(تحریرالوسیلہ، ج۱، ص۴۲۸)

علم اجمالی کے موقعوں پر امر و نہی

اگر کسی چیز کے حرام ہونے کا علم اجمالی[2] حاصل ہو اور کوئی شخص اس کے دونوں یا کسی ایک طرف کا مرتکب ہو تو پہلی صورت میں اسے نہی کرنا واجب ہے اور بعید نہیں کہ دوسری صورت میں بھی نہی کرنا واجب ہو، مگر یہ کہ احتمال ہو کہ اس شخص کا علم اجمالی کسی بھی صورت میں منجز نہیں ہے تو اسے (مذکورہ دو صورتوں میں سے) کسی بھی صورت میں روکنا واجب نہیں ہے، بلکہ جائز نہیں ہے یا اگر احتمال ہو کہ یہ شخص موافقت قطعیہ کے اعتبار

---

1. تجری: یہ علم اُصول فقہ میں استعمال ہونے والے الفاظ میں سے ایک لفظ ہے کہ جس کا معنی مولی کے فرمان کے سامنے جرأت اور گستاخی کرنا ہے۔ مثلاً کوئی شخص پانی کو شراب کی نیت سے پیئے، لیکن اُس کا یہ فعل کبھی واقعیت کے مطابق ہوتا ہے اور کبھی واقعیت کے خلاف۔ فقہا اور علمائے اصول کے درمیان اختلاف ہے کہ کیا یہ عمل حرام ہے یا نہیں ؟ اگر تجری کو حرام قرار دیں تو شراب کی نیت سے پانی پینا بھی حرام ہو گا۔

2. علم اجمالی: کبھی انسان کسی چیز کا علم بغیر کسی شک و تردید کے حاصل کرتا ہے اس صورت میں اُسے علم تفصیلی کہتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات وہ شک و تردید کے ساتھ کسی چیز کا علم حاصل کرتا ہے۔ مثلاً وہ جانتا ہے کہ ان دو برتنوں میں سے ایک برتن نجس ہے، لیکن کونسا برتن نجس ہے اس سے وہ آگاہ نہیں۔ اسے علم اُصول کی اصطلاح میں ''علم اجمالی'' کہا جاتا ہے۔ علم اجمالی کے بارے میں بہت زیادہ مباحث ہیں کہ جن میں سے بعض مذکورہ مسئلہ میں بیان ہوئے ہیں۔

علم اجمالی کا تعلق کبھی تو وجوب سے ہوتا ہے۔ مثلاً انسان نہیں جانتا کہ یہ عمل واجب ہے یا وہ عمل اور کبھی اس کا تعلق حرام سے ہوتا ہے، مثلاً ان دو کاموں میں سے کونسا کام حرام ہے۔

علم اجمالی کے بارے میں ایک اور بات کہ (اس مسئلہ میں اس سے استفادہ کیا گیا ہے) وہ یہ کہ کیا علم اجمالی کے ذریعے انسان مکلف ہو جاتا ہے یا نہیں کہ اسے ''منجزیت علم اجمالی'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک: علم اجمالی قطعی مخالفت کے بارے میں الزام آور ہے، یعنی چونکہ علم اجمالی کے دو طرف ہوتے ہیں یا دو سے زیادہ۔ اگر انسان اُس کے تمام اطراف کا مرتکب ہو، مثلاً ہر دو نجس برتنوں کو استعمال کرلے تو قطعاً اُس نے فرمان مولی کی مخالفت کی ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں: مخالفت قطعیہ کے بارے میں علم اجمالی منجز ہے، یعنی اسی قدر علم کا تقاضا ہے کہ انسان ہر دو برتنوں سے اجتناب کرے تاکہ گناہگار نہ ہو۔ بعض کے نزدیک علم اجمالی، موافقت قطعیہ کے بارے میں وجوب آور ہے، یعنی کسی چیز کے بارے میں شک و تردید کی صورت میں آگاہی کا تقاضا ہے کہ انسان ہر دو کاموں کو انجام دے تاکہ مولی کے حکم کی بجاآوری قطعاً انجام پاجائے۔ البتہ ایک نظریئے کے مطابق، علم اجمالی، ہر دو مسائل میں وجوب آور (منجز) نہیں ہے ان نظریات میں سے ہر ایک نظریئے کے خاص نتائج ہیں کہ جن میں سے بعض کے بارے میں مذکورہ متن میں اشارہ کیا گیا ہے۔

سے علم اجمالی کو منجز نہیں سمجھتا تو فقط دوسری صورت میں منع کرنا واجب نہیں ہے اور یہی حکم اس مقام کا ہے جب کسی چیز کے واجب ہونے پر علم اجمالی حاصل ہو اور وہ اس کے اطراف کو ترک کردے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۲۸)

امر و نہی کی شرائط سے آگاہی حاصل کرنے کا وجوب

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط اس کے واجب ہونے اور نہ ہونے اور جائز ہونے اور نہ ہونے کے موارد کو سیکھنا واجب ہے تاکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی وجہ سے کوئی منکر انجام نہ دے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۲۸)

وجوب کے موارد سے تخلف کا حکم

اگر کسی مقام پر امر بالمعروف یا نہی عن المنکر جائز نہ ہو اور اس کے باوجود یہ کام انجام دے تو دوسرے پر واجب ہے کہ اسے ان دونوں سے منع کرے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۲۸)

دین کے کمزور ہونے کے خوف کی صورت میں امر و نہی کا حکم

اگر کسی مقام پر امر یا نہی کرنا بعض افراد کے نزدیک شریعت مقدس کی توہین کا باعث بنے، اگرچہ اس شخص کے علاوہ کسی اور کی نظر میں ایسا ہو تو امر یا نہی کرنا جائز نہیں ہے، خصوصاً اس صورت میں کہ جب تاثیر کا فقط احتمال ہو، لیکن اگر کوئی بہت اہم مسئلہ ہو تو جائز ہے۔ البتہ اہمیت کے لحاظ سے مسائل میں فرق ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۲۹)

دوسری فصل

تاثیر کا احتمال

تاثیر کے احتمال کا لازمی ہونا

امر اور نہی کی تاثیر کا احتمال ہو، بنا بریں، اگر یقین یا اطمینان حاصل ہو جائے کہ کوئی اثر نہیں ہو گا تو واجب نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۲۹)

عدم تاثیر کے گمان کا حکم

اگر فقط گمان ہو کہ اثر نہیں ہو گا تو اگرچہ یہ گمان قوی ہو تب بھی واجب ساقط نہیں ہو گا، بنا بریں، اگر تاثیر کا احتمال اتنا ہو کہ عقلا اسے قابل اعتنا کہیں تو امر یا نہی کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۲۹)

تاثیر کی صورت میں وجوب کا احتمال

اگر دو عادل گواہی دیں کہ کوئی اثر نہیں ہو گا تو ظاہر یہ ہے کہ واجب ساقط نہیں ہو گا، جبکہ تاثیر کا احتمال بھی پایا جاتا ہو۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۲۹)

تاثیر کی صورت میں نصیحت کا وجوب

اگر جانتا ہو کہ اس کا فقط منع کرنا موثر نہیں ہے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ استدعا اور نصیحت دونوں کو انجام دے تو موثر ہوگا اس صورت میں ظاہر یہ ہے کہ اسی طرح منع کرنا واجب ہے اور اگر جانتا ہو کہ فقط استدعا اور نصیحت کرنا کافی ہے، لیکن امر اور نہی کرے تو اثر نہیں ہوگا تو بعید نہیں ہے کہ فقط استدعا اور نصیحت کرنا واجب ہو۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۲۹)

بعض موارد میں اہم اور اہم تر کی رعایت

اگر کوئی شخص دو حرام کاموں کا مرتکب ہو یا دو واجب کاموں کو ترک کرے اور یہ معلوم ہو کہ اگر ان دونوں کیلئے امر کیا جائے تو موثر ہوگا اور احتمال ہو کہ اگر کسی ایک مخصوص کام کیلئے امر کرے تو موثر ہوگا تو اس صورت میں اسی مخصوص کام کیلئے امر کرنا واجب ہے دوسرے کیلئے واجب نہیں اور اگر یہ احتمال ہو کہ ان دونوں میں کسی بھی ایک کام کیلئے امر کرنا موثر ہوگا تو واجب ہے کہ ان دونوں میں سے جو زیادہ اہم ہو اس کیلئے جو زیادہ اہم ہو اس کیلئے امر کرے، مثلاً اگر نماز اور روزہ دونوں کو ترک کرتا ہو اور یہ معلوم ہو کہ اسے نماز کیلئے کہنا موثر ہوگا تو نماز کیلئے امر کرنا واجب ہے، لیکن اگر دونوں اہمیت کے لحاظ سے مساوی ہوں تو اختیار ہے کہ کسی کیلئے بھی امر کرے، بلکہ اس کیلئے امر کرنا موثر ہوگا۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۲۹)

تاثیر کے احتمال کی صورت میں تکرار

اگر یقین یا احتمال ہو کہ اس کا امر یا نہی کرنا فقط تکرار کی صورت میں موثر ہوگا تو تکرار کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۲۹)

علنی تاثیر کے احتمال کا حکم

اگر جانتا ہو یا احتمال ہو کہ منع کرنا فقط اس صورت میں موثر ہوگا کہ سب کے سامنے یہ کام انجام دے اور اس کے علاوہ تنہائی موثر نہیں ہوگا تو اس صورت میں اگر منکر انجام دینے والا سب کے سامنے یہ کام انجام دیتا ہو تو جائز اور واجب ہے کہ سب کے سامنے منع کرے، ورنہ اس کے واجب، بلکہ جائز ہونے میں اشکال ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۲۹)

برائی کی اجازت کی صورت میں تاثیر کا حکم

اگر یقین ہو کہ اس کا امر یا نہی کرنا اس صورت میں موثر ہو گا کہ کسی اور واجب کے ترک کرنے یا حرام کے مرتکب ہونے کی اجازت دے تو اس صورت میں اگر وہ کام زیادہ اہم ہو کہ جس کی اجازت دے رہا ہے تو اجازت دینے کے جائز ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور امر یا نہی کا وجوب ساقط ہو جائے گا، بلکہ ظاہر یہ ہے کہ حتیٰ اگر دونوں اہمیت کے لحاظ سے مساوی ہوں تب بھی اجازت دینا جائز نہیں ہے اور واجب ساقط ہے، لیکن اگر وہ کام زیادہ اہم ہو جس کیلئے امر یا نہی کر رہا ہے تو اس صورت میں اگر اس کی اہمیت ایسی ہو کہ مولیٰ کسی بھی طرح اس کے خلاف ورزی پر راضی نہ ہو جیسے کسی نفس محترم کا قتل کرنا تو اجازت دینا واجب ہے، ورنہ اجازت دینے میں تامل ہے اگرچہ وجہ سے خالی نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۲۹)

مستقبل میں تاثیر کے احتمال کا حکم

اگر یقین ہو کہ کسی کام کے منع کرنا ابھی موثر نہیں ہو گا، لیکن یقین یا احتمال ہو کہ ابھی امر کرنا مستقبل میں موثر ہو گا تو ابھی امر کرنا واجب ہے اور اسی طرح اگر یقین ہو کہ اگر ایک خاص پیالے سے شراب پینے سے منع کرے تو موثر نہیں ہو گا، لیکن اسی خاص پیالے سے منع کرنا بعد میں سبب بنے گا کہ شراب پینا بالکل ترک کر دے گا یا کسی حد تک ترک کر دے گا تو منع کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۰)

تیسرے شخص میں تاثیر کے احتمال کا حکم

اگر یقین ہو کہ اس کا امر یا نہی کرنا کسی کام کے انجام دینے یا ترک کرنے والے کیلئے موثر نہیں ہے، لیکن کسی دوسرے شخص کیلئے اس صورت میں موثر ہے کہ اسے مخاطب قرار نہ دیا جائے تو واجب ہے کہ اس دوسرے شخص پر تاثیر کی نیت سے پہلے شخص کو مخاطب قرار دے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۰)

دوسرے شخص کو امر و نہی کیلئے امر

اگر یقین ہو کہ خود اس شخص کا امر کرنا موثر نہیں ہو گا، لیکن اگر ایک اور معین شخص یہ کام انجام دے تو موثر ہو گا تو اس صورت میں اگر اس معین شخص کو یہ کام سپرد کرنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ساری شرائط کے ساتھ ہو تو واجب ہے کہ اس معین شخص کو امر کرے کہ وہ منکر انجام دینے والے کو منع کرے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۰)

منع کرنے میں نہی کی تاثیر

اگر یقین ہو کہ فلاں شخص کسی حرام کام کو انجام دینا چاہتا ہے اور احتمال ہو کہ اسے اس کام سے روکنا موثر ہوگا تو نہی کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۰)

امر و نہی کے حرام پر موقوف ہونے کا حکم

اگر امر یا نہی کا موثر ہونا کسی حرام کام کے انجام دینے یا واجب کے ترک کرنے پر منحصر ہو تو اس طرح امر یا نہی کرنا جائز نہیں ہے اور واجب ساقط ہے، لیکن اگر وہ کام جس کیلئے امر یا نہی کرنا چاہتا ہو اتنی اہمیت رکھتا ہو کہ مولیٰ کسی بھی صورت میں اس کی خلاف ورزی پر راضی نہ ہو جیسے کسی نفس محترم کا قتل کیا جانا اور وہ حرام یا واجب کام جس پر امر یا نہی کا موثر ہونا متوقف ہے اتنی اہمیت نہ رکھتا ہو تو امر یا نہی کرنا واجب ہے۔ پس اگر نفس محترم کے قتل ہونے سے روکنے کی صورت میں کسی ایسے گھر میں داخل ہونا پڑے جسے غصب کیا گیا ہو یا اس قسم کا کوئی اور کام کرنا پڑے تو قتل سے روکنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۰)

مصلحت کی صورت میں برعکس امر و نہی کرنا

اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ اگر اسے منکر سے روکا جائے تو اسے مکرر انجام دیتا ہو اور اگر امر کیا جائے تو اسے ترک کرتا ہو اس صورت میں اگر کوئی اور مشکل نہ ہو تو امر کرنا واجب ہے اور اچھے کاموں کا بھی یہی حکم ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۰)

معصیت کے کم ہونے کا احتمال اور امر و نہی کا وجوب

اگر یقین یا احتمال ہو کہ امر یا نہی کرنے کے اثر سے ارتکاب گناہ کم ہو جائے گا، لیکن بالکل ختم نہیں ہوگا تو امر یا نہی کرنا واجب ہے، بلکہ اگر فقط اتنا موثر ہو کہ کسی زیادہ اہم گناہ کو ترک کر کے کم اہم کی طرف مائل ہو جائے تب بھی بعید نہیں ہے کہ واجب ہو، بلکہ اگر گناہ اتنی اہمیت رکھتا ہو کہ مولیٰ کسی بھی صورت میں اس کے ارتکاب پر راضی نہ ہو تو واجب ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۰)

یقینی مخالفت کے ترک ہونے میں تاثیر کا حکم

اگر احتمال ہو کہ اس کا منع کرنا علم اجمالی کے اطراف کے اعتبار سے مخالفت قطعیہ ترک کرنے میں موثر ہو گا، لیکن موافقت قطعیہ میں موثر نہیں ہو گا تب بھی منع کرنا واجب ہے۔[1]

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۱)

علم اجمالی کے اطراف انجام دینے میں نہی کی تاثیر کا حکم

اگر جانتا ہو کہ نہی کرنے کی صورت میں، مثلاً جو حرام تفصیلاً معلوم ہو اسے ترک کر دے گا، لیکن اس کے بدلے میں علم اجمالی کے بعض حرام اطراف کو انجام دے گا تو ظاہر یہ ہے کہ نہی کرنا واجب ہے مگر یہ کہ وہ حرام جو اجمالاً معلوم ہو اتنی اہمیت رکھتا ہو کہ مولی کسی بھی صورت میں اس کے ارتکاب پر راضی نہ ہو اور جو حرام تفصیلاً معلوم ہو اتنی اہمیت نہ رکھتا ہو تو نہی کرنا جائز نہیں ہے اور کیا ہر اہمیت وجوب کا موجب بنتی ہے؟ اس میں اشکال ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۱)

تاثیر اور عدم تاثیر کے احتمال کا حکم

اگر تاثیر کا احتمال ہو اور اس کے ساتھ یہ احتمال بھی ہو کہ بالکل بر خلاف اثر ہو گا تو ظاہر یہ ہے کہ وجوب ساقط ہو جائے گا۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۱)

تاثیر کے احتمال کی صورت میں نہی کا حکم

اگر احتمال تاثیر ہو کہ نہی کرنے کی صورت میں منکر کو دیر سے انجام دے گا، اس صورت میں اگر احتمال ہو کہ بعد میں منکر کا انجام دینا اس کیلئے ممکن نہیں ہو گا تو نہی کرنا واجب ہے، ورنہ احوط یہ ہے کہ نہی کرے، بلکہ بعید نہیں ہے کہ نہی کرنا واجب ہو۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۱)

1. علم اجمالی، موافقت قطعیہ اور مخالفت قطعیہ کے بارے میں، مزید وضاحت دریافت کرنے کیلئے صفحہ نمبر ۱۱۳، حاشیہ ۲ ملاحظہ کریں۔

نہی عن المنکر کا وجوب کفائی

اگر دو افراد کو اجمالاً معلوم ہو کہ دونوں میں سے کسی ایک کا منع کرنا موثر ہوگا اور دوسرے کا منع کرنا موثر نہیں ہوگا تو دونوں پر واجب ہے کہ منع کریں اس صورت میں اگر دونوں میں سے کوئی ایک منع کرے اور وہ موثر ہو جائے تو دوسرے پر ساقط ہے، ورنہ دوسرے پر بھی واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص ۴۳۱)

منع کرنے میں تعارض کا حکم

اگر اجمالاً معلوم ہو کہ کسی ایک کا منع کرنا موثر ہوگا اور دوسرے کا منع کرنا گناہ کی تکرار کیلئے موثر ہوگا تو منع کرنا واجب نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص ۴۳۱)

اجتماعی اعتراض کی تاثیر

جو اسلام کی آبرو و حیثیت کو ختم کر رہے ہیں اور کمزوروں کے حقوق پامال کر رہے ہیں۔۔۔ اُنہیں نہی عن المنکر کرنی چاہیے۔ غلط کام کرنے اور جرم کرنے والوں کے خلاف اگر ایک اجتماعی اعتراض کیا جائے اور اگر تمام اسلامی ممالک سے چند ہزار ٹیلی گراف ان کو کیئے جائیں کہ یہ غلط کام نہ کرو تو یقیناوہ لوگ اس کام سے ہاتھ کھینچ لیں گے۔ جب وہ اسلام کی آبرو و حیثیت کے خلاف کوئی بات کریں یا عوامی مصلحت کے برعکس کوئی قدم اُٹھائیں تو اگر پورے ملک سے، تمام قصبوں اور علاقوں سے اُن کو اس کام سے منع کیا جائے تو وہ بہت جلد پیچھے ہٹ جائیں گے۔ آپ کے خیال میں کیا وہ عقب نشینی نہیں کریں گے؟ وہ ہر گز اس کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ میں ان کو جانتا ہوں، میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ کیا ہیں! یہ لوگ بہت ہی بزدل ہیں، بہت جلد ہتھیار پھینکنے والے ہیں۔ لیکن جب وہ دیکھتے ہیں کہ ہم اُن سے بھی زیادہ نالائق ہیں تو وہ اور جری ہو جاتے ہیں۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص ۴۳۱)

علماء اور طلاب کے اعتراض کی تاثیر

جناب عالی! ہوش میں آئیں؛ نجف کو بیدار کریں؛ اعتراض کریں۔ اگر نجف سے ایک سو ٹیلی گراف کیئے جائیں تو انتہائی ادب کے ساتھ عرض ہے کہ فلاں جناب و فلاں و فلاں انتہائی ادب کے ساتھ کہیں گے کہ ان بھوکوں کو سیر کیا جائے۔ ان مسائل پر اس قدر خرچ کیا جائے۔ اس بے چاری قوم پر خرچ کیا جائے۔ ان بے چارے دیوالیہ لوگوں پر خرچ کریں کہ جن میں سے بعض ایران سے فرار کر کے یہیں زندگی گذار رہے ہیں۔ شاید دوسرے مقامات پر بھی ہوں۔ اگر ایک سو ٹیلی گراف علما کی جانب سے، فضلا کی جانب سے، طلاب کی طرف سے کیئے جائیں تو معاشرے پر اس کا اثر ہوگا، لیکن ایسا

کہاں ہو گا؟ اگر یہ لوگ اعتراض نہیں کریں گے، آخر یہ کیوں اعتراض کریں! کیونکہ ہمارا فریضہ نہیں ہے! کیا واقعاً ایسا ہی ہے؟ ہم اس ملت کی حالت کے بارے میں بیٹھیں اور باتیں کریں اور حرم امیر المومنینؑ میں جا کر ایک دعا کر دیں، کیا یہی کافی ہے؟ یا ہم ہیں کہ جو اسلام کی پناہ میں، اسلام کے بجٹ سے زندگی گذار رہے ہیں کہ جس کی ایک معمولی سی مقدار ہمیں دی جاتی ہے۔ کیا ہم اسلام کیلئے ایک قدم بھی نہیں اُٹھا سکتے؟

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۳۶۵)

بُرائیوں کے اعلان کی تاثیر

اگر اعتراض کیا جائے، التماس و تمنا کی جائے اور دوسرے اسلامی ممالک اور جو لوگ اس بیہودہ جشن[1] میں شرکت کرنا چاہتے ہیں اور خون ملت ایران میں شرکت کرنا چاہتے ہیں، اُن کو لکھا جائے کہ جناب عالی! اس جشن میں نہ جائیں۔ یہ ایک گندہ جشن ہے، اس جشن میں شرکت نہ کریں، تو شاید اس کا اثر ہو جائے۔ اسلامی ممالک سے کہیں کہ اس جشن میں شرکت نہ کریں، اس جشن میں کہ جس کو اسرائیل برپا کر رہا ہے اور جس میں اسرائیلی ماہرین کام کر رہے ہیں، شیراز کے گردونواح میں اسرائیلی ماہرین اس جشن کی بساط پھیلا رہے ہیں ایسے جشن میں نہ جائیں۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ۳۶۹)

علماء کے اتفاق کی تاثیر

اگر آج ایران، قم، مشہد، تبریز، اصفہان کے علما اور دوسرے تمام اعضائے مملکت اس بات[2] پر اعتراض کریں، ان بُرائیوں، ان جرائم، ان عیاشیوں پر اعتراض کریں کہ جو یہ لوگ انجام دے رہے ہیں تو بلا شک اس کا اثر ہو گا اور حکومتی کارندے ملت کے مقابلے میں ہتھیار ڈال دیں گے۔ ہم نے خود دیکھا ہے کہ اس مبارزے کے آغاز میں ہماری اجتماعی فعالیت اور اتحاد کی وجہ سے حکومت نے عقب نشینی اختیار کر لی تھی۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۳۷۲)

سوال ۱: موجودہ حالات میں اجنبی افراد کو امر بالمعروف کرنے کے بارے میں ہمارا فریضہ کیا ہے، چونکہ ہم نہیں جانتے کہ اثر ہو گا یا نہیں؟

ج: اثر ہونے کے احتمال اور دوسری تمام شرائط کی صورت میں، واجب ہے۔

(استفتاءات، ج ۱، ص ۴۸۲)

---

1. یہاں ۲۵۰۰ سالہ شاہی جشن مراد ہے۔

2. یہاں ۲۵۰۰ سالہ شاہی جشن مراد ہے۔

سوال ۲: میرے والد خوش اخلاق نہیں ہیں اور مغرور و خود غرض ہیں، اہل خانہ کے ساتھ ظلم کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ میں جب سے بالغ ہوا ہوں، والد کے ساتھ جنگ کی حالت میں ہوں۔ اگر اُنہیں اُسی موقع پر دوسروں کی موجودگی میں جواب دوں تو یہ ایک غلط اور ناشایستہ کام ہوگا۔ لیکن اگر تنہائی میں باپ سے بات کرتا ہوں تو وہ قبول نہیں کرتے اور کہتے ہیں: باپ کے سامنے بد تمیزی نہیں کرو۔ خلاصہ یہ کہ میں نہیں جانتا کیا کروں؟ کیا آپ صلاح جانتے ہیں کہ میں یہ باتیں کروں یا نہیں؟

ج: والدین کا احترام اور اُن کے ساتھ بات کرتے ہوئے ادب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لازمی موارد میں اگر آپ تاثیر سے مایوس ہیں تو آپ کا فریضہ ساقط ہے۔

(استفتاءات، ج۱، ص۴۸۸)

تیسری فصل

گناہ پر اصرار

گناہگار، گناہ کے تکرار کا ارادہ رکھتا ہو۔ بنا بریں، اگر معلوم ہو کہ اب گناہ ترک کر دیا ہے تو وجوب ساقط ہو جائے گا۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۱)

یقین اور اطمینان کے حصول کا حکم

اگر کسی علامت سے یہ یقین حاصل ہو جائے کہ منکر کو ترک کر چکا ہے تو واجب کے ساقط ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور یہی حکم اس صورت میں بھی ہے کہ جب اطمینان حاصل ہو جائے اور یہی حکم ہے کہ اگر بینہ (دو عادل اشخاص کی گواہی) حاصل ہو جائے کہ گناہ ترک کر چکا ہے تو اس صورت میں اگر گواہی کی دلیل حس یا حس کے قریب ہو تو بھی وجوب ساقط ہے اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب ندامت یا توبہ کا اظہار کرے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۱)

گمان و شک کے حصول کا حکم

اگر اس سے امارۂ ظنیہ حاصل ہو جائے کہ منکر کو ترک کر چکا ہے تو کیا اس صورت میں امر یا نہی کرنا واجب ہے یا نہیں؟ بعید نہیں ہے کہ واجب نہ ہو، اسی طرح اگر گناہ کے استمرار اور اس کے ترک کرنے میں شک کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ اگر یقین ہو کہ گناہ کو جاری رکھنے اور اس کے ارتکاب کا قصد رکھتا ہے اور پھر شک کرے کہ اب بھی اس کا ارادہ یہی ہے یا نہیں تو احتمال ہے کہ امر یا نہی کرنا واجب ہی ہو۔ لیکن اس میں اشکال ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۱)

معتبر دلیل کا حکم

اگر کسی معتبر طریقہ سے پتہ چلے کہ گناہ کی تکرار کرتا ہے تو منع کرنا واجب ہے، لیکن اگر معتبر نہ ہو تو اس کے واجب ہونے میں تردد ہے اور اشبہ یہ ہے کہ واجب نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۱)

گناہ پر اصرار سے مراد

گناہ کی تکرار سے مراد یہ ہے کہ دو بار گناہ کا مرتکب ہوا اگرچہ ایک دفعہ ہی کیوں نہ ہو، نہ یہ کہ ہمیشہ گناہ کا مرتکب ہو۔ بنابریں، اگر ایک دفعہ کوئی نشہ آور چیز پیئے اور قصد کرے کہ فقط ایک دفعہ اور پیئے گا تو نہی کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۲)

گناہ سے توبہ کا واجب ہونا

گناہ سے توبہ کرنا واجبات میں سے ہے۔ بنابریں، اگر حرام کا مرتکب ہو یا کسی واجب کو ترک کر دے تو فوراً توبہ کرنا واجب ہے اور اگر معلوم نہ ہو کہ توبہ کی ہے تو گناہگار کو توبہ کرنے کیلئے امر کرنا واجب ہے اور اگر شک کرے کہ توبہ کی ہے یا نہیں تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور یہ وجوب دوسرے گناہوں کیلئے امر و نہی کرنے کے علاوہ ہے۔ لہٰذا اگر شک کرے کہ گناہ کی تکرار کرتا ہے یا نہیں اور پھر یقین حاصل ہو جائے کہ نہیں کرتا تو اسے گناہ سے روکنا کرنا واجب نہیں، لیکن توبہ ترک کرنے سے نہی کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۲)

آئندہ منکر کے ارتکاب سے نہی

اگر کسی شخص کے حال سے یقین یا اطمینان حاصل ہو یا کسی معتبر طریقے سے ظاہر ہو جائے کہ یہ شخص کسی ایسے گناہ کا مرتکب ہونا چاہتا ہے جسے اس سے پہلے انجام نہیں دیا تھا تو ظاہر یہ ہے کہ نہی کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۲)

عدم تسلسل پر وجوب کا ساقط ہو جانا

منع کرنے کے واجب نہ ہونے کیلئے اس کی ندامت اور توبہ کا ظاہر ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ اگر یقین یا اس کے مانند کوئی اور چیز ہو کہ گناہ کی تکرار نہیں کرتا تو اس صورت میں بھی منع کرنا واجب نہیں ہے، اگرچہ معلوم ہو کہ اپنے کام سے پشیمان بھی نہیں ہے اور یہ بتایا جاچکا ہے کہ توبہ کرنے کیلئے امر کا واجب ہونا اور مرتکب ہونے والے گناہ سے نہی کرنے کا واجب ہونا دو علیحدہ چیزیں ہیں۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۲)

فاعل کی ناتوانی کی صورت میں وجوب کا سقوط

اگر یقین ہو کہ وہ (گناہ کرنے سے) عاجز ہے یا کسی معتبر طریقے سے جان لے کہ وہ واقعاً گناہ کے اصرار پر قدرت نہیں رکھتا اور یہ بھی جانتا ہو کہ وہ شخص چونکہ اپنے عجز سے آگاہ نہیں ہے اس لئے دوبارہ گناہ انجام دیتا چاہتا ہے اس صورت میں جس گناہ کے انجام دینے سے عاجز ہو اس سے نہی کرنا واجب نہیں ہے اگرچہ توبہ ترک کرنے سے نہی کرنا واجب ہے اور اسی طرح اگر ارادہ گناہ کی حرمت کے قائل ہوں تو اس سے نہی کرنا بھی واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۲)

مستقبل میں قدرت کے وجود کی صورت میں نہی کا وجوب

اگر کسی حرام کو انجام دینے سے عاجز ہو، لیکن عزم کیا ہو کہ اگر قدرت حاصل ہو جائے تو اسے انجام دے گا تو اس صورت میں اگر معلوم ہو جائے اگرچہ کسی معتبر طریقے سے ہی کیوں نہ ہو کہ اب انجام دے سکتا ہے تو ظاہر یہ ہے کہ منع کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۲)

فاعل کی ناتوانی کا یقین ہونے کی صورت میں منع کرنے کا حکم

اگر کوئی شخص سمجھتا ہو کہ گناہ کو جاری رکھنے سے عاجز ہے، لیکن واقعاً عاجز نہ ہو اور وہ جانتا ہو کہ اگر اسے اپنی قدرت کا اندازہ ہو گیا تو گناہ کا مرتکب ہو جائے گا تو اس صورت میں اگر اسے معلوم ہو جائے کہ اب وہ شخص سمجھ چکا ہے کہ عاجز نہیں ہے تو ظاہر یہ ہے کہ اس طرح منع کرنا واجب ہے کہ اسے اپنی غلط فہمی کا اندازہ نہ ہو، لیکن اگر مکلف کو یہ معلوم نہ ہو تو نہی کرنا واجب نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۲)

غیر معین فرد کی نسبت نہی کا حکم

اگر اجمالاً جانتا ہو کہ دو یا چند افراد میں سے کوئی ایک گناہ کو تکرار کرتا ہے تو ظاہراً واجب یہ ہے کہ ایسے عنوان سے خطاب کرے جو اس شخص پر بھی لاگو ہو، مثلاً کہے کہ جو شخص شراب پیتا ہو وہ اسے ترک کر دے سب کو یا بعض مخصوص افراد کو نہی کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ جائز نہیں ہے۔ لیکن ایسے عنوان سے خطاب کرنے سے جو گناہگار پر منطبق ہو سب افراد کی بے عزتی ہوتی ہو تو ظاہر یہ ہے کہ نہی کرنا واجب، بلکہ جائز نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۲)

اہم موضوع کی نسبت نہی کا حکم

اگر یقین ہو کہ کسی حرام کا مرتکب ہوا ہے یا کوئی واجب ترک کیا ہے اور یہ نہ جانتا ہو کہ مخصوصاً کون سا کام ہے تو اسی طرح مبہم طور پر منع کرنا واجب ہے اور اگر اجمالاً جانتا ہو کہ یا اس شخص نے کوئی حرام کام انجام دیا ہے یا کوئی واجب ترک کیا ہے تو اسی طرح اجمالاً یا بطور مبہم منع کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۳)

چوتھی فصل

منع کرنے میں کوئی مفسدہ نہ ہو

ضرر کے یقین اور گمان کی صورت میں وجوب کا ساقط ہونا

اگر یقین یا گمان ہو کہ منع کرنے کی صورت میں اس کی یا اس سے متعلقہ افراد، مثلاً رشتہ داروں، دوسرے ساتھیوں میں سے کسی کی جان، عزت یا قابل اعتنا مال کو خطرہ لاحق ہو گا تو اس صورت میں منع کرنا واجب نہیں رہتا، بلکہ اگر ایسا احتمال ہو کہ جو عقلا کی رائے میں معتبر ہے تو اس صورت میں بھی واجب نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ اس حکم میں دوسرے مومنین بھی متعلقہ افراد سے ملحق ہیں۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۳)

حال اور مستقبل کے ضرر میں فرق نہ ہونا

ضرر ہونے میں فرق نہیں کہ یہ ضرر بالفعل ہو یا مستقبل میں ہو۔ بنا بریں، اگر خدشہ ہو کہ یہ ضرر مستقبل میں اسے یا کسی امور کیلئے پیش آئے گا تو وجوب ساقط ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۳)

مشقت کی صورت میں امر و نہی کا حکم

اگر یقین یا گمان یا قابل اعتنا احتمال کی وجہ سے ڈرے کہ اس کا منع کرنا خود اس کیلئے یا اس سے وابستہ افراد میں سے کسی کیلئے مشقت اور سختی کا باعث ہو گا تو منع کرنا واجب نہیں ہے اور بعید نہیں ہے کہ باقی مؤمنین بھی اس حکم میں متعلقہ افراد میں داخل ہوں۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۳)

جان ومال اور آبرو کے خوف کی صورت میں عدم وجوب

اگر خود شخص کی جان یا عزت یا باقی مؤمنین کی جان اور عزت کیلئے خطرہ ہو تو منع کرنا حرام ہے اور مؤمنین کے قابل اعتنا مال کیلئے خطرہ ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے، لیکن اگر اس کے اپنے مال کیلئے خطرہ ہو یا یقین ہو کہ اس کے مال کا نقصان ہو گا تو اس صورت میں اگر اس پر مشقت اور سختی کا باعث نہ بنے تو ظاہر یہ ہے کہ حرام نہیں ہے، لیکن اگر سختی و حرج کا باعث بنے تو حرام ہونا بعید نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۳)

امر و نہی میں مال خرچ کرنے کا حکم

اگر کسی واجب پر عمل کروانا یا کسی منکر کو نابود کرنا قابل اعتنا مال کے خرچ کرنے پر متوقف ہو تو مال خرچ کرنا واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر مشقت اور سختی کا باعث نہ بنے تو خرچ کرنا اچھا ہے ورنہ بعید نہیں ہے کہ جائز نہ ہو، لیکن اگر کوئی ایسا مسئلہ ہو کہ شارع مقدس کے نزدیک بہت اہمیت رکھتا ہو اور وہ کسی بھی صورت میں اس کی مخالفت پہر راضی نہ ہو تو قابل اعتنا مال کو خرچ کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۳)

منکرات کے خاتمے اور معروف کے قیام کیلئے حکومتی عہدوں کا حاصل کرنا

اگر بعض علما کا حکومت میں داخل ہونا، مثلاً بعض حکومتی عہدوں کو حاصل کرنا کسی واجب یا واجبات کے برقرار کرنے یا کسی منکر یا بعض منکرات کو نابود کرنے کا باعث بنے اور اس سے زیادہ اہم کوئی مانع نہ ہو، مثلاً علم اور علما کی بے عزتی ہونا اور ضعیف الاعتقاد افراد کا منحرف ہونا تو واجب کفائی ہے کہ یہ کام انجام دیں۔ البتہ یہ کام بعض معین افراد اپنی خصوصیات کی وجہ سے انجام دے سکتے ہیں، اس لئے ان پر واجب عینی یہ ہے کہ یہ کام خود انجام دیں۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۵)

حکومتی دینی اداروں میں داخلہ لینے کا حکم

طلاب علوم دینی کیلئے ان مراکز میں داخلہ لینا جائز نہیں ہے کہ جنہیں حکومت نے دینی مرکز کے نام پر بنایا ہے جیسے وہ قدیمی مدارس کہ جن پر حکومت نے قبضہ کر رکھا ہے اور اس میں طلاب کیلئے اوقاف میں سے وظیفہ مقرر کیا ہے، جبکہ ان مدارس کا وظیفہ قبول کرنا جائز نہیں ہے چاہے وہ مشترکہ

فنڈ میں سے ہو یا خود مدرسہ کے موقوفات میں سے یا ان کے علاوہ کسی اور جگہ سے ہو، کیونکہ اس میں ایک عظیم مفسدہ پایا جاتا ہے کہ جس سے اسلام کو خطرہ لاحق ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۵)

حکومتی مدارس کی ذمہ داری قبول کرنے کی حرمت

علما اور آئمہ جماعت کیلئے جائز نہیں ہے کہ حکومت کی طرف سے کسی دینی مدرسہ کی ذمہ داری قبول کریں اور اس حکم میں کوئی فرق نہیں ہے کہ ان کا اور طلاب کا خرچہ کسی مشترک فنڈ کے ذریعے دیا جائے یا خود مدرسہ کے موقوفات یا کسی اور ذریعے سے اور یہ حکم اس عظیم خطرہ کی وجہ سے ہے جو مستقبل قریب میں حوزہ ہائے علمیہ کو لاحق ہو گا۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۵)

حکومتی دینی مدارس میں طلاب کے داخلہ لینے کی حرمت

طلاب علوم دینی کیلئے ایسے مدارس میں داخلہ لینا جائز نہیں ہے جن کی ذمہ داری ظالم حکومت کی طرف سے یا اس کے اشارہ پر بعض ایسے افراد کے ہاتھوں میں ہو جنہوں نے علم اور دین کا بھیس بدلا ہوا ہو چاہے ان مدارس حکومت نے معین کیا ہو یا اس مدرسہ کے پرنسپل نے اور یہ طریقہ کار دینی بھی ہو اور یہ حکم اس عظیم مفسدہ کا ہے جو مستقبل میں اسلام اور حوزہ ہائے دینیہ کو پیش آئے گا۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۶)

محتملہ موارد میں احتیاط کی ضرورت

اگر بعض قرائن سے معلوم ہو کہ کسی دینی ادارے کے بنانے یا اس کا خرچ دینے میں اگرچہ بعض وجہ سے طریقہ کار واسطوں کے ذریعے ہی ہو ظالم حکومت کا ہاتھ ہے تو عالم دین کیلئے اس کی ذمہ داری قبول کرنا اور طلاب کیلئے اس میں داخلہ لینا جائز نہیں ہے اور اس کا وظیفہ لینا بھی جائز نہیں ہے، بلکہ اگر قابل اعتنا احتمال ہو تو اس صورت میں بھی اجتناب واجب ہے، کیونکہ جس امر کا احتمال ہے وہ شریعت میں بہت اہمیت رکھتا ہے اور اس قسم کے مسائل میں احتیاط واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۵)

حکومتی دینی مدارس کے عہدیدار کا عادل نہ ہونا

ان مراکز کا عہدیدار اور جوان میں داخلہ لیتا ہے وہ عادل نہ ہونے کے حکم میں ہوگا اور مسلمانوں کیلئے جائز نہیں ہے کہ جن امور میں عادل ہونا ضروری ہے ان میں اس پر عدالت کے احکامات جاری کریں جیسے نماز باجماعت میں اقتدا کرنا طلاق کیلئے گواہی دینا یا اس کے علاوہ امور جن میں عدالت معتبر ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص ۴۳۶)

سہم امام و سہم سادات کا جائز نہ ہونا

ایسے افراد کیلئے سہم امامؑ اور سہم سادات لینا جائز نہیں ہے اور جب تک یہ افراد ایسے اداروں میں ہوں اور انھیں ترک کر کے توبہ نہ کریں تو اس وقت تک مسلمانوں کیلئے ایسے افراد کو ان دو سہموں میں سے دینا جائز نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۶)

عذر اور بہانہ تراشی کا صحیح نہ ہونا

علم و دین سے منسوب بعض افراد اس قسم کے اداروں میں ذمہ داریاں قبول کرنے کیلئے جو عذر پیش کرتے ہیں وہ قابل قبول نہیں ہے اگرچہ عذر سادہ لوح اور غافل افراد کیلئے قابل قبول ہو۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص ۴۳۶)

آمر و ناہی کیلئے عدالت کی شرط نہ ہونا

امر و نہی کرنے والے کیلئے عادل ہونا یا جس کام کیلئے امر کر رہا ہو اس پر عمل کرنا یا جس کام کی نہی کر رہا ہو اسے ترک کرنا شرط نہیں ہے، لہذا اگر کسی واجب کو ترک کرتا ہو اور تمام شرائط موجود ہوں تو جس طرح اس واجب پر عمل کرنا واجب ہے، اسی طرح امر کرنا بھی واجب ہے اور اگر کوئی حرام کو انجام دیتا ہو تو گناہ کے ارتکاب سے منع کرنا واجب ہے، جیسا کہ اس پر گناہ کا مرتکب ہونا حرام ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص ۴۳۶)

بچے اور دیوانے کو امر و نہی کا حکم

بچے کو امر اور نہی کرنا واجب نہیں ہے، اگرچہ بچہ ممیز اور بلوغ کے نزدیک ہو اور غیر مکلف جیسے بچہ اور مجنوں کو بھی امر و نہی کرنا واجب نہیں ہے، لیکن اگر منکر ایسے امور میں سے ہو جن کے انجام پانے پر مولیٰ کسی بھی صورت راضی نہ ہو تو مکلف پر واجب ہے کہ غیر مکلف کو بھی اس کے انجام دینے سے روکے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۶)

معذور کو امر و نہی کا حکم

وہ شخص جو حرام کا مرتکب ہو رہا ہو یا کسی واجب کو ترک کر رہا ہوں اگر اس کام میں شرعاً یا عقلاً معذور ہو تو اس شخص کو منع کرنا واجب، بلکہ جائز بھی نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۶)

احکام اسلام کی ہتک کی صورت میں امر و نہی کا حکم

اگر احتمال ہو کہ حرام کا ارتکاب یا واجب کا ترک کرنے والا کسی عذر کی وجہ سے یہ کام کر رہا ہو تو اسے منع کرنا واجب نہیں، بلکہ اس میں اشکال ہے۔ بنابریں، اگر احتمال ہو کہ رمضان کے مہینے میں روزہ نہ رکھنے والا مسافر ہے تو منع کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ اس میں اشکال ہے۔ البتہ اگر اس کا یہ کام کھلے عام انجام دیا جانا احکام اسلام کی بے احترامی کا باعث بنے یا اس بات کا باعث بنے کہ لوگ حرام کاموں کے ارتکاب کی جرأت کریں تو اس وجہ سے نہی کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۶)

موضوع یا حکم سے جاہل کو امر و نہی کا حکم

اگر حرام کا ارتکاب یا واجب کا ترک کرنے والا اس کام کو جائز سمجھتا ہو اور غلطی کر رہا ہو تو اس صورت میں اگر یہ غلطی شبہۂ موضوعیہ کی وجہ سے ہو تو اس کے جہل کو ختم کرنا اور منع کرنا واجب نہیں ہے اور اگر یہ غلطی حکم سے جاہل ہونے کی وجہ سے ہو تو اس صورت میں اگر وہ شخص خود مجتہد ہو یا کسی ایسے مجتہد کی تقلید کرتا ہو جو اس غلط حکم کا قائل ہو تو اس شخص کی جہالت کو دور کرنا اور صحیح حکم بتانا واجب نہیں ہے، لیکن اگر اس حکم سے جاہل ہو

جس پر عمل کرنا اس کا فریضہ ہو تو اس کی جہالت کو دور کرنا اور حکم واقعی بتانا واجب ہے اور اسے منع کرنا بھی واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۶)

اہم موارد میں سکوت اختیار کرنے کا حکم

معروف و منکر کے تبدیل ہو جانے کی صورت میں خاموشی کا حکم

اگر علماء دین اور مذہبی رہبروں کے خاموش رہنے کی صورت میں اس بات کا خوف ہو کہ منکر معروف یا معروف منکر بن جائے گا تو ان پر اپنے علم کو ظاہر کرنا واجب ہے اگرچہ یقین ہو کہ ان کا منع کرنا منکر انجام دینے والے پر موثر نہیں ہوگا تو بھی خاموش رہنا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی ایسا مسئلہ ہو کہ جو شارع مقدس کی نظر میں بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہو تو نقصان اور مشقت کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۴)

ظالم کی تقویت کی صورت میں خاموشی کی حرمت

اگر علماء دین اور مذہبی رہبروں (اعلی اللہ کلمتہم) کا خاموش رہنا ظالم کی تقویت اور اس کی تائید کا سبب بنے (نعوذ باللہ) تو ان کا خاموش رہنا حرام ہے اور اپنے علم کو ظاہر واجب ہے اگرچہ ظلم کے برطرف ہونے میں موثر نہ ہو۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۴)

ظالموں کے جری ہو جانے کی صورت میں خاموشی کی حرمت

اگر علماء دین اور مذہبی رہبروں کا خاموش رہنا اس بات کا باعث بنے کہ ظالمین دوسرے محرمات کو انجام دینے کی جرأت کریں یا بدعتیں ایجاد کریں تو ان پر خاموش رہنا حرام ہے اور ان پر منع کرنا واجب ہے اگرچہ اس حرام سے روکنے میں موثر نہ ہو جس کا مرتکب ہو رہا ہو۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۴)

بدگمانی پیدا ہونے کی صورت میں نہی کا واجب ہو جانا

اگر علماء دین اور مذہبی رہبروں کا خاموش رہنا اس بات کا باعث بنے کہ لوگ ان سے بدگمان ہو جائیں اور ان کی بے عزتی کریں اور ان کی طرف ایسی چیزوں کی نسبت دیں جو صحیح نہ ہوں اور یہ نسبت ان کی طرف جائز نہ ہو جیسے انھیں (نعوذباللہ) ظالموں کا آلہ کار کہا جائے تو ان پر واجب ہے کہ اپنے مقام سے اس بے عزتی کو دور کرنے کیلئے منع کریں، اگرچہ ظلم کو برطرف کرنے میں موثر نہ ہو۔

(تحریرالوسیلہ، ج۱، ص۴۳۵)

ملکی حالت کے بارے میں خاموشی

یہ ہمارے تیل کی حالت، یہ ہماری مملکت کی کرنسی کی حالت، یہ ہمارے ہوائی اداروں کی حالت، یہ ہمارے وزیروں کی حالت اور یہ ہم سب کی حالت! کیا پھر بھی ہم خاموش رہیں! کوئی بات نہ کریں! بات تک نہ کریں! گریہ بھی نہ کریں! ہمارے گھروں کو تباہ کیا جارہا ہے اور ہم آہ بھی نہ کریں!

(صحیفہ امام، ج۱، ص۲۱۳)

تقیّہ کی حرمت

حضرت عالی متوجہ ہیں کہ ہمارے اسلامی اُصول خطرے میں ہیں، قرآن اور مذہب خطرے میں ہے، اس احتمال کے ساتھ تقیہ حرام ہے اور حقائق کا اظہار کرنا واجب ہے {ولو بلغ ما بلغ}۔

(صحیفہ امام، ج۱، ۱۷۸)

جابر نظام کے مقابلے میں خاموشی ننگ ہے

اے ملت مسلمان! میں نے بارہا آپ کو خطرے سے آگاہ کیا ہے اور اب بھی کر رہا ہوں۔ اسلام اور علمائے اسلام خطرے میں ہیں۔ جبار اور فاسد نظام کے سامنے خاموشی، ملت اسلام کیلئے ننگ ہے۔ قوی ترین اسلامی منطق کے ساتھ بُرائیوں کو بیان کریں، قانون کی خلاف ورزیوں کو بر ملا کریں، اعتراض کریں اور اشتہارات شائع کریں۔ اپنی آواز اسلامی ممالک تک پہنچائیں پوری دنیا کو ان لوگوں کے غیر انسانی کاموں سے آگاہ کریں۔

(صحیفہ امام، ج۱، ص۲۰۰)

خاموشی، نسلوں کی تباہی کا سبب

آج مسلمان، خصوصاً علمائے کرام خداوند تبارک وتعالٰی کے سامنے جوابدہ ہیں۔ ہمارے سکوت اور خاموشی کی وجہ سے ہماری آئندہ نسلیں تاابد کفر وگمراہی کے خطرے سے دوچار ہیں اور اس کے ذمہ دار ہم ہیں۔ اسرائیل اور اُس کے بے شرم کارندوں کا خطرہ اسلام اور ایران کے زوال ونابودی کا باعث بن رہا ہے۔ میں چند روزہ ذلت آمیز زندگی کو کسی قسم کی قدر ومنزلت کی نظر سے نہیں دیکھتا اور علمائے اسلام اور مسلمانوں کے تمام طبقات سے

توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنی کوششوں سے قرآن اور اسلام کو موجودہ خطرے سے نجات دلائیں۔

(صحیفہ امام، ج۱، ص۲۲۱)

خاموشی، جابر و ظالم نظام کی تائید ہے

ان دنوں سکوت اختیار کرنا ظالم و جابر نظام کی تائید اور دشمنان اسلام کی مدد ہے، اس چیز کے نتائج اور خدا کے غضب سے ڈریں۔ اگر آپ لوگوں کی خاموشی کی وجہ سے اسلام کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو آپ خداوند متعال اور مسلمانوں کے سامنے جوابدہ ہیں: {اذا ظهرت البدع فللعالم ان يظهر علمه والا فعليه لعنة الله}۔[1]

(صحیفہ امام، ج۱، ص۲۲۹)

کیپیٹلائزیشن کے مقابلے میں خاموشی گناہ ہے

جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں خاموش رہنا چاہیے، کیا یہاں بھی خاموش رہنا چاہیے؟ ہمیں فروخت کیا جارہا ہے پھر بھی ہم خاموش رہیں؟ ہمارے قرآن کو فروخت کیا جارہا ہے، کیا پھر بھی ہم خاموش رہیں؟ جو اس وقت آواز بلند نہیں کرتا، خدا کی قسم وہ گناہگار ہے جو خاموش ہے۔ خدا کی قسم وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہورہا ہے۔

(صحیفہ امام، ج۱، ص۴۲۰)

خاموشی کی وجہ سے غلطیوں کی تائید

اگر علمائے ایران ایک ساتھ اعتراض کریں تو (کیا) سب کو پکڑلیں گے؟! (کیا) ایران کے سب علماء کو گرفتار کرلیں گے اور پھانسی پر لٹکادیں گے یا جلاوطن کردیں گے؟! اگر پورے ایران سے علمائے ایران کہ جن کی تعداد کم از کم ڈیڑھ لاکھ ہے اور ایران میں اس قدر عالم، مرجع، حجت الاسلام اور آیت اللہ و صاحب عمامہ افراد ہیں، اگر یہ سب اعتراض کریں اور مہر سکوت کو توڑدیں اور اُن کی جس خاموشی کی وجہ سے (غلط کاموں کی جو تائید ہورہی ہے) اس خاموشی کو توڑدیں تو اُن سب کو ختم کرسکتے ہیں۔

---

1. جب بدعتیں ظاہر ہونے لگیں تو عالم دین پر واجب ہے کہ وہ اپنا علم ظاہر کرے ورنہ اُس پر خدا کی لعنت ہوگی۔

اُصول کافی، ج۱، ص۵۴، کتاب فضل العلم، باب البدع، حدیث ۲۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۳۶۷)

حق تعالیٰ اور قوم کے سامنے ناقابل بخشش عذر

آج اس شجاع قوم نے اپنے راستے پر چل کر بہانہ جو افراد کے بہانے ختم کر دیئے ہیں اور بہانے اور عذر کا راستہ بند کر دیا ہے۔ یہ بہانے اور عذر قوم قبول نہیں کرتی اور خداوند متعال کی بارگاہ میں بھی یہ بہانے قابل قبول نہیں ہیں۔ کیا جو لوگ بہانے بناتے ہیں اور سکوت کی مہر توڑنے کیلئے تیار نہیں ہیں اور اپنے سکوت کے ذریعے توجیہ کرتے ہیں، یہ لوگ جان لیں کہ کیا تبدیلیاں آنے والی ہیں۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۳۷۹)

مصلحت اسلام کے خلاف، خاموشی

اس ظالم (پہلوی) کے سامنے خاموشی اور ان جرائم و مظالم کے مقابلے میں سرد مہری اسلام کے مصالح عالیہ کے خلاف ہے اور انبیائے کرام اور ائمہ طاہرین (ع) کی سیرت کے خلاف ہے۔ آج جو بھی بات اس عزیز ملت کو اپنے اصلی راستے سے ہٹانے کا موجب بنتی ہے، وہ ایک شیطانی بات ہے اور شیاطین کے منصوبے کے تحت کی جاتی ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۴۴۳)

تحریک کے موجودہ حالات میں خاموشی کی حرمت

میں پہلے کی طرح اپنے ارادے پر ڈٹا ہوا ہوں اور ملت ایران کو بھی اپنے ارادے پر باقی رہنا چاہیے۔ قوم کے کسی بھی فرد کیلئے جائز نہیں کہ وہ ان حساس حالات میں کہ جب موت و حیات کا مسئلہ سامنے آچکا ہے پیچھے ہٹ جائے اور خاموشی اختیار کر لے۔ اے ملت ایران! اپنی اس تحریک کو جاری رکھو، چونکہ قدرت خدا تمہارے ساتھ ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۶، ص ۴)

قرآن کی بے حرمتی کے مقابلے میں سکوت کی حرمت

آپ حضرات کہ جو نہی عن المنکر کو واجب جانتے ہیں کہ جو واجب ہے اور ضروریات اسلام میں سے ہے، آخر آپ اپنے دوستوں کو منع کیوں نہیں کرتے کہ وہ اسلام کے مخالف حکم نہ دیں اور اسلام کے خلاف دعوت نہ دیں؟ کیا مراجع اسلام اور اسلامی علاقوں کے علمائے دین یہ باتیں سنتے رہیں

اور اس کے بارے میں کوئی بات تک نہ کریں؟ قرآن کریم کی بے حرمتی کے مقابلے میں خاموش رہیں؟ کیا وہ اس شخص کے مقابلے میں خاموش رہیں کہ جو ایک ایسے ضروری اسلامی حکم کو، غیر اسلامی قرار دے رہا ہے جو خداوند تبارک و تعالی کی کتاب میں ذکر شدہ ہے۔

(صحیفہ امام، ج ا، ص ۴۵۹)

اہم موارد میں فداکاری اور نقصان برداشت کرنا

اہم موارد میں جان و مال کا ایثار واجب ہے

اگر معروف یا منکر ان اُمور میں سے ہو جو شارع مقدس کی نظر میں بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہوں، مثلاً کسی مسلمان قبیلے کے افراد کی جان بچانا یا ان کی ہتک عزت کا احترام کرنا یا آثار اسلام کو نابود کرنا یا اسلام کے بر حق ہونے کی دلیلوں کو نابود کرنا کہ جو مسلمانوں کی گمراہی کا سبب بنے یا اسلام کے بعض شعائر مثلاً خانہ کعبہ کو اس طرح نابود کرنا کہ اس کی نشانیوں اور اس کی جگہ کا پتہ نہ چلے اور اسی قسم کے دوسرے کام تو اس قسم کے مسائل میں اہمیت کو مد نظر رکھنا ضروری ہے، لہذا کسی بھی قسم کے نقصان اگرچہ جان ہی کا کیوں نہ ہو یا کسی اور مشقت کی وجہ سے فریضہ ساقط نہیں ہوگا۔ بنابریں، اگر اسلام کی ایسی دلیلوں کی حفاظت کرنا جن سے گمرائی دور ہو جاتی ہو کسی ایسے شخص یا اشخاص کی جان دینے پر موقوف ہو تو ظاہر یہ ہے کہ جان دینا واجب ہے چہ جائیکہ نقصان یا مشقت جان دینے سے کم ہو۔

(تحریر الوسیلہ، ج ا، ص ۴۳۴)

بدعت کے ظاہر ہونے پر علما کا فریضہ

اگر اسلام میں کوئی بدعت داخل ہو جائے اور علمائے دین اور مذہبی قائدین کا خاموش رہنا اسلام کی توہین اور مسلمانوں کے عقائد کے ضعیف ہونے کا سبب بنے تو ان پر واجب ہے کہ ہر ممکن طریقے سے منع کریں چاہے ان کا منع کرنا منکر کے نابود ہونے میں موثر ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح اگر برائیوں کے مقابلے میں ان کا خاموش رہنا اس اسلام کی ہتک یا کمزوری کا باعث بنے تو اس کا حکم بھی یہی ہے اور اس صورت میں نقصان اور مشقت کے بجائے اہمیت کو مد نظر رکھا جائے گا۔

(تحریر الوسیلہ، ج ا، ص ۴۳۴)

امر بالمعروف میں سختی

اس ظالم و جابر حکومت نے خیال کرر کھا ہے کہ وہ اپنے ان غیر انسانی اعمال اور زور وطاقت کے ذریعے ہمیں اپنے مقصد سے ہٹادے گا کہ جو ظلم و ستم، خود سری اور قانون شکنی کی روک تھام اور اسلامی و قومی حقوق کی حفاظت اور عدالت کا قیام ہے کہ یہی اسلام کا سب سے بڑا مقصد ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۱، ص ۱۹۸)

اسلام کیلئے امام حسینؑ کا ایثار

سید الشہداء(ع) نے اپنی (زندگی کے) تمام مادی پہلوئوں کو خطرے میں ڈال کر ان کو قربان کر دیا تھا۔ اگر امامؑ کی سوچ یہ ہوتی کہ تمام کام اپنے لئے انجام دیئے جائیں اور ذاتی فائدہ اُٹھایا جائے تو قصہ ہی ختم ہو جاتا اور حکومت وقت خدا سے اور کیا چاہتی کہ امام حسین (ع) اُس کی بیعت کر لیں اور اُن کی حکومت سے راضی ہو جائیں۔ اس سے بہتر اور کیا تھا کہ فرزند رسول ﷺ اور اپنے وقت کا امامؑ اُنہیں "امیر المومنین" کہے اور اُن کی حکومت کو قانونی حیثیت دیدے۔ لیکن امامؑ اسلام اور مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں فکر مند تھے، چونکہ مستقبل میں انسانیت کے درمیان اسلام کی نشر واشاعت اُنہی کے جہاد اور ایثار کی وجہ سے ہونی ہے اور معاشرے میں اس کا سیاسی واجتماعی نظام برقرار ہونا ہے۔ اس لئے امامؑ نے اُن کی مخالفت کی اور اُن کے خلاف مبارزہ وجہاد کیا اور ایثار و فداکاری کی۔

(ولایت فقیہ، ص ۱۲۳)

عظمت اسلام کیلئے فداکاری کی ضرورت

آپ کو عظمت اسلام کیلئے ایثار کرنا چاہیے، اس میں سب سے اہم چیز اُس کی معنوی عظمت ہے تاکہ الٰہی حکومت کے سایہ میں تمام طبقات رفاہ وآسائش کی زندگی گذاریں۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۳۴۷)

توحید کے پرچم کے سائے میں ایثار کی ضرورت

بیدار ہو جائو اور سوئے ہوئے افراد کو بیدار کرو۔ زندہ ہو جائو اور مردہ (دلوں) کو حیات عطا کرو اور پرچم توحید کے سائے میں سرخ وسفید استعمار اور ریاکار اور بے ارزش افراد کی بساط لپیٹنے کیلئے ایثار کرو۔ اُن کے اِن بے شرف و بے حیثیت غلاموں کو کوڑے کرکٹ کی مانند اسلامی مملکت سے

نکال دو کہ جو تیل کی دولت کھا رہے ہیں اور ان کے قبرستان میں جلائے گئے چراغوں کی مانند ہیں نا قابل اختتام جشنوں سے دور رہو۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۴۹۱)

حکومت عدل کے قیام کیلئے ایثار

ایران کے مسلمان عوام نے نماز عید کے بعد ایک اور عبادت انجام دی ہے اور وہ ہے اسلام کی حکومت عدل قائم کرنے کیلئے جابر اور لوٹ مار کرنے والی حکومت کے خلاف ظلم شکن نعرے بلند کرنا، چونکہ اس سلسلے میں سعی و کوشش بھی عظیم ترین عبادت ہے اور اس راستے میں ایثار و قربانی، انبیائے الٰہی (ع) خصوصاً نبی اکرم ﷺ اور اُن کے عظیم وصی امیر المومنین (ع) کی سیرت ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۴۵۴)

اسلامی قوانین کی حفاظت کیلئے مسلحانہ قیام کا جائز ہونا

ہمیں اُمید ہے کہ شاہ اسی تحریک کے ساتھ ختم ہو جائے گا اور وہ اپنی زندگی کو مزید جاری نہیں رکھ سکے گا، چونکہ یہ تحریک پورے ایران میں پھیل چکی ہے اور حکومتی کارکن اور ملازمین ایک ایک کرکے ہڑتالیں کر رہے ہیں اور حکومتی اداروں کو معطل اور ناکارہ کر رہے ہیں۔ لیکن اگر مسلحانہ قیام کی ضرورت پڑی تو ممکن ہے ہم اس بارے میں تجدید نظر کریں، چونکہ اسلام ضرورت کے وقت اسلام وملت کی مصلحت کی خاطر اپنے موقع و محل اور تقاضوں کے مطابق مسلحانہ قیام کی اجازت دیتا ہے اور یہ خون ریزی اسلامی قوانین، ملت کی مصلحت اور راہ اسلام کی حفاظت کیلئے ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۴، ص ۳۵۴)

احقاق حق کیلئے ایثار و قربانی

یہ شاہ ہے کہ جو اُن کے قتل کا حکم دے رہا ہے، وہ لوگ تو اپنا حق حاصل کرنا چاہتے ہیں اور مسالمت بھی کر رہے ہیں، چونکہ احقاق حق کیلئے یہ ایک ضروری چیز ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۵، ص ۱۴۷)

اقامہ عدل، ہمارا فریضہ ہے

آج وہ دن نہیں کہ آپ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ جائیں اور کہیں میرا فریضہ تو یہ ہے کہ میں، مثلاً اپنی دکان پر چلا جاؤں یا مسجد میں بیٹھ جاؤں یا محراب میں بیٹھ جاؤں۔ نہ آج وہ دن نہیں۔ اگر آج بھی وہی دن ہوتا تو میں ابھی قم میں ہوتا اور اپنے درس و بحث میں مصروف ہوتا اور اساتذہ سے استفادہ

کر رہا ہوتا۔ لیکن آج وہ دن نہیں۔ آج بات بہت ہی اہم ہو چکی ہے، ایسی اہم کے جس کیلئے جان قربان کرنی چاہیے۔ یہ وہی اہم بات ہے کہ جس کیلئے سید الشہدا(ع) نے اپنی جان قربان کی ہے۔ یہ وہی اہم بات ہے کہ جس کیلئے پیغمبر اسلامؐ نے تیئیس سال محنت کی ہے۔ یہ وہی اہم چیز ہے کہ جس کیلئے حضرت امیرؑ نے اٹھارہ ماہ تک معاویہ کے ساتھ جنگ کی ہے۔ جبکہ معاویہ اسلام کا دعویٰ کر رہا تھا۔ اُس کے ساتھ جنگ کیوں تھی؟ چونکہ وہ ایک جائر بادشاہ تھا، چونکہ اُس کا نظام جائرانہ تھا۔ لہذا اُسے ختم کر دینا چاہیے تھا۔ اس سلسلے میں حضرتؑ کے بہت سے بزرگوار اصحاب قتل ہوئے ہیں، اسی طرح اس قدر اُس (معاویہ) کے لوگ بھی قتل ہوئے ہیں، یہ سب کس لئے تھا؟ یہ سب اقامہ حق اور اقامہ عدل کیلئے تھا۔ ہمیں اقامہ عدل کرنا چاہیے یہ کوئی بہانہ نہیں کہ ہمارے پاس قوت نہیں ہے یہی ملت ہماری قوت ہے۔

(صحیفہ امام، ج ٦، ص ٣٣)

راہ اسلام میں شہادت، سیرت انبیاء ہے

میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارا نقصان نہیں ہوا ہے۔ کیا یہ بات قدر و منزلت نہیں رکھتی کہ انسان اپنی انسانی قدر و منزلت اور اسلام کی قدر و منزلت کی حفاظت کی خاطر شہید ہو جائے؟ پیغمبر ﷺ نے بھی شہید دیئے ہیں، انبیائے کرام (ع) نے بھی شہید دیئے ہیں۔ سیرت انبیاء(ع) یہی تھی۔ ہمارے بزرگوں کی سیرت بھی یہی تھی کہ وہ طاغوت کے خلاف لڑتے تھے خواہ اس میں اُنہیں شکست ہی کھانی پڑتی تھی خواہ اس میں اُنہیں قتل ہی ہونا پڑتا تھا۔ لیکن اس بات کی بہت ہی قدر و منزلت ہے کہ انسان ظلم و ظالم کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے اور اپنا مکا اُس کے منہ پر مارے اور ظلم کو پھیلنے نہ دے، اس بات کی بہت اہمیت ہے۔ لہذا جناب عالی! یہ ہمارا فریضہ ہے۔ ایسا نہیں کہ ہم امام زمانہ (ع) کے منتظر ہیں، لہذا ہمیں بیٹھ جانا چاہیے اور عجل اللہ ظہور، کہنا چاہیے۔ فقط عجل اللہ۔۔۔ سے کام نہیں چلے گا، بلکہ آپ کو امام (ع) کے آنے کیلئے راستہ ہموار کرنا چاہیے اور مسلمانوں کو ایک جگہ اکٹھا کرنا چاہیے۔ سب ایک ساتھ ہو جائیں تو انشاء اللہ امام (ع) ظہور فرمائیں گے۔

(صحیفہ امام، ج ١٨، ص ٢٦٩)

حصّہ سوئم

امر بالمعروف

اور

نہی عن المنکر کے مراتب

پہلی فصل

غیر زبانی مرتبہ

مراتب کی رعایت کرنا ضروری ہے

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے (چند) مراتب ہیں اور ایک مرتبہ سے دوسرے مرتبہ تک تجاوز جائز نہیں ہے، بشرطیکہ کم ترین مرتبہ سے مقصد حاصل ہو جائے، بلکہ اگر مقصد حاصل ہونے کا احتمال بھی ہو (تو اگلے مرتبہ پر عمل کرنا جائز نہیں ہے)۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۷)

امر و نہی کے درجات

پہلا مرتبہ: کوئی ایسا عمل انجام دے جس سے ظاہر ہو کہ قلباً منکر پسند نہیں کرتا اور وہ اس سے چاہتا ہے کہ شخص اس منکر کو ترک کرے اور معروف کو انجام دے اور ایسے عمل کے بھی درجات ہیں، مثلاً آنکھیں بند کرنا، چہرا بگاڑنا یا ترش روی کرنا یا چہرے یا بدن کو پھیر لینا، دوستی اور آمد و رفت کو ترک کر دینا وغیرہ۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۷)

پہلے مرتبے میں درجات کی رعایت کرنا

اگر احتمال ہو کہ یہ مرتبہ موثر ہو گا اور منکر کا خاتمہ ہو جائے گا تو اسی مرتبے پر اکتفا کرنا واجب ہے اور اسی طرح پہلے مرتبے میں بھی ضعیف ترین اور آسان سے آسان ترین مراحل پر اکتفا کرنا واجب ہے، مخصوصاً اگر مد مقابل کوئی ایسا فرد ہو کہ اس قسم کے کاموں سے اس کی بے عزتی ہوتی ہو، لہذا جو مرتبہ لازم ہو اس سے زیادہ انجام دینا جائز نہیں ہے۔ بنابریں، اگر احتمال ہو کہ مطلب کو سمجھانے کیلئے آنکھیں بند کرنے سے مقصد حاصل ہو جائے گا تو اس سے اگلے مرتبے پر عمل کرنا اس کیلئے جائز نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۸)

ترک معاشرت اور منہ موڑنے پر اکتفا کی شرط

اگر بطور مثال ارتباط اور آمد و رفت کو ترک کرنے سے منکر کم ہو جائے، لیکن بالکل ختم نہ ہو اور زبان سے امر و نہی کرنے سے منکر کے خاتمے کا احتمال نہ ہو اور کسی طریقے سے منع کرنا بھی ممکن نہ ہو تو اس سے رو گردانی کرنا اور ترک رابطہ واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۷)

علما کا منہ موڑنا اور اس کا ظلم کے خاتمے میں مؤثر ہونا

اگر احتمال ہو کہ علمائے دین اور مذہبی قائدین کا ظالموں سے رابطہ توڑ لینا موثر ہو گا تو ان پر تعلقات توڑنا واجب ہے۔ اگرچہ احتمال ہو کہ اس کام سے ظلم فقط کم ہو گا۔ لیکن اگر اس کے برخلاف فرض کیا جائے، یعنی علما کی آمد و رفت اور معاشرت کے نتیجے میں ظلم کم ہونے کا باعث بنے تو اس مسئلہ کے تمام پہلوئوں کا جائزہ لینا اور سب سے اہم کو ترجیح دینا ضروری ہے اور اگر کوئی اور مانع نہ ہو حتیٰ یہ احتمال بھی نہ ہو کہ علما کا ظالموں سے تعلق رکھنا ان کی شان و شوکت، تقویت اور ہتک حرمت پر ان کی جرأت کا باعث بنے اور علم اور روحانیت کی بے حرمتی اور علما اور اسلام کی نسبت لوگوں کی بد گمانی کا احتمال بھی نہ ہو تو اس مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے تعلقات رکھنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۷)

ظالموں کے ساتھ علما کی معاشرت کی شرط

اگر علمائے اعلام اور مذہبی قائدین کے ظالموں سے تعلقات رکھنے میں کوئی ایسی مصلحت نہ ہو جس کا خیال رکھنا واجب ہو تو تعلقات رکھنا جائز نہیں ہے، مخصوصاً اگر یہ تعلقات رکھنا ان پر تہمت لگنے کا موجب بنے یا ان کی طرف ظالموں کے اعمال سے راضی رہنے کی نسبت دی جائے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۸)

ظالموں کے تحائف واپس لوٹانے کا حکم

اگر ظالموں اور جابر حکمرانوں کے تحائف لوٹانے کی صورت میں احتمال ہو کہ ان کے مظالم کم ہو جائیں گے یا بدعتوں کے داخل کرنے پر ان کی جرأت کم ہو جائے گی تو تحائف کو لوٹانا واجب ہے اور قبول کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر اس کے برعکس ہو تو جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، تمام پہلوئوں کو مد نظر رکھنا اور سب سے اہم کا انتخاب کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۸)

ظالموں کے تحائف قبول کرنے کا حکم

اگر ظالموں کے تحائف قبول کرنا ان کی شان و شوکت کی تقویت اور ظلم یا بدعتوں کے رائج کرنے کیلئے ان کی جرأت کا باعث بنے تو تحائف قبول کرنا حرام ہے اور اگر اس بات کا فقط احتمال ہو تو احتیاط یہ ہے کہ قبول نہ کریں، لیکن اگر اس کے برعکس ہو تو تمام پہلوئوں کا جائزہ لینا اور اہم کا انتخاب کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۸)

منکرات سے باطنی نفرت کا حکم

منکر کے انجام دینے اور معروف کے ترک ہونے پر راضی ہونا حرام ہے اور بعید نہیں ہے کہ قلباً اس سے نفرت کرنا واجب ہو اور یہ نفرت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے علاوہ ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۸)

قلبی نفرت کا غیر مشروط ہونا

منکر پر راضی ہونے کے حرام ہونے اور قلباً نفرت کرنے کے واجب ہونے کی کوئی شرط نہیں، بلکہ اس صورت میں راضی ہونا حرام اور نفرت کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۸)

شاہنشاہی جشن کے خلاف منفی مبارزہ

ایرانی قوم کیلئے کون سا جشن ہے؟ ایرانی قوم کا فریضہ کہ وہ اس جشن کے خلاف منفی مبارزہ کرے نہ مثبت، ضروری نہیں کہ وہ گھروں سے باہر نہ آئیں، بلکہ جب یہ جشن ہوں تو وہ ان میں شرکت نہ کریں، ان جشنوں میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔ جس قدر ہو سکتا ہے اس قسم کے کاموں کو قبول نہ کریں۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۳۶۷)

اپنے غصے اور نفرت کا اظہار

ان استعمار کے مارے ہوئے، بے احساس لوگوں کو غصے اور نفرت کی نظر سے دیکھو اور اُن کے عدل وانصاف کے منافی احکام کی جس قدر ہو سکے خلاف ورزی کرو، اپنے بھائیوں کو حق سے وابستہ رہنے اور صبر اختیار کرنے کی نصیحت کرو اور اسلام کے احکام اور حکومت اسلامی کو اپنا نصب العین قرار دو اور ناآگاہ لوگوں کو آگاہ کرو۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۴۵۱)

رستاخیز پارٹی کی مخالفت

اس پارٹی [1] کے اسلام اور ملت ایران کی مصلحت کے خلاف ہونے کی وجہ سے پوری قوم کیلئے اس میں شرکت کرنا حرام اور ظلم واستیصال کی کرنا ہے اور اس کی مخالفت، نہی عن المنکر کے واضح ترین موارد میں سے ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۷۱)

رستاخیز پارٹی کے مقابلے میں منفی مقاومت

علمائے اعلام اور تمام طبقات جان لیں کہ اس پارٹی [2] کا تشکیل پانا تمام بدبختیوں کا مقدمہ ہے کہ جس کے اثرات تدریجاً ظاہر ہوں گے۔ مراجع اسلام پر لازم ہے کہ وہ اس پارٹی میں شرکت کو حرام قرار دیں اور ایران کی مسلمان قوم کے حقوق ضائع نہ ہونے دیں۔ تمام طبقات خصوصاً محترم خطبا، طالب علموں اور یونیورسٹی کے جوانوں، مزدوروں، کاشتکاروں، تاجروں اور پیشہ ور طبقات پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلسل اور جامع مبارزات اور اپنی منفی مقاومت کے ذریعے اس پارٹی کی بنیادوں کو اُکھاڑ دیں اور مطمئن رہیں کہ حکومت ختم ہونے والی ہے اور فتح آپ ہی کی ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۷۵)

شاہنشاہی تاریخ سے استفادہ کرنے کی حرمت

جو ماہرین ہمارے خزانوں کو بلا کسی روک ٹوک کے لوٹنا چاہتے ہیں وہ اسلام کی تضعیف اور اس کا نام ونشان مٹانے کیلئے ایک نیا ساز چھیڑ رہے ہیں اور وہ ہے آغاز تاریخ کو تبدیل کرنا۔ یہ تبدیلی عظیم ترین جرائم میں سے ہے کہ جو اس زمانے میں اس مجرم خاندان کے ہاتھوں واقع ہوئے ہیں۔ پوری

---

1. ”رستاخیز پارٹی“ مراد ہے۔
2. ”رستاخیز پارٹی“ مراد ہے۔

قوم پر لازم ہے کہ وہ اس مجرم تاریخ کے استعمال کی مخالفت کرے، چونکہ یہ تبدیلی اسلام کی ہتک اور خدانخواستہ اس کو مٹانے کا مقدمہ ہے۔ اس تاریخ کا عام لوگوں پر استعمال کرنا حرام اور ظالم و ستم کار کی حمایت اور عدل کے حامی اسلام کی مخالفت ہے۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص ۱۷۱)

فوجیوں کو فوجی بارکوں سے فرار کا حکم

میں پورے ملک کے سپاہیوں سے تقاضا کرتا ہوں کہ وہ فوجی بارکوں سے بھاگ جائیں۔ ظالم کی خدمت نہ کرنا ایک شرعی فریضہ ہے۔ میں صاحب منصب اور عہدہ دار حضرات کے ماں باپ اور اہل خانہ سے تقاضا کرتا ہوں کہ وہ اُنہیں خائن شاہ کی مدد کرنے اور شاہ کے نوکر عہدہ داروں کی اطاعت کرنے سے روکیں اور کمیشن افسروں سے تقاضا مند ہوں کہ وہ اپنی قوم سے مل جائیں اور مسلمانوں کی خدمت کا فخر حاصل کریں۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص ۱۵۳)

فوجی جوانوں کیلئے ملت کا ساتھ دینا لازم ہے

جوان طبقہ کہ فوج میں یہی طبقہ زیادہ ہے، اس کو میں خبردار کرتا ہوں کہ آپ جوان ہیں، تمہاری زندگی ابھی باقی ہے، تمہارے کام کرنے کا وقت ابھی باقی ہے، تمہارے لئے قوم کی خدمت کا وقت باقی ہے، لہذا تم لوگ قوم کی طرف پلٹ آئو اور اپنی قوم کی خدمت کرو اور اس نظام کو چھوڑ دو کہ جسے تم اس وقت قانون کے خلاف دیکھ رہے ہو، اسلام کے خلاف دیکھ رہے ہو، اس قسم کے نظام کو چھوڑ دو اور قوم سے آملو۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص ۲۱۳)

غاصب حکومت کی مدد کرنے کی حرمت

حکومت کیلئے کیئے گئے تمام کام کہ جو اس حکومت کی مدد میں شمار ہوتے ہیں، چونکہ یہ حکومت ایک غاصب اور ظالم حکومت ہے، لہذا لوگوں کیلئے یہ کام کرنا جائز نہیں ہیں، لوگوں کیلئے اس حکومت کی مدد کرنا جائز نہیں۔ ٹیکس دینا اس حکومت کی مدد ہے، لہذا جائز نہیں کہ اسے ٹیکس دیا جائے۔ جس حد تک ہو سکتا ہے حکومت کو ٹیکس نہ دیا جائے اور جو بھی کام اس حکومت کی مدد شمار ہوتا ہے لوگوں کو اس سے بچنا چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص ۲۶۰)

حکومت کی مدد نہ کرنا لازمی ہے

ہم نے اعلان کیا ہے کہ ایران کی حکومت غیر قانونی ہے اور قوانین کے مخالف ہے۔ یہ حکومت شرعی قانون کے بھی مخالف ہے اور قانون اساسی (آئین) کے بھی مخالف ہے۔ بنابریں، حکومت سے متعلق اُن تمام چیزوں سے کہ جو حکومت کی مدد شمار ہوتی ہیں، عوام کو اجتناب کرنا چاہیے۔ ہم نے سپاہیوں سے کہا ہے اور حکم دیا ہے کہ وہ فرار کریں، چونکہ اس نظام میں خدمت کرنا ظلم ہے، لہذا اُن میں سے بہت سے بھاگ گئے ہیں۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۲۵۹)

باغی حکومت کے فرامین کی مخالفت

باغی حکومت کی مدد کرنا اور شاہ کی طرف سے بنائی گئی حکومت کو پانی، بجلی اور ٹیلی فون کے بل ادا کرنا اور دوسرے ٹیکس وغیرہ دینا، قوم کے ساتھ خیانت اور خداوند تبارک و تعالیٰ کے حکم کی مخالفت ہے۔ بجلی و پانی اور ٹیلی فون کے محترم اور مجاہد ملازمین پر لازم ہے کہ وہ اپنے شجاع اور بے سہارا ہم وطنوں کے ساتھ رابطہ مستحکم کر کے کسی بھی طرح پانی، بجلی اور ٹیلی فون کو کاٹنے کے بارے میں اس باغی حکومت کے فرامین کی اطاعت نہ کریں اور اپنے مظلوم بہن بھائیوں کے ساتھ بے دریغ تعاون کر کے اسلام و مسلمین کو اپنا فرض ادا کریں۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۳۳۱)

فاسد وزیروں کی اطاعت نہ کریں

وزارت خانوں کے ملازمین کو ان غیر قانونی اور فاسد وزیروں کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے اور اگر اُن میں طاقت ہو تو انہیں وزارت خانوں میں گھسنے بھی نہ دیں، چونکہ یہ اُن کا شرعی فریضہ اور ملت و مملکت کی خدمت ہے اور اُن کی اطاعت کرنا ملت اور اسلام کی مخالفت ہے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۳۵۱)

شاہ کی اطاعت حرام ہے

میں اپنی دلیر قوم کیلئے اعلان کرتا ہوں یہ سلطنتی حکومت غیر قانونی اور یہ دونوں مجلسیں (سینٹ اور مجلس شوریٰ ملی) غیر قانونی، غیر ملی اور یہ حکومت غاصب، غیر قانونی اور باغی ہے۔ اس نظام کی اطاعت، طاغوت کی اطاعت ہے۔ لہذا حرام ہے اس معزول شاہ اور باغی حکومت کی اطاعت، قانونی جرم ہے اور شرعی طور پر حرام ہے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص ۳۵۰)

حکومت کی مدد کرنے سے اجتناب

قوم مالیات دینے سے مطلقاً اجتناب کرے اور بجلی، پانی اور ٹیلی فون کے بل دینے سے پرہیز کرے اور جو بھی چیز (شاہنشاہی) حکومت کی مدد شمار ہوتی ہے اُس سے اجتناب کرے، چونکہ غاصب حکومت کی مدد کرنا حرام اور غضب الٰہی کا باعث ہے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۳۵۱)

حکومت اور شاہ کی خدمت، کفر و شرک کی خدمت ہے

میں اعلان کرتا ہوں کہ اس باغی حکومت کی خدمت کرنا، طاغوت کی خدمت اور کفر و شرک کی خدمت کرنا ہے۔ حکومت کی خدمت نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ یہ اغیار کی خدمت ہے۔ لہذا ان کی خدمت نہیں کی جانی چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج۶، ص۱۱۰)

مصر کے ساتھ روابط ختم کرنے کا حکم

وزیر خارجہ جناب ڈاکٹر ابراہیم یزدی

مصر اور اسرائیل کے خیانت پر مبنی معاہدے اور مصری حکومت کی طرف سے امریکہ اور صیہونیوں کی بے چون وچرا اطاعت کرنے کی وجہ سے اسلامی جمہوریہ کی عبوری حکومت، مصری حکومت سے سیاسی روابط ختم کردے۔

(صحیفہ امام، ج۷، ص۱۶۸)

مسلمانوں کو مصر سے تعلقات ختم کرنے کی دعوت

اسلامی حکومتوں کو چاہیے کہ وہ مصری حکومت کو اسلام اور مسلمین سے عظیم خیانت کرنے[1] کا مزہ چکھائیں اور اُس سے تعلقات ختم کردیں۔ مصری قوم کو چاہیے کہ وہ اس خیانت کار (صدر سادات) کو اپنے ملک سے نکال دے اور امریکہ و صیہونزم کی غلامی کا ننگ اور داغ اپنے اوپر سے پاک کرے۔ میں نے حکومت کو حکم دیا ہے کہ وہ مصر سے تعلقات ختم کردے۔

(صحیفہ امام، ج۷، ص۱۷۰)

---

1. یہاں ''کیمپ ڈیوڈ'' معاہدہ مراد ہے کہ جو ۱۹۷۹ء کے شروع میں مصر کے صدر سادات اور اسرائیل کے وزیر اعظم مناخیم بیگن کے درمیان ہوا تھا

عراقی سپاہیوں کو فرار کرنے کا حکم

میں عراق کی اعلیٰ عہدے داروں سے مایوس ہوں، لیکن چھوٹے درجے کے افسروں، سپاہیوں اور عام فوجیوں سے مایوس نہیں ہوں اور اُن سے توقع رکھتا ہوں کہ یا تو وہ دلاورانہ قیام کریں اور ظلم و ستم کی بنیاد کو اُکھاڑ پھینکیں، جیسا کہ ایران میں ہوا ہے یا بارکوں اور فوجی سنٹروں سے بھاگ جائیں اور حزب بعث کے ظلم و ستم کا ننگ قبول نہ کریں، میں حکومت عراق کے ملازم اور مزدور طبقے سے بھی مایوس نہیں ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ وہ ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر مملکت عراق سے اس ذلت و ننگ کے داغ کو دھو ڈالیں۔

(صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۲۵۴)

باطل حکومت کی نوکری حرام ہے

اگر حکومت باطل ہو تو اُس میں نوکری کرنا جائز نہیں سوائے اس کے انسان احقاق حق کیلئے اُس میں داخل ہو۔

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۱۱۳)

صدام کے خلاف قیام کرنے کی ضرورت

آپ لوگ بھی وہی کام کریں جو ایرانی فوج نے سابق شاہ کے خلاف کیا تھا جس طرح وہ اُسے چھوڑ کر ملت سے آملی تھی اور فوجی بارکوں سے بھاگ گئی تھی اور اپنی قوم سے آملی تھی، آپ لوگ بھی بھاگ جائیں اور اپنی قوتوں کو اس فاسد جراثیم کو ختم کرنے کیلئے صرف کریں۔ اگر آپ ایسا قیام کریں گے تو خدا بھی آپ کی مدد اور تائید کرے گا۔ اس شخص کو ختم کر ڈالیں اور اپنے درمیان میں سے کسی ایک کو اُس کی جگہ لے آئیں۔ اگر آپ میں سے اور آپ کی ملت میں سے کوئی شخص حکومت عراق کو چلائے تو ہم بھی آپ کی مدد کریں گے۔ اس شخص (صدام حسین) کو اس فاسد انسان کو ختم کر دیں کہ جو اسلام کے خلاف اور اسلام کی مصلحتوں کے برعکس مفاسد پھیلانے میں مشغول ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۲۲۶)

عراقی فوج کا ایرانی فوج سے الحاق

ہم اور آپ سب پر اور دنیا بھر کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسلام عزیز اور قرآن کریم کا دفاع کریں اور ان خیانت کاروں کو واصل جہنم کریں۔ اس وقت آپ کا الٰہی، انسانی اور شرعی فریضہ ہے کہ جہاں بھی ہیں اس کے خلاف قدم اُٹھائیں اور عراقی فوج، ایرانی فوج سے ملحق ہو جائے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۲۳۰)

حکومت عراق کی مدد سے اجتناب اور ہڑتال

شرعی فریضہ کے مطابق ہر طبقے کے مزدوروں اور ہر ادارے کے ملازمین کو چاہیے کہ وہ ہڑتالوں اور مخالفتوں کے ذریعے اسلام عزیز اور قرآن کریم کیلئے اپنی خدمت پیش کریں، ملت عراق، پانی اور بجلی کے بل حکومت کو ادا کرنے سے پرہیز کرے، چونکہ غیر قانونی حکومت کی مدد کرنا کفر اور مخالفین اسلام کی کمک ہے کہ جو اسلام کے ساتھ جنگ کی حالت میں ہیں۔ آپ لاکھوں افراد کے مظاہروں کے ذریعے ان عراقی مجرموں کے اعمال کی مذمت کریں۔

(صحیفہ امام، ج۱۳، ص۲۳۰)

ملت عراق کو قیام کرنے کی دعوت

میں جانتا ہوں کہ سب لوگوں کا دل اس حکومت سے خون ہو چکا ہے اور کوئی بھی مسلمان اس کے ساتھ موافق نہیں ہے، لیکن اب وہ ایران کے ساتھ جنگ کی حالت میں اس سے پہلے کہ ہم اُسے ختم کردیں ملت (عراق) قیام کرے اور تحریک چلائے کہ جس طرح ملت ایران نے تحریک چلائی تھی اور قیام کیا تھا۔ ملت ایران نے قیام کر کے صدام حسین کی طاقت سے کئی گنا بڑی طاقت کو ختم کر دیا تھا۔ اس وقت یہ شخص ایران کے ساتھ (جنگ میں) مشغول ہے۔ آپ لوگ اس کی پشت میں خنجر ماریں، اس کے خلاف قیام کریں، ہڑتالیں کریں اور مظاہرے کریں۔ جب پورے عراق کے شہر اُس کے خلاف مظاہرے کرنے شروع کردیں تو کیا وہ قتل عام کر سکتا ہے؟ اُن کی منطق یہی ہونی چاہیے کہ وہ اسلام کی مخالفت کر رہا ہے، لہذا خدا کیلئے، اسلام کیلئے قیام اور مظاہرے کریں اور اس کی اقتصاد کو نابود کردیں، اسے مالیات نہ دیں اسے مالیات دینا حرام اور گناہان کبیرہ میں سے ہے، چونکہ یہ اُس شخص کی مدد ہے جو اسلام کے خلاف ہے، اسے بجلی اور پانی کے بل نہ دیں اور اس سے خوف زدہ نہ ہوں، بلکہ مظاہرے کریں جلسے جلوس نکالیں اور اس کی مذمت کریں وہ ایک پوری ملت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(صحیفہ امام، ج۱۳، ص۲۳۸)

ظالم قاضی اور حاکم کی طرف رجوع نہ کرنا

حضرت[1] ناروا حکومت کے حکام کی طرف رجوع کرنے کی نہی فرماتے ہیں: خواہ وہ اجرائی حکام ہوں یا قضائی۔ امامؑ کا دستور ہے کہ ملت اسلام اپنے اُمور میں ظالم سلاطین اور حکام اور اُن کے مقرر کردہ قاضیوں کی طرف رجوع نہ کریں۔ خواہ اُن کا حق ثابت ہی کیوں نہ اور وہ اپنا حق حاصل کرنے کیلئے یہ اقدام کریں۔ مسلمان کا اگر بچہ بھی قتل ہو گیا ہے اور اُس کے گھر کو بھی لوٹ لیا گیا ہے تو بھی اُسے عدالت خواہی کیلئے حکام جور کی طرف رجوع کرنے کا حق نہیں ہے۔ اسی طرح اگر وہ قرض خواہ ہے اور ایک زندہ گواہ بھی رکھتا ہے تو بھی ظالم کے مقرر کردہ قضات کی طرف رجوع نہیں کر سکتا۔ اگر ایسے مواقع پر وہ ان کی طرف رجوع کرے گا تو گویا اُس نے ''طاغوت'' یعنی باطل طاقتوں کی طرف رجوع کیا ہے اور اگر ان باطل طاقتوں کے وسیلے سے وہ اپنے مسلمہ حقوق حاصل کر بھی لیتا ہے تو {فانما یأخذه سُحتاً وإن كان حقاً ثابتاً له} کے مطابق اُس نے ''حرام'' ہی حاصل کیا ہے اور اُسے اُس میں تصرف کرنے کا حق نہیں ہے حتیٰ بعض فقہانے تو اپنے ''عین شخصی'' [2] کے بارے میں بھی کہا ہے کہ مثلاً اگر آپ عبا کوئی چوری کر لیتا ہے اور آپ اُسے حکام جور کے ذریعے واپس لیتے ہیں تو اُس میں تصرف نہیں کر سکتے۔ ہم اگر اس حکم کے قائل نہ بھی ہوں، لیکن ہمیں کلیات یعنی ''عین کلی'' میں تو شک نہیں ہو سکتا، مثلاً کوئی قرض خواہ تھا اور وہ اپنا حق لینے کیلئے ایک ایسے قاضی اور حکام کے پاس جاتا ہے کہ جسے غیر خدا نے مقرر کیا ہے اور اُس کے وسیلے سے وہ اپنا قرض واپس لے لیتا ہے تو اُس میں تصرف جائز نہیں ہے، (چونکہ) شرعی اُصول وضوابط کا تقاضا یہی ہے۔

(ولایت فقیہ، ص۷۸)

ظالموں کی تائید کرنے والوں کے اجازہ کی نفی

جو لوگ پہلے سے حضرت عالی سے سہم امام (ع) کا اجازہ رکھتے ہیں، لیکن گذشتہ سالوں سے وہ منبر پر حاکم نظام کے مفاد میں خلاف شرع باتیں کرتے رہے ہیں اور اُن سے ناشائستہ اور خلاف شرع کام دیکھنے میں آئے ہیں، کیا اب بھی وہ اپنے مقام پر باقی ہیں اور اُن کو سہم امامؑ دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

ادام االله بقاء کم

1. اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ کسی (مدعی علیہ) کو اس کی کوئی چیز یا پیسہ وغیرہ دینا ہے، لیکن وہ چیز مشخص و معین نہ ہو، بلکہ وہ بطور کلی مطالبہ کرے تو اس طلب کی گئی چیز کو ''عین کلی'' کہتے ہیں۔ لیکن اگر وہ دعویٰ کرے کہ اُس کی کوئی معین و مشخص چیز یا پیسہ مدعی علیہ کے پاس ہے اور وہ اُس کا مطالبہ کرے تو اس کو ''عین شخصی'' کہتے ہیں۔
2. محقق سبزواری، کتاب ''کفایۃ الاحکام'' میں اس احتمال کے قائل ہوئے ہیں: القضائ، محقق آشتیانی، ص۲۲۔

امام اُمتؒ کا جواب

جو لوگ ظالم نظام کی تائید کرتے رہے ہیں یا کرتے ہیں وہ خلاف شرع عمل کرتے ہیں، اگر میری جانب سے اُن کے پاس اجازہ ہے تو وہ غیر معتبر ہے، لہذا مومنین اُن کو سہم امام (ع) نہ دیں۔ {اعاذنا االله تعالی من شرور انفسنا}۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۱۷۴)

اسلام کے غیر مقید افراد سے انجمن اسلامی کو بچنے کی ضرورت

آپ لوگوں کو انتہائی دقت اور ہوشیاری سے کام لینا چاہیے کہ جو لوگ اسلام کے مقید نہیں ہیں وہ اپنے تمام پہلوئوں کے ساتھ خواہ کسی ایک اصول میں بھی آپ کے ساتھ موافق نہیں ہیں تو اُنہیں مقید رہنے کی دعوت دیں اگر موثر نہ ہو تو اُنہیں انجمن اسلامی کے اجتماعات میں شریک کرنے سے اجتناب کریں اور یہ خیال نہ کریں کہ جتنے زیادہ لوگ ہوں گے اُتنا ہی آپ مقصد کے نزدیک ہو جائیں گے اور مقصد پر پہنچ جانے کے بعد اُن کو الگ کر دیا جائے گا۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۳۲۳)

اسلامی انجمنوں سے گمراہ افراد کو دور رکھنا

آپ لوگوں کو انتہائی دقت اور ہوشیاری کے ساتھ دعوت کا کام کرنا چاہیے اور ساری انجمنیں، انجمنوں کے اعضا اور گروہوں کے طور طریقوں کے بارے میں انتہائی دقت کریں کہ کہیں خفیہ اور منحرف افراد یا جن کے انحراف کا احتمال ہے وہ انجمنوں میں داخل نہ ہو جائیں اگر وہ داخل ہو جائیں تو اُن کو دور کریں۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۳۲۴)

غیر اسلامی گروہوں کے موقع پرست افراد کو دور رکھنا

ضروری ہے کہ انتہائی دقت اور ہوشیاری کے ساتھ غیر اسلامی رجحان رکھنے والے اشخاص یا گروہوں کو اپنے سے دور رکھیں کہ جو اپنی موقع پرستی کی عادت کی وجہ سے اس موقع اور فرصت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے آپ کو آپ کی صفوں میں داخل کرنا چاہتے ہیں اور موقع آنے پر آپ کی پیٹھ میں خنجر مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کو غیر اسلامی مکاتب فکر کیلئے کام کرنے کا موقع نہ دیں (ورنہ) ملک خطرے سے نجات حاصل نہیں کر سکے گا۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص۳۶۱)

درباری علماء سے دوری اختیار کرنا

حضرات ائمہ جماعات محترم (دامت برکاتھم) آپ ایسے وعاظ اور خطباء کو دعوت دیں کہ جو اسلامی تحریک کے معتقد ہوں اور اصل مقصد کے تحت لوگوں کی راہنمائی کی ذمہ داری اُٹھائیں۔ درباری علماء اور وعاظ سے اور ایسے افراد سے سنجیدگی کے ساتھ دوری اختیار کی جائے کہ جو ظالم حکام کے مفاد میں دانستہ یا نادانستہ ایسے مطالب بیان کرتے ہیں کہ جو قوم کو اصلی مسائل سے دور کر دیتے ہیں۔ اسی طرح جن کو حکومتی کارندے تعین کرتے ہیں ان سے بھی دوری اختیار کی جائے۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص۴۳۵)

فرامین طاغوت کی نافرمانی کرنے کی ضرورت

بری، بحری اور ہوائی فوج کے عہدہ داروں اور سربراہوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے ماتحت افراد کے ہمراہ ملت کے ساتھ آملیں، چونکہ شاہ کی اطاعت، طاغوت کی اطاعت ہے۔ تمام سپاہیوں اور انتظامی حکام پر لازم ہے کہ وہ ملت و قوم کے مفاد کے خلاف احکام کی نافرمانی کریں، چونکہ ان اوامر کی اطاعت، قرآن مجید، پیغمبر اسلام ﷺ اور امام عصر (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے ساتھ مخالفت (کے مترادف) ہے۔

(صحیفہ امام، ج۴، ص۳۱۰)

صلح کے موافق لوگوں کا مقابلہ

جو بھی اس شخص (شاہ) کے ساتھ صلح کے بارے میں موافقت کی بات کرے اُس نے اسلام کے ساتھ، مسلمانوں کے ساتھ اور اپنے ملک کے ساتھ خیانت کی بات کی ہے۔ آپ لوگ ناظر رہیں کہ جو اشخاص اس طرح کا کام کرنا چاہتے ہیں اور اگر کسی وقت کسی کے منہ سے ایسی بات بھی نکلے تو اُس کے منہ پر ماریں تاکہ پھر وہ ایسی غلطی نہ کرے۔

(صحیفہ امام، ج۴، ص۴۲۸)

تحریک کو سست کرنے والوں کو دور کریں

اس حساس موقع پر کہ جب ہماری قوم کی سرنوشت تعین ہونی ہے جو بھی ہو اور جس مقام و منزلت پر بھی ہو، اگر سستی کرے اور تحریک کی حمایت کرنے سے پہلو تہی کرے تو وہ ہمارے عظیم پیشوا امام عصر (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کی جانب سے مردود ہو چکا ہے اور ملت پر بھی لازم ہے کہ

وہ اُسے اپنے سے دور کرے اور اُس کا کوئی بہانہ و عذر قبول نہ کرے۔ اگر سیاستدانوں میں سے کوئی خائن شاہ کے باقی رہتے ہوئے حکومت ہاتھ میں لینے کی سوچ رہا ہو تو مردود ہے اور اسلام کا مخالف ہے، ملت کو چاہیے کہ اُسے چھوڑ دے۔

(صحیفہ امام، ج ۵، ص ۱۵۴)

کیمونسٹوں سے عدم تعاون

ہمارا مقصد اور اُن کا مقصد مختلف ہے، ہم اسلام اور توحید پر بھروسہ کرتے ہیں، جبکہ وہ ان دونوں کے مخالف ہیں۔ ہمارے احکام، اسلامی احکام ہیں، جبکہ وہ اسلام کو قبول ہی نہیں کرتے۔ لہذا ہم نہ فقط اُن سے دلچسپی نہیں رکھتے، بلکہ اُن کے ساتھ تعاون بھی نہیں کرتے اور نہ ہی کریں گے۔

(صحیفہ امام، ج ۵، ص ۱۸۱)

شاہ کی حکومت کو مالیات نہ دیں

ملت پر لازم ہے کہ وہ اسلام اور قانون کے حکم کے مطابق شاہ کی اطاعت نہ کریں اور اُسے مالیات نہ دیں۔

(صحیفہ امام، ج ۵، ص ۲۲۸)

گمراہ علماء کو چھوڑ دیں

اگر آپ ایک ایسے شخص کو دیکھیں کہ جو اہل علم کے فرائض اور اپنے انسانی و اسلامی فرائض سے پہلو تہی کر رہا ہے تو پہلے اُسے نہی عن المنکر کریں۔ اگر وہ نہیں سنتا تو اُسے چھوڑ دیں۔

(صحیفہ امام، ج ۸، ص ۳۰۳)

پاسداران میں سے منحرف پاسدار کو نکال دیں

اس وقت پاسداری (اسلامی انقلاب کی حفاظت) یہ ہے کہ آپ عدالت کی حفاظت و پاسداری کریں، حکومت عدل کی پاسداری کریں۔

اگر خدا نخواستہ، بالفرض ایک جوان، پاسدار (انقلاب اسلامی کے محافظ) کے نام سے اپنے دوست پر یا کسی کے گھر پر یا کسی کے مال پر تجاوز کرتا ہے تو وہ اپنی پاسداری کے عہدے سے خود بخود معزول ہے۔ لیکن آپ لوگوں کو سنجیدگی کے ساتھ اُسے ہدایت کرنی چاہیے یا اُسے اپنی صف سے نکال دینا چاہیے، چونکہ ممکن ہے ایک شخص کا غلط کام پوری جماعت کا غلط کام شمار ہو اور پوری جماعت اُس سے آلودہ ہو جائے اور لوگ کہیں کہ پاسداران (انقلاب) ایسے ہیں۔ ایک وقت کہا جاتا ہے فلاں شخص ایسا ہے، لیکن ایک وقت کہا جا سکتا ہے کہ سب پاسدار ایسے ہیں۔

(صحیفہ امام، ج۸، ص۳۱۸)

غلط کام کرنے والوں کو اداروں سے نکال دیں

ایک اہم ترین بات یہ ہے کہ ہمیں پہلے کی طرح نہیں ہونا چاہیے کہ اگر کوئی بے چارہ کسی ادارے میں آئے اور کسی عہدے دار کی طرف رجوع کرے تو وہاں اس قدر غلط کام ہو رہے ہوں کہ اُسے کے کام کو آج وکل پر ٹالا جائے۔ اگر ایسے لوگ اداروں میں ہیں اور وہ عوام کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کرتے ہیں تو آپ جان لیں کہ یہ لوگ عوام کو ناراض کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی آتا ہے اور اس کا ایک معمولی سا کام ہے تو اُسے اس میز پر اُس میز پر بھیجا جاتا ہے، جیسا کہ پہلے دور میں ایسا کیا جاتا تھا۔ اگر آپ نے اداروں میں ایسی حالت دیکھی تو اُسے نصیحت کریں اُس کی ہدایت کریں اور اُسے کہیں کہ یہ اسلامی طریقہ نہیں ہے۔ اگر پھر بھی وہ ایسی غلطی کا تکرار کرے تو اُسے نکال دینا چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج۱۶، ص۴۷۷)

دائیں اور بائیں جانب منحرف افراد کو یونیورسٹی سے نکال دیں

اے جوانان عزیز! جس قدر زیادہ ہو سکتا ہے علوم و فنون حاصل کر کے اپنے ملک کی ترقی کیلئے کوشش کریں اور دائیں و بائیں بازو سے وابستہ منحرف افراد کے نفوذ کو قابعانہ انداز میں روکو اور یونیورسٹی کے مقدس ماحول کو اغیار سے وابستہ منحرفین کی اغراض سے آلودہ ہونے سے بچائیں۔ اگر آپ نے خدانخواستہ اساتذہ یا طلباء میں شرق و غرب کی طرف رجحان اور انحراف کا مشاہدہ کیا تو اس کی اطلاع ثقافتی عملے کو دیں اور اس مشکل کو رفع کرنے میں اس عملے کے ساتھ تعاون کریں۔

(صحیفہ امام، ج۱۸، ص۸۴)

نہی عن المنکر کی خاطر ترک معاشرت

س: ایک شخص، نشہ آور مشروبات استعمال کرتا ہے، عفت کے منافی کام انجام دیتا ہے اور مراجع عالیقدر کی توہین بھی کرتا ہے، شرعی فریضہ کے طور پر اُسے نصیحت اور نہی عن المنکر بھی کی گئی ہے، لیکن افسوس کے ساتھ اُس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ لہذا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس شخص کے بارے میں معاشرت، طہارت، نجاست اور شرعی حد کے لحاظ سے حکم بیان فرمائیں۔

ج: اگر اس کے ساتھ ترک معاشرت کرنے سے وہ ایسے کاموں سے ہاتھ اُٹھا لیتا ہے تو اُس کے ساتھ معاشرت ترک کرنا لازمی ہے۔ جب تک اُس کا ارتداد ثابت نہیں ہو جاتا وہ دوسرے تمام مسلمانوں کی مانند حکم رکھتا ہے۔

(استفتاءات، ج ۱، ص ۴۸۳)

عزیز و اقارب کو نصیحت اور عدم قطع تعلق

س: میرے چار چچازاد بھائی اور ایک چچازاد بہن ہے کہ جو نہ فقط بالکل عبادت نہیں کرتے، بلکہ اُن کی اکثر درآمد بھی قمار اور منشیات کی خرید وفروخت سے ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ مذہبی مقدسات کی توہین بھی کرتے ہیں اور گذشتہ طاغوتی حکومت کے بھی حامی ہیں کہ جو اُن کے مفادات کو نامشروع طریقوں سے پورا کرتی تھی اور وہ اب بھی طاغوتی حکومت کے منتظر ہیں کہ انشاءاللہ جسے وہ خواب میں بھی نہیں دیکھیں گے۔ کیا میں ان کے ساتھ آمد و رفت کر سکتا ہوں؟

ج: اقارب سے قطع تعلق نہ کریں اور جہاں تک ہو سکتا ہے اُنہیں نصیحت کریں۔

(استفتاءات، ج ۱، ص ۴۸۶)

باپ کی ہدایت اور قطع تعلق کا جائز نہ ہونا

س: میں ایک ایسے باپ کی بیٹی ہوں کہ جو خدا، رسولؐ اور قیامت پر کسی قسم کا اعتقاد نہیں رکھتا اور مسلماً نماز بھی نہیں پڑھتا، بلکہ بعض اوقات بارگاہ خدا اور رسولؐ میں توہین بھی کرتا ہے اور انقلاب کے ساتھ تو بہت ہی زیادہ نفرت رکھتا ہے، چونکہ میری ماں، بہن اور بھائی مذہبی مبانی کے معتقد ہیں۔ لہذا گھر میں بھی وہ بہت ہی زیادہ بداخلاقی کے ساتھ پیش آتا ہے اور ایک باپ ہونے کے احساسات سے بالکل عاری ہے۔ میں نے جہاں تک ہو سکا ہے محبت اور نرمی کے ساتھ باپ سے بات کی ہے اور اُسے خدا، رسولؐ اور اپنے گھرانے کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا ہوا ہے اُس سے منع کیا ہے۔ لیکن محبت اور لہجے کی نرمی بھی اُس پر موثر واقع نہیں ہوئی۔ اس وقت ہمارے گھرانے کی حالت بہت خراب ہے اور ہر روز باپ کی طرف سے اہل خانہ کے ساتھ لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ کا سلسلہ مزید شدت اختیار کر گیا ہے۔ میں بھی اپنے والد سے ناراض ہو کر اُس سے لڑی ہوں۔ البتہ یاد رہے کہ میں شادی شدہ ہوں اور اپنے شوہر کے گھر میں رہتی ہوں ۔ میرے شوہر نے کہا ہے کہ اب میں راضی نہیں ہوں کہ تو اپنے ماں باپ کے گھر جائے۔

اب میں امام عزیز سے تقاضا کرتی ہوں کہ وہ باپ کے بارے میں میرا شرعی فریضہ واضح کریں کہ جو ہر چیز کا منکر ہے!

ج: قطع رحم سے اجتناب کریں اور جہاں تک ہو سکتا ہے اُس کی ہدایت کرنے کی کوشش کریں۔

(استفتاءات، ج ۱، ص ۴۸۹)

عزیزواقارب کوامر بالمعروف اور نہی عن المنکر

س: کیاانسان شرعاًماں، باپ اور بہن وغیرہ جیسے رشتہ داروں سے قطع تعلق کر سکتا ہے کہ جو بے تقویٰ، بے نماز اور انقلاب اسلامی کے مخالف ہیں؟

ج: قطع رحم جائز نہیں ہے، لیکن اُنہیں، مقررہ ضوابط کے تحت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔

(استفتاءات، ج۱، ص۴۸۸)

قطع رحم کا جائز نہ ہونا

س: ایک شخص نے عرصے سے اپنے ایک رشتہ دار کی بیوی کے ساتھ مشکوک آمدورفت اور شبہہ ناک رویے کے ذریعے، اُس کے شوہر کو اُسے طلاق دینے پر اُکسایاہے اور عدت ختم ہونے کے بعد اُس سے شادی کرلی ہے۔ البتہ یہ شخص طاغوت کے دور میں فساد اور فحشاء میں مبتلا ہونے کے لحاظ سے بھی مشہور تھا اور اس نے توبہ بھی نہیں کی۔ ایسے شخص کے ساتھ اُس کے رشتہ داروں کی آمدورفت کیسی ہونی چاہیے؟

ج: قطع رحم جائز نہیں ہے۔ رفت وآمد میں کوئی حرج نہیں ہے۔ شرائط مقررہ کا خیال رکھتے ہوئے اُسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں

(استفتاءات، ج۱، ص۴۸۵)

دوسری فصل

زبانی امر و نہی

دوسرے مرحلے میں داخل ہونے کی شرط

اگر یقین ہو کہ پہلے مرحلے سے مقصد حاصل نہیں ہوگا تو اس صورت میں اگر تاثیر کا احتمال ہو تو دوسرے درجے پر عمل کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۸)

زبانی امر و نہی کا پہلا مرحلہ، موعظہ ہے

اگر احتمال ہو کہ وعظ و نصیحت اور نرم و ملائم باتوں سے مقصد حاصل ہو جائے گا تو اسی طرح امر و نہی کرنا واجب ہے اور اس سے تجاوز جائز نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۸)

زبانی مرحلے میں درجات کی رعایت کرنا ضروری ہے

اگر یقین ہو کہ مذکورہ طریقہ موثر نہیں ہوگا تو حکم دے کر امر و نہی کرے اور واجب ہے کہ اگر تاثیر کا احتمال ہو تو حکم دینے کے نرم ترین درجے سے شروع کرے اور اس سے تجاوز نہ کرے، مخصوصاً اگر کوئی ایسا مورد ہو جس میں اس قسم کے قول سے منکر انجام دینے والے کی توہین ہوتی ہو۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۸)

شدید اور سخت رویئے کی شرط

اگر کسی منکر کا ختم کرنا اور معروف کا برقرار کرنا باتوں میں سختی کرنے، امر کرنے میں شدت اور مخالفت کرنے پر دھمکی دینے اور ڈرانے پر منحصر ہو تو یہ کام جائز ہے، بلکہ جھوٹ سے اجتناب کرتے ہوئے واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۹)

جھوٹ اور اہانت کے ساتھ منع کرنے کا حکم

منکر سے منع کرتے ہوئے کسی حرام یا منکر کا انجام دینا، مثلاً گالی بکنا، جھوٹ بولنا اور اہانت کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر منکر کوئی ایسا کام ہو جو شارع کے نزدیک اہمیت رکھتا ہو اور کسی بھی صورت میں اس کے حاصل ہونے اور راضی نہ ہو، مثلاً کسی نفس محترم کا قتل کرنا اور قبیح کاموں کا مرتکب ہونا اور ہلاکت میں ڈالنے والے گناہان کبیرہ کا انجام دینا تو جائز ہے، بلکہ اگر منع کرنا اور روکنا اسی پر متوقف ہو تو منع کرنا اور روکنا واجب ہے۔ اگرچہ ان امور کا باعث بنے جن کا مسئلے کے شروع میں ذکر ہوا ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۹)

مختلف افراد کی نسبت، درجات و مراتب کی رعایت

اگر زبان سے منع کرنے کے بعض درجات اہانت کے لحاظ سے پہلے مرتبے میں مذکورہ بعض اعمال سے کم ہوں تو ان درجات پر اکتفا کرنا واجب ہے اور انھیں ان اعمال سے پہلے انجام دیں۔ بنا بریں، اگر فرض کیا جائے کہ نرم لہجہ اور گشادہ روئی کے ساتھ وعظ و نصیحت کرنا موثر ہو یا تاثیر کا احتمال ہو اور اذیت کے لحاظ سے اعراض اور ترک تعلق اور اس قسم کے اعمال سے کم ہو تو اس سے بڑھ کر ان اعمال کو انجام دینا جائز نہیں ہے امر کرنے والے اور امر کیئے جانے والے افراد یقینا مختلف ہوتے ہیں۔ پس بعض افراد کا ترک تعلق کرنا، اذیت اور اہانت کے لحاظ سے، زبان سے منع کرنے اور امر و نہی کرنے سے زیادہ شدید ہوتا ہے۔ بنا بریں، امر اور نہی کرنے والے کیلئے مختلف درجات اور افراد کا خیال رکھنا اور نرمی کے لحاظ سے کمترین مرتبے کا انجام دینے کے بعد اس سے زیادہ کا انجام دینا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۳۹)

پہلے اور دوسرے مرتبے کے مساوی ہونے کا حکم

اگر فرض کیا جائے کہ پہلے مرتبے کے بعض اعمال، دوسرے مرتبے کے بعض اعمال کے مساوی ہوں تو ان کے درمیان ترتیب نہیں ہے اور مکلف کو اختیار ہے کہ وہ ان دو میں سے جس کو چاہے پہلے انجام دے۔ بنا بریں، اگر فرض کیا جائے کہ ترک تعلق کرنا اذیت کے لحاظ سے امر کرنے کے مساوی ہو اور ان دونوں کی تاثیر کا یقین یا احتمال ہو تو مکلف کو ان دونوں کے درمیان اختیار ہے اور اس سے شدید مرتبے کا اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۹)

دو مرتبوں کے درجات میں جمع کرنے کا حکم

اگر پہلے یا دوسرے مرتبے کے بعض درجات کو ایک ساتھ انجام دینے سے یا پہلے یا دوسرے مرتبے کے تمام درجات کو ایک ساتھ انجام دینے سے ایسے مورد میں جہاں ان درجات کو ایک ساتھ انجام دیا جا سکتا ہو یا ان دونوں مرتبوں کے ان درجات کو انجام دینے سے جنہیں ایک ساتھ انجام دینا ممکن ہو، حصول مقصد اور تاثیر کا احتمال ہو تو جس حد تک ممکن ہو انجام دینا واجب ہے۔ بنا بریں، اگر بعض مرتبوں کے موثر نہ ہونے کا یقین ہو اور احتمال ہو کہ چہرہ کو بگاڑنا، ترش روی کرنا اور ترک تعلق کرنا اور زبان سے سخت لہجے اور بلند آواز میں دھمکی دے کر اور ڈرا کر منع کرنے کے ساتھ موثر ہو گا یا اس قسم کے دوسرے کام انجام دینا موثر ہو گا تو ان سب کاموں کو اکٹھا انجام دینا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۳۹)

برائی کی روک تھام کیلئے ظالم سے تعلق قائم کرنے کا حکم

اگر کسی منکر کو دور کرنا یا معروف کو برقرار کرنا کسی ظالم کی مدد پر متوقف ہو جو گناہگار کو گناہ سے روکے تو یہ کام جائز ہے، بلکہ اگر مطمئن ہو کہ ظالم وظیفہ شرعی سے تجاوز نہیں کرے گا تو واجب ہے اور ظالم پر قبول کرنا واجب ہے، بلکہ دوسروں کی طرح ظالم پر بھی واجب ہے کہ گناہ سے روکے اور اس پر بھی ان امور کا خیال رکھنا واجب ہے جو دوسروں پر واجب ہے، یعنی منع کرنے میں نرمی کے لحاظ سے کمترین مرتبے کا خیال رکھے اور پھر بعد والے مرتبے کا انجام دے۔

(تحریر الوسیلہ، ج۱، ص۴۴۰)

فریضہ پر بطور کفائی عمل کرنا

اگر کوئی شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے کمتر مرتبے پر عمل کرے اور اس سے مقصد پورا ہو جائے لیکن اگر کوئی دوسرا شخص یہ ہدف حاصل کرنا چاہے تو اسے اس مرتبے سے سخت تر کوئی مرتبہ انجام دینا پڑے تو ظاہراً دونوں پر واجب کفائی ہے کہ اپنے شرعی فریضے کو انجام دیں اور واجب نہیں کہ یہ کام اس شخص کو سپرد کیا جائے جو کمتر مرتبے پر عمل کر کے مقصود حاصل کر سکتا ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۷۰)

ہر فرد کیلئے انجام فریضہ کا حکم

اگر کسی شخص کے منع کرنے سے منکر میں کمی آتی ہو اور کسی اور شخص سے منع کرنے سے منکر کا خاتمہ ہو جاتا ہو تو دونوں اپنے شرعی فریضے کو انجام دینا واجب ہے۔ لیکن اگر دوسرا شخص انجام دے اور اس سے منکر کا خاتمہ ہو جائے تو پہلے شخص سے فریضہ ساقط ہو جائے گا۔ لیکن اگر پہلا شخص اپنے شرعی فریضے کو انجام دے اور اس سے منکر کم ہو جائے تو اس سے دوسرے شخص کا شرعی فریضہ ساقط نہیں ہو گا۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۷۰)

علم اجمالی کی صورت میں کمتر مرتبے کا وجوب

اگر علم اجمالی کے ذریعے معلوم ہو کہ کسی ایک مرتبے پر منع کرنا موثر ہو گا تو کمتر مرتبے پر عمل کرنا واجب ہے۔ پس اگر اس سے مقصود حاصل نہ ہو تو اگلے مرتبے پر عمل کرے گا۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۷۰)

نصیحت اور افشائے مطالب

شاہ کی حکومت کو نصیحت

سابقہ ٹیلی گراف سے ہم مطلع ہوئے ہیں، معلوم ہوتا ہے آپ[1] علمائے اسلام کہ جو ملت کے ناصح اور اُمت کیلئے شفیق ہیں، کی نصیحت پر توجہ نہیں کرنا چاہتے۔ آپ کے خیال میں قرآن کریم، آئین اور عمومی جذبات واحساسات کے مقابلے میں قیام کرنا ممکن ہے! قم و نجف اور دوسرے تمام

---

1. شاہ کا وزیر اعظم، ''اسد اللہ علم'' مراد ہے۔

اسلامی ممالک کے علمائے کرام نے نصیحت کی ہے کہ آپ کا غیر قانونی تصویب نامہ شریعت اسلام کے خلاف اور آئین اور پارلیمنٹ کے قانون کے مخالف ہے۔ اگر آپ کا گمان ہے کہ چند روزہ طاقت و زور کے ذریعے قرآن کریم کو زرتشت کی (کتاب) اوستا، انجیل اور بعض دوسری کتب ضالہ کے مقابلے میں لا کر قرآن کریم (جیسی کڑوروں مسلمانوں کی واحد آسمانی کتاب) کی قانونی حیثیت کو ختم کر کے قدامت پرستی کو زندہ کر لیں گے تو یہ آپ کی بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ اگر آپ کا گمان ہے کہ غلط اور آئین کے مخالف قانون پاس کرنے سے، آئین کی بنیادوں کو سست کیا جا سکتا ہے اور مملکت اور ملیت کے استقلال کے ضامن آئین کو کمزور کر کے اسلام و ایران کے خائن دشمنوں کیلئے راستہ ہموار ہو سکتا ہے تو آپ بہت بڑی خطا کا شکار ہیں۔ میں ایک بار پھر آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کی اطاعت کرو اور آئین کے آگے سر جھکا دو اور قرآن، علمائے اسلام، ملت اور زعمائے مسلمین کی مخالفت کے سنگین نتائج سے اور قانون کی خلاف ورزی سے ڈرو اور بلاوجہ مملکت کو خطرے میں نہ ڈالو، ورنہ علمائے اسلام آپ کے بارے میں اپنی رائے دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔

(صحیفہ امام، ج ۱، ص ۹۰)

شاہی حکومت کی خلاف ورزیاں

آپ محترم حضرات (اہل کرمان) علمائے اسلام اور حجج اسلام اور خطبائے عظام کی نظارت میں جس قدر ہو سکتا ہے اپنے اجتماعات، خصوصاً جمعہ کے دن زیادہ برپا کریں اور مذہبی مراسم اور شعائر کو اہمیت دیں اور قانون شکنی و زور گوئی کے مقابلے میں خاموش نہ رہیں اور انتہائی سکون اور اطمینان کے ساتھ اس جابر حکومت کی خلاف ورزیوں کو ملت ایران اور مسلمانوں کی دوسری اقوام تک پہنچائیں۔

(صحیفہ امام، ج ۱، ص ۴۰۳)

علما اور اُمت کی طرف سے اعتراض ضروری ہے

آپ کا فریضہ کہ اپنے دوستوں کو کہیں: جناب عالی! ملت کو آگاہ کرنا آپ کا فریضہ ہے، علما کا فریضہ ہے کہ وہ ملت کو آگاہ کریں، ملت کا بھی فریضہ ہے کہ وہ اس سلسلے میں آواز بلند کرے اور اطمینان کے ساتھ پارلیمنٹ تک اپنی بات پہنچائے، حکومت پر اعتراض کرے کہ وہ کیوں ایسے کام کر رہی ہے؟ کیوں ہمیں فروخت کر رہی ہے؟ کیا ہم تمہارے غلام ہیں؟

(صحیفہ امام، ج ۱، ص ۴۲۳)

اسلامی عدالت کو بیان کرنا ضروری ہے

اس وقت آپ کے پاس طاقت نہیں ہے تاکہ ان بدعتوں کو روکیں اور ان بُرائیوں کو ختم کریں۔ لیکن کم از کم خاموش تو نہ بیٹھیں۔ وہ تمہارے سر پر مار رہے ہیں، لہذا فریاد بلند کریں، اعتراض کریں، ظلم قبول نہ کریں، ظلم کو قبول کرنا، ظلم سے بدتر ہے۔ اعتراض کرو، انکار کرو اور ان لوگوں کی

تکذیب کرواور فریاد بلند کرو،ان لوگوں کے پروپیگنڈے اور نشریات کے مقابلے میں اس جانب سے بھی ایک پروپیگنڈہ ہونا چاہیے تاکہ وہ جو بھی جھوٹ کہتے ہیں اُس کو جھٹلایا جائے اور بتایا جائے کہ یہ سب جھوٹ ہے اور یہ اسلامی عدالت کے خلاف ہے جس کا وہ دعویٰ کررہے ہیں۔ مسلمان خاندان اور معاشرے کیلئے جو اسلامی عدل اُن کے پاس ہے اُس کا لائحہ عمل مکتوب اور مرتب ہے۔ یہ سب باتیں بتائی جانی چاہیں تاکہ لوگ متوجہ رہیں اور آئندہ نسل اس گروہ کی خاموشی کو حجت نہ سمجھ لے اور نہ کہے کہ ظالموں کا رویہ، مطابق شرع تھا اور دین اسلام کا تقاضا ہی یہ تھا کہ ظالم {أکل سحت} یعنی حرام خواری کریں اور لوگوں کے مال کو لوٹیں۔

(ولایت فقیہ، ص ۱۰۲)

حکومت کو علما کی نصیحت

آپ لوگوں کے پاس راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک کاغذ اُٹھائیں اور لکھیں،اس کے ٹکٹ کی قیمت اس قدر زیادہ نہیں ہے اگرچہ آپ کے پاس کم ہے، لیکن ایک کاغذ خدا کیلئے بھی لکھیں اور حکومت ایران کو کہیں: جناب عالی! اس جشن سے ہاتھ کھینچ لو، عوام بھوکے ہیں، بھوکوں کو سیر کرو، جناب عالی سے خواہش کریں اور وہ بھی خواہش کریں، میں نہیں کہتا کہ بات کریں، بلکہ تمنا اور التماس کریں علما سے افاضل سے اور یہاں کے علما و مراجع سے کہ جناب عالی! آپ اس حکومت کو نصیحت کریں، یہ لوگوں کو بدبخت کررہی ہے۔ اگر اس کی لگام کھلی رہی تو اس کے بعد کی مشکلات اور مصائب اس سے بھی بڑھ جائیں گے۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۳۶۸)

مطالب بیان کرنے کیلئے موقع سے استفادہ

اپنے مسائل بیان کریں، آج ایک فرصت ہے میں آپ سے عرض کررہا ہوں کہ اب موقع ملا ہے اگر یہ آزادی اور موقع نہ ملتا تو ایران کی یہ حالت نہ ہوتی، یہ ایک فرصت ہے اگر آپ اسے غنیمت جانیں تو یہ ایک فرصت ہے۔ اگر جناب عالی! اس فرصت کو غنیمت شمار کریں اور اعتراض کریں، اس وقت گروہوں کے اہل قلم لکھ رہے ہیں، دستخط کررہے ہیں، لکھ کر اعتراض کررہے ہیں، آپ بھی لکھیں، سو علماء سے دستخط لیں اور مطالب بیان کیئے جائیں اعتراضات کیئے جائیں، آج بات کہنے کا دن ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۲۵۱)

وعاظ اور اہل منبر کا فریضہ

معاشرے اور مساجد میں خطباء اور مقررین کا فریضہ ہے کہ وہ اس پچاس سالہ پہلوی حکومت کے تاریک دور میں ملت پر آنے والے مصائب کو بیان کریں، خصوصاً آخری چندماہ کے دوران مشہد مقدس میں اور حضرت ثامن الائمہ (ع) کے جوار میں اور رفسجان میں کیا ہوا ہے اس کی اطلاع لوگوں تک پہنچائیں اور اُنہیں اسلام کے مفید مسائل اور مسلمین کے مصالح سے متعلق مسائل سے آگاہ کریں اور سستی اور سرد مہری پیدا کرنے والی باتوں سے پرہیز کریں، چونکہ اس سلسلے میں خداوند متعال کی بارگاہ اور ملت کے سامنے کوئی بہانہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

سامعین پر بھی لازم ہے کہ وہ خطباء حضرات کو اسلامی اور انسانی مطالب بیان کرنے کی ترغیب دیں اور اُن سے انتہائی احترام کے ساتھ تقاضا کریں کہ وہ جرائم اور مظالم کو بیان کریں اور اُن کی وضاحت کریں اور غیر مفید اور بے مقصد باتوں سے پرہیز کریں اور اپنی حمایت کے ذریعے خطباء کو اطمینان خاطر دلائیں۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص ۴۳۵)

قیام اور انقلاب کے بارے میں علما کی وضاحتیں

محترم اور ذمہ دار خطبا اور علمائے کرام اپنے اعلانات، بیانات کے ذریعے آمادہ عوام کو کہ جنہوں نے اپنے آپ کو پالیا ہے رضاکارانہ طور پر ہم دل، ہم صدا اور یکسو ہو کر جس قدر جلدی ہو سکتا ہے اس انقلاب کو لوگوں کیلئے روشن کریں اور جرائم و لوٹ مار کی اس بساط کو لپیٹنے کیلئے، خدا کی لایزال قدرت پر بھروسہ کرتے ہوئے فساد کی اس پوسیدہ جڑ کو اُکھاڑ پھینکیں اور اس مستضعف قوم کو داخلی اور بیرونی استعمار کے چنگل سے نجات دلائیں۔

{وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوارِثِين}۔[1]

خداوند متعال کا ارادہ یہ ہے کہ وہ انبیائے عظام اور اُن کے وارثوں کی حکیمانہ رہبری میں مستضعفین کو طاغوتی حکومت کی قید سے آزادی دلائے اور اُن کی تقدیر خود اُن کے اپنے ہاتھوں میں دے دے۔ اس الٰہی امر میں ملت عزیز کو ذمہ دار علمائے کرام کے پیچھے چل کر اس اہم راستے کو طے کرنا چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص ۴۳۶)

1. سورہ قصص، ۵۔

قلم اور بیان کے ذریعے حکومت کے جرائم کا افشا

خطبا اور اہل قلم کے دانشور طبقات کو چاہیے کہ وہ جس لباس اور جس پیشے سے بھی تعلق رکھتے ہیں، ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر قلم اور بیان کے ذریعے، حکومت کے بے شمار جرائم کو ایران کی بیدار ملت کیلئے بیان کریں۔ پورے ایران کے شجاع اور عزیز طلباء بھی ہر موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے شاہی حکومت کے خلاف نعرے کو محفوظ رکھیں کہ جو ایک اسلامی نعرہ ہے۔

اسی طرح ملک سے باہر ذمہ دار اور پابند طلبا اور دانشور حضرات بھی اس خطرناک عنصر کے بارے میں جس قدر زیادہ ہو سکتا ہے ملک اور ملک سے باہر رہنے والوں کیلئے لکھیں اور شائع کریں اور پوری دنیا کی حریت پسند شخصیات کو اُس ظلم و ستم سے آگاہ کریں جو ملت ایران پر کیا جارہا ہے اور اُنہیں ایران کو عالمی استعمار اور استثمار کے چنگل سے نجات دلانے کیلئے اس دلیر ملت کی مدد کرنے پر آمادہ کریں۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص ۴۴۳)

تحریک کے بارے میں صحیح معلومات فراہم کرنا

اس وقت ہماری مملکت کے عوام نے قیام کیا ہوا ہے، جس قدر بھی ہو سکتا ہے، اُن کی مدد کرنا ہمارا فریضہ ہے۔ جس قدر ہو سکتا ہے اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھیں اور بات چیت کریں اور اپنے یورپی دوستوں تک اطلاع پہنچائیں اور اُن سے بات کریں۔ تم سے دس افراد اُن سے بات کریں، تم ہزاروں افراد پر مشتمل ہو [1] لہذا ہزاروں افراد تک اپنی بات پہنچا سکتے ہو، چونکہ انہوں نے ایران کی حالت کو برعکس بیان کیا ہے۔

(صحیفہ امام، ج۴، ص ۲۷)

تحریک کے بارے میں دنیا والوں کو آگاہ کرنا

ان کی مدد کرنا ہمارا فریضہ ہے ہمیں بے اعتنا نہیں ہونا چاہیے، ہم بول سکتے ہیں ہمیں معاشروں میں بولنا چاہیے، لکھنا چاہیے اور شائع کرنا چاہیے اور پوری دنیا کو آگاہ کرنا چاہیے اُن مصائب سے کہ جو ہماری قوم پر ڈھائے جارہے ہیں۔

(صحیفہ امام، ج۴، ص ۲۷)

1. ملک سے باہر مقیم ایرانیوں اور ایرانی طلبا سے خطاب۔

ملت اور اسلام کی مصلحت کی خاطر پروپیگنڈہ

جناب آپ کا فریضہ ہے یہ ایک قوم اور اسلام کی مصلحت کی بات ہے۔ لہذا آپ بھی ذمہ دار ہیں کہ جس قدر ہو سکتا ہے ان کے خلاف پروپیگنڈہ کریں، یعنی ایران کے حقیقی اور واقعی مسائل کو بیان کریں، جو کچھ اس ملت پر گذر رہی ہے، اُسے بیان کریں، جو کچھ اسکول، کالجز اور یونیورسٹیوں میں ہو رہا ہے اُسے لوگوں کے سامنے بیان کریں، چھوٹی سی بچی کو اس سال قتل کیا گیا ہے، یعنی اب سات آٹھ سالہ بچیوں تک نوبت آپہنچی ہے۔ جو کچھ ایران کے زندانوں میں ہو رہا اور جو کچھ خود ایران میں ہو رہا کہ جو خود ایک زندان ہے، یہ سب باتیں جو لوگ آگاہ ہیں، جو مدارس میں جاتے ہیں، اس معاشرے میں رہتے ہیں ان سب کا فریضہ ہے کہ یہ سب باتیں بیان کریں۔ بالفرض اگر دس بیس افراد کو یہ باتیں بتائیں تو ایک لہر پیدا ہو جائے گی، یہ بھی ایک خدمت ہے وہ لوگ جانیں دے رہے ہیں، آپ کی خدمت کر رہے ہیں، لہذا آپ کو بھی پروپیگنڈہ کرنا چاہیے اور یہ باتیں لوگوں سے کرنی چاہیں۔ مطبوعات میں نشر کریں، اپنی بات پہنچائیں، انٹرویو کریں اور اپنا پیغام پہنچائیں، آپ میری طرح تو نہیں کہ جس پر انٹرویو کی پابندی ہے۔ لہذا آپ اپنی بات لوگوں تک پہنچائیں۔

(صحیفہ امام، ج ۴، ص ۶۹)

تحریک کی مدد کیلئے خطاب

یہ کام کا وقت ہے ہم سب کو ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہیے، جو لوگ مملکت سے باہر ہیں جس قدر قوت رکھتے ہیں اس مملکت کی اور اپنے اہل مملکت کی مدد کریں، وہ خون دے رہے ہیں، آپ قلم، قدم اُٹھائیں اور مظاہرے اور جو کچھ کر سکتے ہیں، کریں جس طرح بھی ہو سکتا ہے مدد کریں، اس مملکت کے عوام سے خطاب کے ذریعے، پیغام پہنچائیں۔ ان کیلئے ایران کے حالات بیان کریں اور اُن کو بتائیں کہ ایران میں کیا ہو رہا ہے اور ہم پر کیا مصائب گذر رہے ہیں اور ایرانی کن مصائب میں گرفتار ہیں۔

(صحیفہ امام، ج ۴، ص ۱۳۱)

ایران کے مسائل کی وضاحت

اگر آپ ایک مظاہرہ بھی کرتے ہیں تو یہ ایک قسم کی وضاحت ہے ایران کے مسائل کی، خدا آپ کو توفیق دے، اس وقت آپ بارش میں کھڑے ہیں تو یہ بھی خدا کیلئے ہے، ملت کی نجات کیلئے ہے، چونکہ آپ سب کا فریضہ ہے کہ جو ایران سے باہر پروپیگنڈہ ہو رہا ہے اور بعض غیر ایرانی روزنامے، ملت ایران کے خلاف اور محمد رضا خان کی مرضی کے مطابق لکھ کر روزی کما رہے ہیں، اس کے بارے میں وضاحت کریں، ان کے مقابلے میں آپ بھی لوگوں کیلئے وضاحت کریں۔ آپ بھی جس حد تک ہو سکتا ہے بیان کریں کہ ایران کے حالات اس طرح ہیں۔ ایران کی آواز اس لئے بلند نہیں

کہ وہ بہت زیادہ آزاد ہے، بلکہ اس لئے بلند ہے کہ ہم آزادی چاہتے ہیں، چونکہ آزادی نہیں ہے، آزادی کہاں ہے؟ ہماری مطبوعات بند ہیں، کئی دنوں سے بند ہیں، یہ کیوں بند ہیں؟ چونکہ سنسر شپ ہے، ہم کہتے ہیں یہ سنسر شپ نہیں ہونی چاہیے، جہاں بھی جائیں تعطیل ہے، ہڑتال ہے، چونکہ عوام اس مملکت کو ان لوگوں کے ہاتھوں ختم ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۱۱۸)

پروپیگنڈے کے مقابلے میں پروپیگنڈہ

میں خداوند تبارک و تعالیٰ سے آپ سب کی سلامتی چاہتا ہوں اور اس بات کی ہر رات تکرار کر رہا ہوں کہ ہم سب کا فریضہ ہے، یہ مسئلہ، فریضہ ہے ایک شخص کی بات نہیں کہ ایک ہو اور ایک نہ ہو، ایسا نہیں، میرا فریضہ ہے، جناب عالی! کافریضہ ہے ہم سب کا فریضہ ہے کہ یہ تحریک کہ جو ایران میں اُٹھی ہے، ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیے۔ اس وقت تمام جوان ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں، ایک بوڑھی عورت نے اپنے چند بچے دے دیئے ہیں، لیکن وہ کھڑی ہوئی کہہ رہی ہے کہ میں حاضر ہوں کہ میری ہر چیز ختم ہو جائے! یہاں سے آپ مدد کر سکتے ہیں، لہذا آپ کو مدد کرنی چاہیے، یعنی یہاں سے آپ کی مدد، پروپیگنڈہ ہے، شاہ اور اس کے روزنامے اور وہ صحافی جو شاہ کے ٹکڑوں پر پلنے والے ہیں جو پروپیگنڈہ کر رہے ہیں، اس کے مقابلے میں پروپیگنڈہ کریں۔ یہ لوگ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ یہ لوگ انتشار پیدا کر رہے ہیں، یہ لوگ وحشی ہیں، اس قسم کی باتیں کی جارہی ہیں۔ آپ اس کے مقابلے میں اپنے دوستوں سے رابطہ کریں، مظاہرے کریں، ان امور سے غافل افراد سے رابطہ کریں، جہاں بھی آپ کسی یورپی، امریکی کو دیکھیں آپ میں سے چند افراد کھڑے ہو جائیں اور فوراً کہیں: ایران کا مسئلہ اس طرح ہے، ایرانی عوام یہ کہہ رہے ہیں، ایران کے عوام وحشی نہیں ہیں، ایران کے عوام ترقی پسند ہیں، اسی لئے وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم آزادی چاہتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ امریکہ ہمارا مال لوٹ کر لے جائے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۲۵)

امام حسین (ع) کی مجالس سے استفادہ

اب جبکہ محرم کا مہینہ شمشیر الٰہی کی مانند، اسلام کے سپاہیوں، علمائے کرام، خطبائے عظام اور سید الشہداء (علیہ الصلوۃ والسلام) کے شیعیان عالی مقام کے ہاتھوں میں ہے، لہذا اُنہیں چاہیے کہ وہ اس مہینے سے بہتر سے بہتر استفادہ کریں اور الٰہی طاقت پر بھروسہ کرتے ہوئے خیانت اور ظلم کے اس درخت کی باقی جڑیں بھی کاٹ ڈالیں، چونکہ ماہ محرم، یزیدی طاقتوں اور شیطانی حیلوں کی شکست کا مہینہ ہے۔

سید مظلومین اور حریت پسندوں کے آقا کی مجالس، جہل پر عقل، ظلم پر عدل، خیانت پر امانت اور طاغوتی حکومت پر اسلامی حکومت کے غلبے کی مجالس ہیں۔ لہذا انہیں جس قدر زیادہ شان وشوکت اور زیادہ سے زیادہ تعداد کے ساتھ برپا کیا جائے اور عاشورا کے خونیں پرچم، ظالموں سے مظلوموں کے روزِ انتقام کے حلول کی علامت کے طور پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں بلند کیا جائیں تو بہتر ہے۔

خطبائے محترم اور مقررین حضرات، اپنے الٰہی فریضے پر زیادہ سے زیادہ عمل کریں اور وہ فریضہ ہے: حکومت کے جرائم کا افشا کیا جانا، اس طرح وہ اپنے آپ کو خداوند متعال اور حضرت ولی عصر (عجل اللہ تعالٰی فرجہ الشریف) کی بارگاہ میں سرافراز اور روسفید کریں۔ حوزہ ہائے علمیہ کے طلاب اور فضلا کہ جو ان دنوں شہروں اور قصبوں کی طرف جاتے ہیں وہ محترم اور محروم کاشتکاروں کو شاہ کے مظالم اور بے دفاع لوگوں کے قتل وغارت سے آگاہ کریں اور اُنہیں نصیحت کریں کہ شاہ اور اُس کے کارندوں کے زہریلے پروپیگنڈے کے برعکس اسلامی حکومت، بڑے بڑے زمینداروں اور سرمایہ داروں کی طرفدار نہیں ہے، بلکہ یہ شاہ ہے کہ جو امریکہ کی طرفداری کے ذریعے، ہماری زراعت کو تباہ کر رہا ہے، یہ شاہ ہے کہ جس نے سرمایہ داروں کی حمایت کرتے ہوئے، ہماری مستضعف ملت کے ذخائر کو ختم کر ڈالا ہے۔ آپ اُنہیں مطمئن کریں کہ حکومت حق میں تمہاری بہترین حمایت ہو گی۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۷٦)

عوام کی آواز دنیا والوں تک پہنچانا

آپ کہ جو یہاں ہیں اور جہاں سے بھی آئے ہیں، آپ سب کا فریضہ ہے کہ ایران کی خدمت کریں اور اس تحریک کی مدد کریں۔ آپ یہاں سے پروپیگنڈہ کر کے مدد کر سکتے ہیں تاکہ شاہ کے پٹھوؤں اور پروپیگنڈہ کرنے والوں کا منہ بند ہو جائے۔ ان لوگوں کے پاس ایران سے باہر ایسے اشخاص ہیں جو شاہ کی حفاظت کیلئے پروپیگنڈہ کر رہے ہیں، آپ لوگوں کو آگاہ کریں کہ ایرانی عوام کیا چاہتے ہیں، یہ ملت کہ جس نے پندرہ سال سے قیام کیا ہوا ہے اور ایک سال سے متواتر خون دے رہی ہے، متواتر اپنے جوانوں کو قربان کر رہی ہے، یہ ملت کیا چاہتی ہے؟ ان کے نزدیک استقلال اور آزادی کی کتنی قدر ومنزلت ہے کہ اپنے جوان قربان کر رہے ہیں؟ ان کی مدد کریں، لوگوں سے کہیں، اس علاقے کے عوام سے کہیں کہ ایران میں یہ حالات ہیں اور ایران یہ چاہتا ہے اور آپ ان باتوں پر کان نہ دھریں کہ پوری دنیا میں پروپیگنڈہ کیا جا رہا کہ یہ چند بدمعاش اور پست لوگ ہیں اور وحشی ہیں!

(صحیفہ امام، ج۵، ص۱۱۰)

شاہی حکومت کی صریحی مخالفت اور افشا

پورے ایران میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جو کہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ سلطان جائر ہے؟ کوئی ہے جو کہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ سنت رسول اللہؐ کی مخالفت کر رہے ہیں؟ کیا کوئی نہیں جانتا کہ یہ شخص عہد خدا کو توڑ رہا ہے، گناہگار ہے، عوام پر ظلم وستم کر رہا ہے؟ عوام کے مال کو ضائع کر رہا

ہے ؟ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں نہیں جانتا۔ اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے ؟ تمام طاقت ہمارے ساتھ ہے، کیسے کچھ نہیں کر سکتے ؟ سب لوگ منع کریں، یعنی زبان سے کہیں کہ شاہ ایسا ہے، بعض علاقوں کے علما کس طرح صریحاً لکھتے ہیں کہ شاہ ایسا ہے، سب کو کہنا چاہیے کہ شاہ ایسا ہے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ حکومت کیسی ہے ! یہ سب غلط ہے۔ اُنہیں نام لے کر کہنا چاہیے کہ شاہ ایسا ہے اسے منع کرنا چاہیے۔ یہ کوئی بہانہ نہیں کہ میں نہیں جانتا اور نہیں کر سکتا ! نہیں آپ سب کچھ کر سکتے ہیں۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص ۲۰۰)

غیر قانونی حکومت کی مذمت

حکومتی اور قومی تمام گروہوں پر لازم ہے کہ وہ پہلے کی طرح غیر قانونی حکومت کی مذمت کریں۔

(صحیفہ امام، ج۶، ص ۲)

تحریک کے سلسلے میں اہل قلم کا فریضہ

اس وقت ہم سب کا فریضہ ہے کہ اس تحریک کی مدد کریں کہ جو اس وقت تک کس قدر نتائج کی حامل رہی ہے اور ہمیں اُمید ہے کہ یہ تحریک آخر تک رہے گی، لہذا ہم سب کو اس کی مدد کرنی چاہیے۔

آپ اہل قلم ہیں، لکھیں، بحث کریں، گفتگو کریں، پروپیگنڈہ کریں، اس تحریک کو بڑھائیں، اس کی حمایت کریں اس حکومت کی حمایت کریں اظہار نظر کریں اور روزناموں میں اعلان کریں۔ بعد میں انشاءاللہ ایک برحق حکومت قائم ہو جاتی ہے تو ہمیں افسوس کے ساتھ اس ویرانے کو دوبارہ تعمیر کرنا ہے، وہ اس مملکت کو تباہ کر کے چلے گئے ہیں، وہ لوگ کھا پی کر چلے گئے ہیں، اب ہم اور آپ ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیں اور اس ملک کو دوبارہ بنائیں، یہ جو زلزلہ آیا ہے اسے دوبارہ تعمیر کریں۔

(صحیفہ امام، ج۶، ص ۹۱)

حقائق کی اشاعت کیلئے اسلامی اداروں کا قیام

جہاں بھی ممکن ہے، دنیا کے تمام نقاط میں، اسلام کے نجات بخش حقائق کی نشر و اشاعت کیلئے اور اسلام کی پہچان کروانے کیلئے اسلامی ادارے قائم کرنے ضروری ہیں۔ جو ایک منظم اور ہم آہنگ ادارے کے تحت عدالت کی اشاعت اور ظالموں اور لوٹ مار کرنے والوں کے ہاتھ کاٹنے کیلئے مشغول

رہیں۔ ہمارے ناتجربہ کار اور فریب خوردہ نوجوانوں کو تمام مکاتیب فکر کے انحرافات سے آگاہ کرتے ہوئے اور اسلامی نظام سے آشنا کرتے ہوئے، نجات دلانا ضروری ہے۔ {من أحیاها فکانما أحی الناس جمیعاً} (جو بھی ایک شخص کو زندہ کرتا ہے وہ گویا تمام انسانوں کو زندہ کرتا ہے)۔ سورۂ مائدہ ۳۲

(صحیفہ امام، ج۳، ص ۳۲۴)

فریب خوردہ افراد کو آگاہ کرنا

اے میرے عزیزوں! اسکولوں، یونیورسٹیوں اور کالجز میں آگاہانہ اور ذمہ دارانہ قیام کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ مل جاؤ اور اسلام و مملکت کی نجات کیلئے کوشش کرو، ہر چیز سے پہلے اسلام کے قیمتی احکام کی پیروی کرو کہ جو تمام ملل و اقوام کی سعادت کے ضامن ہیں اور اُن گروہوں کو دشمن کے حیلوں سے آگاہ کرو کہ جو اغیار کے پروپیگنڈے کے سبب دھوکہ کھا کر بعض مکاتب فکر کی طرف راغب ہو گئے ہیں، ان مکاتب فکر کے حیلہ باز سربراہوں کی خیانتوں کو افشا کرو۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص ۴۸۳)

استادوں اور قومی سربراہوں کا انحراف

اگر آپ نے اُستادوں، دبیروں، قومی سربراہوں میں قومی و دینی مقاصد سے انحراف دیکھا کہ جن میں سے سرفہرست سابقہ حکومت کی سرنگونی ہے، تو شدید اعتراض کریں اور اُنہیں راہ ملت کہ جو راہ خدا ہے، پر چلنے کی دعوت دیں اور وہ قبول نہ کریں تو اُن سے دوری اختیار کرتے ہوئے صریحاً اُن کے گمراہ کن مقاصد سے مظلوم عوام کو آگاہ کریں کہ یہ لوگ دین، ملت اور ملک کے خائن ہیں اور یہ لوگ شاہ اور اُس کے بین الاقوامی سرپرستوں کی لوٹ مار کو جاری رکھنا چاہتے ہیں اور قوم کو فقر و پسماندگی کی حالت میں رکھنا چاہتے ہیں۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص ۴۸۶)

لوگوں کے سامنے، کیمونسٹوں کے مقاصد کا افشا

یہ ایسے لوگ[1] ہیں کہ جن کے سامنے عقل و منطق کی کوئی اہمیت نہیں، اگر آپ ان سے کہیں: آئو، بیٹھو، بات چیت اور گفتگو کرتے ہیں تو ان کے پاس عقل و منطق نہیں ہے، یہ فوراً ادھر اُدھر حملہ کریں گے، یہ لوگوں کے گھروں کو لوٹ رہے ہیں۔ یہ سب شور شرابہ برپا کرنے کی خاطر ہے، یہ اس وقت حالات کو خراب کرنا چاہتے ہیں اور اس خراب حالت سے اپنے آقائوں کیلئے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں۔ میرا احتمال ہے کہ نہ تو امریکہ ہے نہ ہی روس، یہ لوگ (شاہی) دربار میں تھے، یہی کہ جو کیمونسٹ ہونے کا نقارہ بجا رہے ہیں، ان کے بڑے سب دربار میں خدمت گذار تھے۔ بنابریں، بالفرض

1. انقلاب کے مخالف گروہ مراد ہیں۔

یہ اس وقت شور شرابہ مچا رہے ہیں تو آپ کو چاہیے کہ جوانوں کو آگاہ کریں، یہ جوان کہ جو آپ کے پاس ہیں، ان سے بات کریں، انہیں آگاہ کریں اور انہیں سمجھائیں کہ وہ اس گروہ پر اعتراض کریں کہ جو اب ایران میں حالات خراب کر رہے ہیں اور اُن کا یہ قدم یقیناً دوسروں کے نفع میں ہے، یہ لوگ دوسروں کے آلہ کار ہیں، لیکن اس صورت میں سامنے آئے ہیں۔

(صحیفہ امام، ج۶، ص۱۶۵)

احکام اسلام کے اجرا کے مخالفین کا افشا

عوام کو بیدار کرو، عوام کو ہوشیار کرو، علما میں سے کچھ سمجھدار لوگ ان کارخانوں میں جائیں اور عوام سے بات چیت کریں اور انہیں سمجھائیں کہ یہ کون لوگ ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کہ بزرگ اور بڑے خود دربار (شاہ) میں خدمت کرتے رہے ہیں، اب یہ لوگ باتیں کر رہے ہیں اب جبکہ یہ پابرہنہ ملت، فتح سے ہمکنار ہو چکی ہے تو ادھر اُدھر سے نکل رہے ہیں اور ایران واپس آکر اس دستر خوان پر شریک ہونا چاہتے ہیں، یہ سب باتیں لوگوں کو سمجھانی چاہیں، ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان میں سے بعض بہت ہی فرسودہ قسم کے افراد باہر سے آرہے ہیں اور یہاں آکر باتیں کر رہے ہیں، ریڈیو میں بول رہے ہیں کہ اسلام اجرا نہیں ہو سکتا، یہ شخص غلط کہہ رہا ہے۔ اُسے چاہیے کہ مساجد میں جا کر یہ کچھ کہے، یہ کیا جانتا ہے کہ اسلام کیا ہے؟ یہ ایران سے باہر جا کر سو گئے تھے، ہماری ملت نے محنت کی ہے اور اب یہ آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کے ہاتھ بھی کچھ لگ جائے، یہ سب باتیں علمائے کرام مساجد میں بیان کریں، اسلام قابل اجرا ہے، اگر اسلام قابل اجرا نہ ہو تو پھر ہمیں کہنا چاہیے کہ خداوند متعال کے احکام میں کوئی نقص ہے؟! البتہ اسلام مفاسد کی روک تھام کرتا ہے، اسلام روکتا ہے۔۔۔ اگر ان کی مراد یہ ہے کہ اس وقت اسلام اجراء نہیں ہو سکتا، یعنی ہمارے سینمائوں میں وہی ننگی عورتیں اور وہی بُرے کام جاری رہیں۔ البتہ اسلام ان چیزوں کے مخالف ہے، لیکن ہر قسم کی ترقی کے موافق ہے، ہر قسم کی پیشرفت کا حامی ہے، اسلام پیشرفت کیلئے آیا ہے، ترقی کیلئے آیا ہے، یہ باتیں کہ جو بعض کر رہے ہیں، ان کی روک تھام ہونی چاہیے تا کہ اسلام مخالف کاموں کو تکرار نہ کیا جائے، اس کام کیلئے اشخاص منتخب ہونے چاہیے اور جہاں یہ لوگ جاتے ہیں وہاں جا کر لوگوں کو آگاہ اور بیدار کیا جانا چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج۶، ص۲۵۲)

گفتگو کے مخالفین کا مقابلہ

جناب عالی! اس انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ چار کیمونسٹ یونیورسٹی میں آئیں اور یونیورسٹی پر قبضہ کر لیں؟ کیا آپ اُن سے کم ہیں؟ آپ کی تعداد اُن سے زیادہ ہے، آپ کی حجت اور دلیل اُن سے قوی ہے۔ آپ کو یہ مسائل بیان کرنے چاہیں، ان کی یونیورسٹی میں خیانتوں کو برملا کرنا چاہیے۔ ان کی خیانت کے بارے میں کہیں تا کہ یہ خود ہی چھوڑ کر چلے جائیں۔ آپ کھڑے ہو جائیں اور بات کریں، آپ میں سے ایک ایک آئے اور ان کے بارے بتائے

اور ان سے کہے کہ آپ لوگ کون ہیں؟ تم لوگ یونیورسٹی میں آکر خلل پیدا کرنا چاہتے ہو؟ تم کیا چاہتے ہو؟ ہمارے لئے درس دینا چاہتے ہو؟ تم پہلے اپنے آپ پر نظر ڈالو، اپنا حساب کتاب کرو کہ اس ملک میں تمہاری حیثیت کیا ہے؟ تم لوگ اس ملک کے رہنے والے ہو یا غیروں کے آلہ کار ہو، اپنے آپ کو ہم سے وابستہ کر رہے ہو؟ جناب عالی! آپ کھڑے ہو کر یہ سب باتیں کریں۔

ان لوگوں کے منہ پر مارنا چاہیے (اس کے بغیر چارہ نہیں ہے)، آپ کی تعداد ان سے زیادہ ہے آپ کی دلیل اور حجت اُن سے قوی ہے، اُن کی خیانت بہت واضح ہے صرف ان خیانتوں کو برملا کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ لوگ اکھٹے ہوں اور یہ سب باتیں بیان کریں۔ آپ اگر کسی ادارے کے سر براہ اور معلم کو دیکھتے ہیں کہ وہ کیمونسٹ ہے تو اُسے یونیورسٹی سے نکال دیں، میں نہیں کہتا کہ ان سے جنگ کریں، میں چاہتا ہوں فی الحال نرمی سے کام لیں ، اگر کسی وقت جنگ کی ضرورت پڑی تو پھر۔۔۔ فی الحال نرمی سے کام لیا جائے، ان کے ساتھ بات کی جائے آپ بھی اُن سے بات کریں، آپ لوگ اس انتظار میں نہ رہیں کہ کوئی اور آکر آپ کی بات اُن تک پہنچائے، آپ خود بات کریں، ایک عالم دین کو چاہیے وہ ان سے بات کرے آپ خود ان سے بات کریں، گفتگو کریں ۔اُن کے مقابلے میں کھڑے ہو جائیں اور اُن کے کاموں پر انگلی رکھ کر کہیں کہ تم یہ کام کس لئے کر رہے ہو؟ تم کس کے ماتحت ہو کر یہ کام انجام دے رہے ہو؟ تم ایرانی ہو کے یہ کام کر رہے ہو یا امریکائی ہو یا روسی؟ تم اُن کیلئے کام کر رہے ہو یا ایران کیلئے؟

(صحیفہ امام، ج۸، ص۱۳۸)

مخالفین کے سامنے قیام اور بحث

یہ لوگ یونیورسٹی میں انسان بنانا نہیں چاہتے، لیکن آپ سنجیدگی دکھائیں کہ یہاں سے انسان بن کر نکلیں۔ آپ ان افراد کے بارے میں سنجیدہ ہو جائیں کہ جو یونیورسٹی میں فساد پھیلا رہے ہیں، آپ خود ان کو باہر نکالیں، نہ آکر شکایت کریں کہ یونیورسٹی میں فلاں آکر ایسی باتیں کر رہا ہے، آپ خود جاکر اس کا مقابلہ کریں اور اس کے مقابلے میں کھڑے ہو کر کہیں: اے فلاں! تم کیا کہہ رہو؟

(صحیفہ امام، ج۸، ص۱۷۸)

جوانوں کی تحریک میں عوام کا فریضہ

آج ہماری قوم کا فریضہ یہ ہے کہ اس قوم کے تمام افراد اپنے کان اور آنکھیں کھولیں اور ان کی رفت وآمد پر نظر رکھیں، اگر ملت اس انتظار میں رہے کہ صرف پاسداران (انقلاب) یا انتظامی کمیٹی یا حکومت اپنا فریضہ ادا کرے تو یہ ایک غلطی ہے۔ اس وقت تمام افراد کا فریضہ ہے کہ وہ ان مسائل پر نظر رکھیں، یہ فسادی لوگ کہ جو ایک کونے میں چھپے ہوئے ہیں اور فساد پھیلا رہے ہیں اور افسوس کے ساتھ ہمارے جوانوں کو، ہماری معصوم بچیوں کو ہمارے چھوٹے بچوں کو بہکا رہے ہیں، ان کے ماں باپ کو متوجہ ہونا چاہیے کہ یہ لوگ ان کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں تاکہ حالات خراب ہو جائیں،

اگر یہ ان حالات سے فائدہ اُٹھا سکے تو خوب ورنہ کم از کم ماحول کو تو آلودہ کردیں گے۔ تمام ماں باپ اور رشتہ داروں کا فریضہ ہے کہ وہ ان فریب خوردہ بچوں کو ان فریب خوردہ لڑکوں اور لڑکیوں کو نصیحت کریں اور انہیں ملت اور اسلام کے راستے کے برخلاف چلنے سے روکیں، انہیں ان کاموں سے منع کریں، وہ غافل نہ بیٹھیں رہیں کہ اُن کے بچے جا کر لوگوں کے درمیان فساد پھیلائیں اور اس کی سزا دیکھیں اور اُس دنیا میں بھی اس کی سزا حاصل کریں۔

(صحیفہ امام، ج ۱۵، ص ۲۵)

مخالف گروہوں کے فریب خوردہ افراد کو نصیحت

ملک کے اندر اور باہر اسلامی جمہوریہ کے اور ہمارے وآپ کے دو اہم ترین دشمن، ظالم عالمی سپر طاقتیں اور اُن کے شکار شدہ جوان ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے عظیم دشمنوں نے اپنے مکتب کے بازی خوردہ افراد اور اپنے شکار کے ذریعے ملک کے اندر اور باہر سے آپ پر پروپیگنڈے اور اسلحے کی وسیع یلغار کی ہوئی ہے۔ ہمیں یہاں سے اور آپ لوگوں کو ملک سے باہر کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے اِن فریب خوردہ جوانوں کو ان فریب کاروں کے جال سے نجات دلائیں۔ یہ دھوکہ کھائے ہوئے اور بے خبر جوان، سیاست بازوں کے پھیلائے ہوئے جالوں میں اس طرح کان اور آنکھیں بند کیئے ہوئے اُن کے سامنے تسلیم ہو چکے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ کے اعلیٰ عہدیداروں، سپاہ پاسداران اور اسلام و ملک کے جانثار مجاہدین کے بارے میں ہر قسم کے جھوٹ اور تہمتوں کو بے چون وچرا قبول کر کے اپنے آپ کو ان دھوکہ باز سیاستدانوں کی راہ میں قربان کر رہے ہیں اور کان وآنکھیں بند کر کے ان خدا سے بے خبر سیاستدانوں اور اُن کے آقا امریکہ کیلئے اپنی شجاع اور دلاور ملت کا خون بہا رہے ہیں کہ جوان کی تباہی کے ذریعے اپنے لئے اور اپنے غیر انسانی مقاصد کیلئے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں۔

آپ عزیز جوانوں کو بیدار اور ہوشیار رہنا چاہیے اور اپنے داخلی اور بیرونی دوستوں کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ان نوخیز غافل جوانوں کو نصیحت کرنی چاہیے اور انہیں شیطان کے جال سے نجات دلانی چاہیے۔ ہمارے اور آپ کے قومی اور دینی فرائض میں سے ہے کہ ہم امریکی اور صیہونی پروپیگنڈے کو بے اثر بنائیں کہ جو جھوٹ اور افتراء کے ذریعے اسلامی جمہوریہ ایران کو داغدار بنا کر گوشہ نشین کرنا چاہتے ہیں اور افوائیں پھیلانے والوں کے جرائم سے جہاں تک ہو سکے پردہ اُٹھائیں اور اپنی محروم قوم وملت کی ہر ممکن مدد کریں کہ جو سوائے اسلام اور استقلال وآزادی کے اور کچھ نہیں چاہتی۔

(صحیفہ امام، ج ۱۵، ص ۳۴۷)

مخالف گروہوں کے جرائم کا افشا

وجدان اور شریعت مطہر کے مطابق آپ دوستوں [1] کا فریضہ ہے کہ جس قدر ہو سکتا ہے ان لوگوں [2] کے جرائم کو فاش کریں اور جوانوں کو ان کا شکار نہ بننے دیں کہ جو اس ملت کا ذخیرہ ہیں۔آپ کو جان لینا چاہیے کہ اگر ہم اسلام کے جھنڈے اور توحید کے پرچم کے نیچے اکٹھے ہو جائیں تو دشمنوں کے ضرر سے محفوظ رہیں گے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۶، ص ۱۲۸)

اسلام کی کسمپرسی کو ختم کریں

اسلام کی بیکسی پر دل جلانے والے بیدار اور ذمہ دار افراد پر لازم ہے کہ وہ احکام اسلام کی اس کسمپرسی کے پہلو کے بارے میں خصوصاً حج میں کہ جہاں اسلام کی کسمپرسی کا یہ پہلو بہت ہی نمایاں ہے، اپنے قلم و بیان اور گفتگو و تحریر کے ذریعے کوشش کریں خصوصاً حج کے ایام میں، کیونکہ ان عظیم مراسم کے بعد تمام انسان اپنے شہر اور علاقے میں اس عظیم پہلو پر توجہ کرتے ہوئے مسلمانوں اور دنیا کے مظلوموں کو بیدار کر سکتے ہیں اور صلح کی حمایت کا دعویٰ کرنے والے ظالموں کے آئے دن کے مظالم اور دباؤ سے دنیا بھر کے مظلوموں کو نکالنے کیلئے حرکت میں لا سکتے ہیں۔

(صحیفہ امام، ج ۱۹، ص ۲۳)

انحراف پھیلانے والوں کو نہی عن المنکر

تمام حجاج محترم خصوصاً کاروانوں کے سرپرست حضرات، علمائے کرام اور دوسرے آگاہ افراد پر لازم ہے کہ وہ انتہائی دقت کے ساتھ حجاج کرام کی رفتار و کردار اور حرکات و سکنات کا خیال رکھیں اور محض کسی سے انحرافی حرکت دیکھتے ہی اُسے نہی کریں اور اگر دیکھیں کہ وہ اصرار کر رہا ہے اور فساد پھیلانا چاہتا ہے تو نرمی اور موعظہ حسنہ کے ذریعے اُسے روکیں اور دوسروں کو بھی خبردار کریں کہ ایسے شخص کو اپنی صفوں سے نکال دیں اور توجہ رکھیں کہ بعض اوقات فساد پھیلانے والے شور شرابے کے ذریعے حالات خراب کرنا چاہتے ہیں، ایسے کاموں کی روک تھام ہونی چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۹، ص ۲۷)

1. ملک سے باہر مقیم اسلامی طلباء کی انجمن سے خطاب۔
2. منافقین مراد ہے۔

تفرقہ انگیز حرکتوں کا افشا

آج جبکہ بیداری کی ہوا پوری دنیا میں چل رہی ہے اور ظالموں کی فریب کارانہ سازشیں فاش ہو رہی ہیں، لہذا وقت آ پہنچا ہے کہ ہر قوم و قبیلے اور ہر سرزمین کے حقیقی مظلومین کے غم دیدہ افراد اپنے قلم و بیان اور افکار کے ذریعے، ظالموں کے جرائم سے پردہ اُٹھائیں کہ جو اُنہوں نے طول تاریخ کے دوران انجام دیئے ہیں اور اس سرزمین کے ساکنین کیلئے اُن کے سیاہ کارناموں کو پیش کریں۔ پوری دنیا کے علما خصوصاً اسلام کے عظیم علماء اور دانشوروں کو چاہیے کہ وہ اُٹھ کھڑے ہوں اور یک جان و یکدل ہو کر اس حیلہ باز اور سازشی اقلیت کے ظالمانہ تسلط سے انسانیت کو نجات دلائیں کہ جو سازشوں اور شور شرابے کے ذریعے اپنے اس ظالمانہ تسلط کو دنیا والوں پر پھیلائے ہوئے ہیں۔ اُن کو اٹھ کھڑا ہونا چاہیے اور اپنے قلم و بیان اور عمل کے ذریعے مظلوموں پر چھائے ہوئے کاذب خوف و ہراس کو ختم کر ڈالیں اور ان کتابوں کو نابود کر دیں کہ جو استعمار کی طرف سے ان کے شیطانی غلاموں کے ذریعے شائع ہوئی ہیں اور جن میں مسلمانوں کے مختلف گرہوں کے درمیان اختلاف کو ہوا دی گئی ہے اس طرح وہ اختلاف کی جڑوں کو اُکھاڑ پھینکیں کہ جو مظلوموں اور مسلمانوں کے تمام اختلافات کا سرچشمہ ہیں اور یکدل اور یک جان ہو کر ان فرقہ پرستانہ ذرائع ابلاغ کے خلاف بولیں کہ جو دن رات کا اکثر وقت فتنہ انگیزی، نفاق افگنی اور افواہیں پھیلانے میں صرف کرتے ہیں اور اُس دہشت گردی کے سرچشمے کو ختم کر ڈالیں کہ جو وہایٹ ہاؤس سے پھوٹتا ہے۔

(صحیفہ امام، ج۱۹، ص۱۴۸)

عملی امر بالمعروف

فرض کریں آپ کسی سفارت خانے میں ہیں اور عمل کرنا چاہتے ہیں تو جو کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے اُس پر آپ خود اچھی طرح عمل کریں دوسروں سے کوئی سروکار نہ رکھیں۔ البتہ اگر وہ کوئی غلط کام کرتے ہیں تو اُنہیں نہی کریں۔

(صحیفہ امام، ج۱۹، ص۳۲۸)

تارک نماز کو امر بالمعروف

س: میں نے چند سال ہوئے ہیں شادی کی ہے اور میں خود، دینی و شرعی مسائل سیکھنے کی بہت زیادہ کوشش کرتا ہوں اور امام خمینیؒ کا مقلد ہوں، لیکن افسوس کے ساتھ میری بیوی شرعی مسائل کو زیادہ اہمیت نہیں دیتی اور بعض اوقات بہت زیادہ شور شرابہ کرنے پر ایک دفعہ نماز پڑھ لیتی ہے اور کئی بار نہیں بھی پڑھتی اور یہ چیز مجھے بہت زیادہ رنجیدہ کرتی ہے یہاں میرا فریضہ کیا ہے؟

ا۔ کیا شرعاً اُس کے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانے کھانا جائز ہے؟

۲۔ کیااُس سلسلے میں قیامت کے دن میں جوابدہ ہوں گا؟

۳۔ کیااُس کی دین سے بے توجہی کے سبب اُسے طلاق دے دینی چاہیے؟

ج: اگر وہ خدا یا رسولؐ یا ضروریات دین میں سے کسی ایک ضرورت دینی کی منکر نہیں تو وہ پاک ہے۔ اُسے فقط امر بالمعروف کریں اور اگر موثر نہ ہو تو آپ معذور ہیں ضروری نہیں اُسے طلاق دیں۔ البتہ طلاق کا اختیار خود آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے۔

(استفتاءات، ج ۱، ص ۴۸۶)

عزیز و اقارب کی راہنمائی

س: اگر انسان کے عزیز و اقارب بطور علنی فسق کے مرتکب ہوں اور اُن کے ساتھ میل جول سے انسان کے گناہ میں پڑنے کا خطرہ ہو، کیا پھر بھی اُن کے ساتھ معاشرت واجب ہے؟

ج: اُسے سعی کرنی چاہیے کہ وہ گناہ میں مبتلا نہ ہو، بلکہ اُن کی راہنمائی کرنی چاہیے۔

(استفتاءات، ج ۱، ص ۴۸۸)

اسلامی جمہوریہ کے مخالفین کی راہنمائی

س: ایسے شخص کے ساتھ دوستی کرنا کیسا ہے کہ جو مسلمان ہے، اپنے دینی فرائض، مثلاً نماز، روزہ ادا کرتا ہے، لیکن ولایت فقیہ، امام خمینیؒ کی رہبری اور اسلامی جمہوریہ حکومت پر اعتقاد نہیں رکھتا اور التقاطی[1] سوچ کا حامل ہے، کیا اُس کے ساتھ بحث مباحثے کے ذریعے اُسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہیے؟ یا اُس سے قطع تعلق کر لیں؟

ج: اُس کی راہنمائی کریں۔

(استفتاءات، ج ۱، ص ۴۸۴)

1. التقاط: دین کے بعض عقائد کو ماننا، بعض کی نفی کرنا اور بعض دوسرے ادیان سے اقتباس کرنا۔ (مترجم)

گناہوں کے مقابلے میں نہی عن المنکر

س: میں ایک عرصے سے سلے سلائے کپڑوں کی دکان میں کام کرتا ہوں۔ دکان کا مالک اپنا مال بیچنے کیلیئے جھوٹی اور بے جا قسمیں کھاتا ہے۔ کیا شرعی لحاظ سے میرے لئے وہاں کام کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ضمناً مجھے کسی دوسری جگہ کام بھی نہیں مل سکتا، کیا میں بھی اُس کے جرم میں شریک ہوں یا نہیں؟

ج: وہاں کام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا حرام ہے اُسے نہی عن المنکر کریں۔

(استفتاءات، ج ا، ص ۴۸۵)

شوہر کا بیوی کو امر و نہی کرنے کے بارے میں فریضہ

س: اگر کوئی عورت، شوہر کی اطاعت نہیں کرتی؛ شوہر کیلیئے کسی قسم کی قدر و منزلت کی قائل نہیں ہوتی؛ زندگی کے اسرار کو سب جگہ فاش کرتی ہے اور زندگی میں مسلسل جھوٹ بولتی ہے تو ایسی عورت کے بارے میں شرعاً مرد کا فریضہ کیا ہے؟

ج: اُسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہیے۔

(استفتاءات، ج ا، ص ۴۸۶)

بیوی کی نماز کے سلسلے میں شوہر کا فریضہ

س: جو عورت شرعی مسائل مثلاً نماز اور دوسرے مسائل کو اہمیت نہیں دیتی، خصوصاً جس نے کبھی بھی صبح کی نماز نہیں پڑھی، ایسی عورت کے شوہر کا فریضہ کیا ہے؟

ج: اُسے امر بالمعروف کرنا چاہیے اور نماز پڑھنے کی تلقین کرنی چاہیے۔

(استفتاءات، ج ا، ص ۴۸۷)

تیسری فصل

عملی اقدام کا مرتبہ

تیسرا مرحلہ اور اس کے اقدام کا حکم

اگر یقین یا اطمینان حاصل ہو جائے کہ سابقہ دو مرتبوں سے مقصود حاصل نہیں ہو گا تو تیسرے مرتبے پر عمل کرنا واجب ہے اور یہ مرتبہ قوت استعمال کرنے کا ہے اور اس میں خیال رکھا جائے کہ کمترین مرحلے سے شروع کر کے سخت مرحلے کو انجام دے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۰)

فاعل اور برائی کے درمیان مانع بننے کا حکم

اگر مکلف کیلئے ممکن ہو کہ شخص اور منکر کے درمیان حائل ہو کر اسے روک سکے تو اس صورت میں اگر اس طریقے پر عمل کرنے سے جو مشکل پیش آئے وہ دوسرے طریقوں سے کم ہو تو اسی پر اکتفا کرنا واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۰)

فاعل اور اُس کے وسائل میں تصرف کا حکم

اگر (شخص اور منکر کے درمیان) حائل ہونا اس شخص یا اس کے کام کے وسائل میں تصرف کرنے پر متوقف ہو، مثلاً اس کا ہاتھ پکڑنے یا اس دھکا دینے یا اس کے پیالے میں تصرف کرنے پر جس میں شراب ہو یا اس کے چاقو اور قسم کی چیزوں میں تصرف کرنے پر موقوف ہو تو یہ تصرف کرنا جائز، بلکہ واجب ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۰)

ملکیت اور گھر میں داخل ہونے کا حکم

اگر منکر سے روکنا اس شخص کے گھر یا اس کی ملکیت میں داخل ہونے اور اس کے اموال، مثلاً فرش اور بستر میں تصرف کرنے پر متوقف ہو اس صورت میں اگر منکر ایسے اہم امور میں سے ہو جن کی مخالفت پر مولی کسی صورت میں راضی نہ ہو جیسے کسی نفس محترم کا قتل ہونا تو گھر اور مالکیت میں داخل ہونا اور تصرف کرنا جائز ہے اور اگر ان امور میں سے نہ ہو تو اس میں اشکال ہے اگر چہ اس کے بعض مراتب بعض منکرات میں بعید نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۰)

برائی کے فاعل کو نقصان پہنچانے کا حکم

اگر منکر سے روکنے کے نتیجے میں منکر انجام دینے والے کو کوئی نقصان پہنچے، مثلاً اس کا پیالہ یا چاقو ٹوٹ جائے تو اس صورت میں اگر یہ نقصان پہنچنا روکنے کا لازمی نتیجہ ہو تو ضامن نہ ہونا بعید نہیں ہے، لیکن اگر منکر کو انجام دینے والا امر و نہی کرنے والے کو کوئی نقصان پہنچائے تو وہ ضامن اور گناہگار ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۱)

غیر ضروری موارد میں ضمانت کا حکم

اگر مثلاً اس بوتل کو توڑ دے جس میں شراب ہو یا اس صندوق کو جس میں جوا کھیلنے کے وسائل ہوں تو وہ چیزیں جن کو توڑنا روکنے کا لازمی نتیجہ نہ ہو تو حرام کام کا مرتکب ہوا ہے اور ضامن ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۱)

تجاوز اور ضمانت کا حکم

اگر منکر سے روکنے کیلئے لازمی مقدار سے تجاوز کرے اور اس کے نتیجے میں منکر انجام دینے والے کو کوئی نقصان پہنچے تو ضامن ہے اور لازمی مقدار سے تجاوز کرنا حرام ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۱)

برائی کے فاعل کو قید کرنے کا حکم

اگر منکر اور شخص کے درمیان حائل ہونا اس بات پر موقوف ہو کہ اس شخص کو کسی جگہ قید کر دیا جائے یا اسے گھر سے نکلنے سے روک دیا جائے تو جائز، بلکہ واجب ہے۔ البتہ اس کیلئے آسان سے آسان ترین اور کم سے کمتر مرحلے سے شروع کرے (اور اثر نہ ہونے کی صورت میں بتدریج دوسرے مراحل کو اختیار کرے) لیکن اذیت کرنا اور اس پر زندگی سخت کرنا جائز نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۱)

برائی کے فاعل پر سختی کرنے کا حکم

اگر منکر سے روکنے کیلئے اس پر سختی کرنے اور مشقت میں ڈالنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ ہو تو ظاہر ہے کہ جائز، بلکہ واجب ہے۔ البتہ آسان سے آسان تر مرحلے سے شروع کرے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۱)

مارنے اور فقیہ سے اجازت لینے کا حکم

اگر مطلوب حاصل کرنے کیلئے مارنے اور تکلیف پہنچانے کے علاوہ کوئی طریقہ نہ ہو تو ظاہر یہ ہے کہ جائز ہے۔ البتہ اس میں بھی آسان ترین اور نرم ترین مرحلے پر عمل کرنے کے بعد اس کے بعد والے مرحلے کو اختیار کرے اور چاہیے کہ فقیہ جامع الشرائط سے اجازت لے، بلکہ قید کرنے، مشقت میں ڈالنے اور اس قسم کے کاموں کیلئے بھی اجازت ضرورت ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۱)

زخمی اور قتل کرنے کا حکم

اگر منع کرنا زخمی کرنے اور قتل کرنے کا باعث بنے تو بنابر اقوی امامؑ سے اجازت لئے بغیر جائز نہیں ہے اور اس زمانے میں فقیہ جامع الشرائط ساری شرائط کے ہوتے ہوئے امامؑ کا قائم مقام ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۱)

اہم موارد میں نہی عن المنکر کا حکم

اگر منکر ایسے امور میں سے ہو جس کے موجود ہونے پر مولیٰ کسی بھی صورت میں راضی نہ ہو جیسے نفس محترم کا قتل ہونا تو اگرچہ روکنے کی صورت میں منکر انجام دینے والے کو زخمی یا قتل کرنا پڑے منع کرنا جائز، بلکہ واجب ہے۔ بنا بریں، نفس محترم سے دفاع کرنا واجب ہے اگرچہ اس کیلئے منکر انجام دینے والے کو زخمی یا قتل کرنا پڑے اور اس کیلئے اگر ساری شرائط موجود ہوں تو امامؑ یا فقیہ جامع الشرائط سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ کوئی اور راستہ نہ ہو۔ پس اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرنے کیلئے حملہ کرے تو اس شخص کا دفاع واجب ہے اگرچہ قتل کرنے کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ اگر مفسدہ سے محفوظ ہو اور اس صورت میں قاتل پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۱)

منکرات کو روکنے میں زخمی اور قتل کے مرتبے کی رعایت

اگر شخص کو زخمی کر کے منکر سے روکنا ممکن ہو تو قتل کرنا جائز نہیں ہے اور زخمی کرنے میں بھی پہلے سے کم درجے سے شروع کرے۔ بنا بریں، اگر تجاوز کرے تو ضامن ہے۔ اسی طرح اگر منکر کا انجام دینے والا منع کرنے والے کو زخمی کرے تو ضامن ہے اور اگر قتل کر دے تو قصاص لیا جائے گا۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۲)

عملی اقدام کے نمونے

خلاف شرع اُمور کے مقابلے میں استقامت

آپ محترم حضرات جس مقام پر بھی ہیں انتہائی متانت اور استقامت کے ساتھ اس نظام (پہلوی) کے خلاف شرع اور خلاف قانون کاموں کے مقابلے اُٹھ کھڑے ہوں۔ ان زنگ زدہ اور بوسیدہ نیزوں سے نہ ڈریں۔ یہ نیزے بہت جلد ٹوٹ جائیں گے۔

(صحیفہ امام، ج ۱، ص ۱۵۱)

نام نہاد اسلامی یونیورسٹی کی روک تھام

انہوں نے قرآن کے ذریعے اسلام کو شکست دی ہے! لیکن، کیا اسلامی یونیورسٹی کے ذریعے (بھی) اسلام کو شکست دی جاسکتی ہے؟ کیا ہم تمہیں اسلامی یونیورسٹی بنانے کی اجازت دیں گے؟ جو بھی اس یونیورسٹی میں داخل ہو گا ہم اُسے فاسق قرار دیں گے، ملت و قوم کے درمیان اُس کا مقام ختم

ہو جائے گا۔ کیا یہ لوگ اسلام اور مسلمین اور علمائے اسلام کو اپنی وزارت ثقافت کے تحت قرار دے سکتے ہیں ؟ جو وزارت ثقافت، اسلام و دیانت میں دخالت کرتی ہے، وہ غلطی پر ہے۔ کیا ہم ایسا کام ہونے دیں گے ؟

(صحیفہ امام، ج ۱، ص ۳۰۳)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں کی مدد

محضر مبارک حضرت آیت اللہ العظمیٰ خمینی (دام جہادہ)

بعد از عرض التحیہ والسلام

رسالہ شریفہ توضیح المسائل میں جہاد اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ابواب میں حضر تعالی کے فتاویٰ کو مد نظر رکھتے ہوئے اور بہت سے مواقع پر سب لوگوں کے عرفی اور شرعی فریضے کے بارے میں جنابعالی کے بیانات کے مطابق، محضر مبارک سے استفتا کیا جاتا ہے کہ کیا وجوہ شرعیہ (خمس و زکات) سے سیاسی قیدیوں کے گھرانوں کے اخراجات کیلئے اُن کی مدد کی جاسکتی ہے یا نہیں ؟ اجازت کی صورت میں مذکورہ وجوہ شرعیہ، کونسی قسم میں سے ہوں گی اور اس اجازے کی حدود کس حد تک ہیں ؟

والسلام علیکم و علی عباد اللہ الصالحین

امامؒ امت کا فتویٰ

جو اشخاص اپنے الٰہی اور شرعی فریضے کے مطابق، اسلام اور اُس کے مقدس احکام کی حفاظت اور اسلامی ممالک کو اغیار (خذلھم اللہ تعالی) کے تسلط سے بچانے کیلئے مقررہ شرائط کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور اس فریضے کی انجام دہی کے دوران اُن کیلئے کوئی مشکل، مثلاً قید و بند یا قتل وغیرہ پیش آجاتی ہے اور اُن کے گھرانے کو مدد اور سرپرستی کی ضرورت ہے تو ہر طبقے کے مومنین کا فریضہ ہے کہ انتہائی احترام کے ساتھ اُن کی مدد اور پشت پناہی کریں اور اپنے ان غیر تمند بھائیوں کے گھرانے کو سختی میں تنہا نہ چھوڑیں۔ ان کیلئے اس سلسلے میں سہم امامؑ میں سے ایک ثلث خرچ کرنے کی اجازت ہے۔

۲۸ رمضان ۱۳۹۱ھ

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۳۹۲)

شاہ کو روکنے کے سلسلے میں ملت اور فوج کا فریضہ

میں دنیائے اسلام کے بارے میں امریکہ کے اس دست بستہ نوکر سے خطرے کا احساس کر رہاہوں۔اس وقت ملت ایران پر لازم ہے کہ وہ اس جبار (شاہ) کو جرائم سے روکیں اور ایرانی فوج اور اُس کے عہدہ داروں پر لازم ہے کہ وہ اس سے زیادہ ذلت قبول نہ کریں اور اپنے وطن کے استقلال کیلئے کوئی چارہ جوئی کریں۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص۷)

پہلوی حکومت کی سرنگونی کیلئے کوشش

آپ لوگ اسلام مخالف اور غیر اسلامی حکومت سے کہ جس کی سب سے بڑی مثال منحوس پہلوی حکومت ہے، اظہار برائت کریں اور انتہائی صراحت کے ساتھ اپنی مخالفت کا اظہار کریں اور اسے سرنگوں کرنے کی کوشش کریں۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص ۳۲۲)

اے ایران کی وطن پرست فوج! آپ نے دیکھا ہے کہ ملت آپ کی دوست ہے اور آپ پر پھول نچاور کر رہی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ یہ لٹیرے اپنے ظلم و ستم کو جاری رکھنے کیلئے آپ لوگوں کو اپنے بھائیوں کے قتل کا آلہ کار بنائے ہوئے ہیں۔آپ لوگ بھی اپنے اُن فوجی بھائیوں کے ساتھ مل جائیں جنھوں نے شاہ کو چھوڑ کر عوام کی پشت پناہی میں دشمن پر حملہ کر دیا ہے۔اُٹھ کھڑے ہو جاؤ اور اپنی ملت کو نابود ہونے سے اور اپنے بہن بھائیوں کو خاک وخون میں لوٹنے سے بچائو۔اپنے نام کو جلد از جلد تاریخ میں ثبت کر لو کہ جو ملت ایران کے مفاد میں جاری ہے اور خیانت کی جڑ کو اُکھاڑ پھینکو۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص ۴۶۰)

فوج کیلئے شاہ کی مخالفت ضروری ہے

میری جانب سے فوج کے مختلف عہدے داروں تک سلام پہنچائو اور بحری، بری اور ہوائی فوج سے تحیت و سلام کے بعد کہو: ایران تمہارا ملک ہے اور ملت ایران تمہاری ہی ملت ہے، لہذا ملت سے مل جائو۔ میں جانتا ہوں کہ تم میں سے بہت سے لوگ ملت اور اسلامی ملک کے وفادار ہیں اور خائن شاہ، اُس کے ساتھیوں اور بین الاقوامی مجرمین کے اس قتل و غارت سے رنجیدہ خاطر ہیں۔ بعض اوقات تمہاری باتیں مجھ تک پہنچتی ہیں۔ تمہاری قوم، حساس لحظات سے گذر رہی ہے اور تم لوگ دوسروں سے زیادہ، خداوند متعال اور اس شجاع قوم اور آئندہ نسلوں کے سامنے جوابدہ ہو۔ایک دلاورانہ ہمت کر و اور اسارت کی ان زنجیروں کو توڑ ڈالو اور اسلام کے اس خائن کو مزید مہلت نہ دو اور اپنے اور اپنی ملت کیلئے عزت و سرفرازی کو دائمی بنادو۔ خداوند متعال اسلام اور ملک کے خدمت گذاروں کا مدد گار رہے۔

(صحیفہ امام، ج۴، ص ۱۵۶)

حکومت کے فرامین کی نافرمانی

یہ (انقلابی) تحریک مختلف طریقوں خصوصاً ہڑتالوں کے ذریعے تمام حکومتی اداروں میں جاری رہنی چاہیے۔ ایران کی فوجی حکومت غاصب اور غیر قانونی ہے۔ لہذا ملت کیلئے ضروری ہے کہ وہ اُس کی اطاعت نہ کرے اور حکومتی اداروں کو ناکارہ کردینے کی حد تک یہ نافرمانی اور عدم اطاعت جاری رہنی چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج۴، ص ۳۵۰)

لاٹھی برداروں کا قتل

یہ لاٹھی بردار [1] واجب القتل ہیں، ان سب کو قتل کردینا چاہیے۔ جو بھی ان مفسد فی الارض، لاٹھی برداروں کو دیکھے کہ جو زمین پر فساد برپا کررہے ہیں، جو بھی ان کو دیکھے، انہیں قتل کرڈالے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص ۲۵۳)

لاٹھی برداروں کے مقابلے میں دفاع

ملت عزیز کو آخری نتیجے تک اپنے پرجوش مقابلے سے ہاتھ نہیں کھینچنا چاہیے کہ یقیناوہ ہاتھ نہیں کھینچیں گے۔ ہڑتالیں اور مظاہرے جاری رہنے چاہیں۔ اگراُن کے لاٹھی بردار یا مفسدین آپ پر حملہ کریں تو آپ اپنا دفاع کرسکتے ہیں خواہ یہ (دفاع) اُن کے قتل پر ہی ختم کیوں نہ ہو۔ میں خداوند متعال سے اسلام اور مسلمین کی نصرت اور مخالفین ملت کی نابودی کی دعا کرتا ہوں۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص ۴۲۸)

بختیار کی حکومت کے خلاف قیام

ملت ایران کو اس حکومت [1] کے خلاف مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اُن کیلئے ضروری ہے کہ وہ گذشتہ حکومتوں کی طرح اس حکومت کے خلاف بھی قیام اور مظاہرے کریں اور اس حکومت کو ختم کرڈالیں جیسا کہ یہ خود ہی ختم ہوچکی ہے۔

---

1. پہلوی حکومت کا پٹھو گروہ کہ جو عوام پر لاٹھیوں سے حملہ کرتا تھا۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۴۵۶)

افغانستان کی حکومت اور فوج کی ذمہ داری

ملت افغانستان کو ایران سے عبرت لینی چاہیے اور مفسدین کو ختم کر دینا چاہیے کہ جو عوام کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں۔افغانستان کی فوج کو ملت سے مل جانا چاہیے، یہ اسلام کا حکم ہے۔افغانستان کے حکومتی ادارے ملت سے مل جائیں جس طرح ہمارے ادارے ملت سے مل گئے تھے۔وہاں کی ملیشیا فوج ملت سے آملے اور اس فاسد (روسی فوج) کو نکال باہر کرے۔

(صحیفہ امام، ج۹، ص۲۸۴)

ملت افغانستان کی حمایت

ہم ایک بار پھر اپنے مظلوم افغان مسلمان بھائیوں کی بے دریغ حمایت کا اعلان کرتے ہیں اور غاصبوں کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ہم مسلمان ہیں اور شرق و غرب کی ہمارے لئے کوئی اہمیت نہیں ہے۔ہم مظلوم کا دفاع کرتے ہیں اور ظالم پر حملہ آور ہوتے ہیں، یہ ایک اسلامی فریضہ ہے۔

(صحیفہ امام، ج۱۲، ص۱۳۸)

لبنانی و فلسطینی و عوام کی حمایت

امریکہ اور دوسری بڑی طاقتوں کے ہاتھ بازوؤں تک ہمارے جوانوں اور دنیا کے مظلوم اور مجاہد لوگوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ہم اپنے خون کے آخری قطرے تک اُن کے ساتھ شدید مقابلہ کریں گے، چونکہ ہم مرد میدان ہیں، ہم اپنے انقلاب کو پوری دنیا تک پہنچائیں گے، چونکہ ہمارا انقلاب، اسلامی انقلاب ہے جب تک کلمہ {لاالہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ} کی صدا پوری دنیا میں نہیں گونجتی اُس وقت تک مبارزہ و جنگ ہے اور جب تک دنیا کے کسی بھی حصے میں مستکبرین کے خلاف مبارزہ ہے، ہم بھی ہیں۔ہم اسرائیل کے مقابلے میں لبنان و فلسطین کی بے سہارا عوام کا دفاع کرتے ہیں۔

(صحیفہ امام، ج۱۲، ص۱۴۷)

---

1. شاہ کے آخری وزیر اعظم بختیار کی حکومت مراد ہے۔

بعثی حکومت کا خاتمہ اور ملت عراق کی ذمہ داری

اے ملت شریف عراق! تم اُن لوگوں کی اولاد ہو کہ جنہوں نے برطانیہ کو عراق سے مار بھگایا تھا۔ اُٹھو اور اس سے پہلے کہ یہ فاسد حکومت تمہاری ہر چیز تباہ کر ڈالے اس کے مجرم ہاتھ سے اپنے اسلامی ملک کو بچالو۔ اے فرات اور دجلہ کے قبائلیوں! تم سب مل کر (ایک پوری قوم کی صورت میں) متحد ہو جائو اور موقع ہاتھ سے کھونے سے پہلے اس بُرائی کی جڑ کو اُکھاڑ پھینکو۔ خدا کی خاطر اپنے اسلامی ملک اور اسلام مقدس کا دفاع کرو، خدا تمہارے ساتھ ہے۔

اے عراقی فوجیو! اسلام و قرآن کے اس مخالف (صدام) کی اطاعت نہ کرو اور اپنی ملت کے ساتھ مل کر صدام کی آستین سے نکلنے والے امریکی ہاتھ کو کاٹ ڈالو اور جان لو کہ اس سفاک انسان کی اطاعت، خداوند متعال کی مخالفت ہے اور اس کی جزا ذلت اور آتش جہنم ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۲۳۴)

صدام کو نکالنے کے سلسلے میں ملت عراق کی ذمہ داری

ملت عراق کو جان لینا چاہیے کہ بُرائی اور فساد کا یہ جراثیم وہی سلوک تمہارے ساتھ کر رہا ہے جو محمد رضا (پہلوی) ملت ایران کے ساتھ کر رہا تھا اور ہم نے محمد رضا (پہلوی) کو نکال دیا ہے، تم بھی اس شخص کو عراق سے نکال دو۔ تم جب تک بُرائی کے اس جراثیم کا مقابلہ نہیں کروگے اور اس کے خلاف اُٹھ کھڑے نہیں ہوگے اُس وقت تک یہ اسلام کو روندتا رہے گا۔ یہ اپنے زعم میں عربیت کو لانا چاہتا ہے۔ البتہ یہ اُس کا حقیقی نظریہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ ایسا کرنا چاہتا ہے، بلکہ وہ امریکہ کو اس ملک پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۲۲۵)

حزب بعث کو ختم کرنے کے سلسلے میں ملت عراق کی ذمہ داری

ملت عراق کو پوری کوشش کرنی چاہیے تاکہ یہ فاسد شخص ختم ہو جائے اور یہ گروہ کہ جو اسلام کے خلاف اور اسلامی و قرآنی مصلحتوں کے خلاف عمل کر رہا ہے، ختم ہو جائے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۲۲۵)

اسلامی مملکت اور اسلام کی خاطر قیام کی ضرورت

اے ملت عراق کہ جس نے ان پٹھو حکمرانوں کے جرائم کا مزہ چکھا ہوا ہے! تم بھی ایرانی مجاہد قوم کی طرح اُٹھ کھڑے ہو اور انقلاب برپا کردو اور اس کافر حزبی سے کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جان لو کہ اگر ان کو مزید مہلت دو گے تو یہ اسلام کو ختم کر ڈالیں گے اور اس کے آثار کو مٹا دیں گے۔ یہ اسلام کے دشمن ہیں۔ امریکہ اور اس کے ساتھ وابستہ لوگوں اور اس کے غلاموں نے اسلام سے شکست کھائی ہے، لہذا وہ اسلام کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ تم، عفلق، صدام اور سادات جیسوں سے توقع نہ رکھو کہ یہ اسلام دشمنی چھوڑ دیں گے۔ اے اہل سنت کے علمائے اعلام اور مشائخ و خطباء عظام اور عراق کے روشن فکرو! عوام کو بیدار کرو اور اسلام و اسلامی ممالک کی حفاظت کیلئے اُٹھ کھڑے ہو کہ خداوند متعال تمہارا حامی و ناصر ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۲۵۶)

حزب شیطان پر حزب خدا کے غلبے کا موقع

اے ملت غیور! یہ جنگ تمہارے لئے بہترین موقع ہے کہ تم خاموشی کو توڑ کر اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہو اور اسلام و قرآن کے دشمنوں کو اپنے انجام تک پہنچادو۔ اے یونیورسٹی کے جوانو! اے طلبائے عزیز! اپنے ملک، اپنی ملت اور اسلام کی فریاد کو سنو اور اس کی مدد کیلئے اُٹھ کھڑے ہو۔ شجاعانہ انداز میں قیام کرو، کیونکہ فتح و نصرت نزدیک ہے اور حزب خدا، حزب شیطان پر غلبہ حاصل کرنے والی ہے۔ اے دجلہ و فرات کے دلیر قبائلیوں! موقع ہاتھ سے جانے نہ دو اور اسلام اور اپنے عزیز وطن کے دشمن کو اپنے شجاعانہ قیام کے ذریعے ختم کر ڈالو اور اسلام و قرآن کا قرض ادا کر دو، چونکہ فرصت اور موقع کے ہاتھ سے چلے جانے کے بعد بدبختیاں تمہارا مقدر بن جائیں گی۔

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۲۶۹)

غیر ملکی مشیروں کا اخراج

آخر کب تک امریکی اور روسی مشیر ہم پر حکومت کرتے رہیں گے؟ آخر کب تک ایک روسی سارجنٹ، ایک انگریز حوالدار، ایک امریکی سپاہی ہماری فوج پر حکومت کرتا رہے گا؟ ہم نے ان کو نکال دیا ہے تم بھی انہیں نکال دو۔ تمام اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ ان کو نکال دیں۔ ہم نے تفرقہ پیدا کرنے والوں کو ایران میں خاموش کر دیا ہے اور خاموش کر دیں گے۔ تمام اسلامی ممالک کا فریضہ ہے کہ وہ اسلام کے خلاف اور قرآنی احکام کے خلاف اور نبی اسلامؐ کے دستورات کے خلاف پراکندگی اور تفرقہ پیدا کرنے والوں کو پکڑیں اور ملک سے نکال دیں اور ختم کر ڈالیں۔

(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص ۳۴۳)

عراقی اور مصری عوام پر قیام کا وجوب

مصری مرد اور عورت پر قیام کرنا واجب ہے اور وہ اس فاسد حکومت کو سرکوب کر دیں کہ جس نے پہلے دن ہی سے اسلام کے خلاف اعلان جنگ کرر کھا ہے۔اسی طرح عراقی مرد اور عورتوں پر واجب ہے کہ وہ قیام کریں اوراس فاسد شخص کو ختم کر ڈالیں کہ جو پہلے دن سے اسلام کا مخالف ہے، لیکن اس نے اپنے آپ کو اسلام سے منتھی کیا ہوا ہے اور عوام کو غفلت میں رکھا ہوا ہے۔ ہم حزب بعث کو پہچانتے ہیں کہ یہ لوگ اسلام پر عقیدہ نہیں رکھتے، یہ اسلام کے دشمن ہیں اور اسے اپنے راستے کا کانٹا جانتے ہیں۔ پوری ملت عراق پر لازم ہے کہ وہ قیام کر کے اس فسادی جراثیم کو ختم کر ڈالے۔

(صحیفہ امام، ج۱۵، ص۳۱۸)

اسرائیل کے ساتھ دوستی کورد کرنے کی ضرورت

میں اسلامی ممالک کو خبر دار کرتا ہوں کہ وہ اپنی گذشتہ غلطیوں سے ہاتھ اُٹھا کر ایک دوسرے کی طرف برادری کا ہاتھ بڑھائیں اور خداوند متعال کے سامنے خضوع کرتے ہوئے اور اسلام کی طاقت پر بھروسہ کرتے ہوئے، اس علاقے کے عالمی لٹیروں اور جابروں، خصوصاً امریکہ کے ظالمانہ ہاتھوں کو کاٹ ڈالیں اور امریکی، صیہونی اور لبنانی باہمی معاہدے کی عملاً مذمت کریں کہ جس کی وجہ سے اس علاقے میں امریکہ کا تسلط اور زیادہ ہو جائے گا اور اسلامی ملک لبنان اور دوسرے اسلامی اور عربی ممالک پر اسرائیلی مسلط ہو جائیں گے۔

(صحیفہ امام، ج۱۷، ص ۴۸۲)

ہڑتال

اظہار مخالفت کی خاطر عزاداری کا اعلان

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ حکومت (پہلوی) اپنی پوری کوشش کر رہی ہے کہ اسلام کے ضروری احکام کے انہدام کے ساتھ (ہمارے) قیام کو اور اس کے بعد اسلام کو خطرات سے دوچار کر دے۔ لہذا میں عید نوروز کو بعنوان عزا اور امام عصر (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کو تسلیت کے دن کے طور پر مناتا ہوں اور عوام کیلئے اعلان خطر کرتا ہوں۔ تقاضا ہے کہ حضرات عالی بھی یہی رویہ اختیار کریں تاکہ ملت مسلمان، اسلام اور مسلمانوں پر ہونے والے مظالم اور مصائب سے آگاہ ہو جائیں۔

(صحیفہ امام، ج۱، ص۱۵۶)

بطور اعتراض علما کا نماز جماعت نہ پڑھانا

علمائے اعلام، خطبائے محترم اور ائمہ جماعت ضرورت کے وقت اعتراض اور انکار کے طور پر ہڑتال کریں اور ایک محدود مدت کیلئے مساجد کی جانب اور منبر پر نہ جائیں اور وہ مطمئن رہیں کہ اُن کا یہ اجتماعی اعتراض اور ہڑتال نتیجہ خیز ہوگی اور جابر و ظالم نظام عقب نشینی کرلے گا۔ ضروری ہے کہ مسلمان عوام بھی احکام قرآن کی حفاظت کی خاطر ہڑتال کی صورت میں علمائے اسلام کی حمایت کریں۔

(صحیفہ امام، ج ۲، ص ۴۸۶)

ملت کی طرف سے عام ہڑتال کی ضرورت

اس کے بعد موقع ہے کہ ہم اپنے سب کاموں کو بند کردیں نہ ہمیشہ کیلئے، چونکہ بہت جلد یہ ظالم وجبار (پہلوی) ختم ہونے والا ہے۔ دکانوں اور کارخانوں کے دروازے کھولنے میں جلدی نہ کریں جو لوگ (ایمان کے لحاظ سے) کمزور ہیں اُن کے ایمان کو قوی اور اُن کے حوصلے بلند کرنے کی کوشش کریں، چونکہ رزق خدا کے ہاتھ میں ہے۔ رضائے الٰہی کی خاطر چند دن کام کاج نہ کرنے سے خدا کسی کو بھوکا نہیں مارتا۔ مال اور عزت خدا کے ہاتھ میں ہے، موت سے نہ ڈریں، زندگی اور موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس تعطیل کو جاری رکھیں، چونکہ فرج (کامیابی) نزدیک ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۳، ص ۴۶۳)

ہڑتالوں کی حمایت

اس مقدس مقصد تک پہنچنے کیلئے اسلامی تحریک کو اس کے تمام پہلوئوں کے ساتھ جاری رکھنا چاہیے:

الف: تمام حکومتی اداروں میں ہڑتالوں کو جاری رکھنا۔ ہڑتالوں کا اصلی مقصد وہی ہے کہ جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ (یعنی پہلوی بادشاہت کے خاتمے)

ب: حکومتی اداروں کے کارکنوں خصوصاً آئل کمپنی کے مزدوروں کی ہڑتال کی حمایت اور اس عظیم خزانے کو ضائع ہونے سے بچانا اور اسلامی اہداف تک پہنچنے تک ہڑتال جاری رکھنا۔

ج: ہڑتالوں کی وجہ سے نقصان اُٹھانے والوں کی مالی امداد کرنا خواہ وہ شجاع پیشہ ور گروہ ہوں یا مزدور طبقہ ہو یا محنت کش دیندار اور محروم کارمند ہوں ، سب طبقات کی مدد کرنا تاکہ ہڑتال جاری رہے۔

(صحیفہ امام، ج ۴، ص ۳۰۹)

حکومتی نظام کے ناکارہ ہو جانے تک ہڑتال

اپنی عظیم ہڑتال کو زیادہ سے زیادہ دیر تک جاری رکھیں، ان باغیوں کے نظام حکومت کو ناکارہ بنا دیں۔ ان خائن لوگوں کی مدد کرنا، حرام اور رضائے الٰہی کے خلاف ہے۔ ہر عنوان سے ان کی اطاعت، اسلام اور خدائے اسلام کے مخالف ہے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۱۵۳)

ہڑتال جاری رہنی چاہئے

شاہ کے چلے جانے اور حکومت کے خاتمے تک تمام اداروں، دفتروں اور حکومتی کمپنیوں خصوصاً آئل کمپنیوں کی ہڑتال جاری رہنی چاہیے۔ ملت کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ہڑتالوں کو وسعت دے کر اس کی حمایت کریں۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۲۲۸)

اسرائیل کو تیل کی برآمد روکنے کیلئے ہڑتال

اگر لوگ جان لیں کہ یہ قرآن واسلام کے دشمن اسرائیل کیلئے تیل چاہتے ہیں تو اُن کا ہڑتال نہ کرنا حرام ہے اور خدا کے سامنے جوابدہ ہیں، ملت و قوم کے سامنے جوابدہ ہیں۔ لہذا سب لوگوں کو ہڑتال کرنی چاہیے تاکہ تیل کا ایک قطرہ تک باہر نہ جائے۔ ایرانی قوم اسرائیل کو تیل نہ دینے کی خاطر سردی اور سرما برداشت کر سکتی ہے، چونکہ اسرائیل اسلام کو خراب کر رہا ہے، مسلمانوں کو قتل کر رہا ہے۔ امریکہ تیل نہ لینے پائے، چونکہ ہمارے سارے مصائب امریکہ کی وجہ سے ہیں۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۲۵۰)

ہڑتال کی حمایت کیلئے سہم امامؑ خرچ کرنے کی اجازت

آپ لوگ اپنی ہڑتال جاری رکھیں۔ عوام کو بھی ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے، ان کے ساتھ تعاون کرنا ضروری ہے۔ میں نے بھی سہم امامؑ سے اجازت دی ہے تاکہ ان کے ساتھ تعاون کیا جائے اور ان کی مشکلات حل کی جائیں۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۲۵۲)

فقہااور سیاسی و قضائی اُمور میں مداخلت

اُمور مسلمین کی کفالت

امامؑ اور ان افراد کے علاوہ جنھیں امامؑ نے منصوب کیا ہو کسی کو حق نہیں ہے کہ سیاسی امور جیسے حد جاری کرنا اور قضاوت اور مالی امور جیسے خراج اور شرعی ٹیکسوں کو جمع کرنا وغیرہ کی ذمہ داری اپنے ہاتھوں میں لے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۳)

عصر غیبت میں حضرت ولی عصر(عج) کے جانشین

ولی امر امام زمان (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کی غیبت کے زمانے میں ان کے نائب عام جہاد ابتدائی کے علاوہ تمام سیاسی امور اور ان تمام کاموں میں جن کی ذمہ داری امام زمانؑ کے سپرد ہے ان کے جانشین ہوں گے اور یہ نائب عام، جامع الشرائط فقہاء ہیں جن میں فتویٰ دینے اور قضاوت کی ساری شرائط موجود ہوں۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۳)

نائبین عام کا فریضہ

نائب عام پر واجب کفائی ہے کہ اگر اس کے ہاتھ کھلے ہوں اور ظالم حاکموں کا خوف نہ ہو تو مذکورہ بالا امور میں سے جتنا ممکن اور آسان ہو اسے انجام دیں۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۳)

عصر غیبت میں عوام کا فریضہ

عوام پر واجب کفائی ہے کہ تمام سیاسی اور غیر سیاسی امور میں کہ جن میں حسبی امور بھی شامل ہیں کہ جو زمان غیبت میں فقط فقہاء کیلئے مختص ہیں۔ اگر ممکن ہو تو مدد کریں اور اگر ممکن نہ ہو تو جتنا بھی ممکن اور آسان ہو اس حد تک مدد کریں۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۳)

ظالم کی طرف سے اُمور کی کفالت

کسی ظالم کی طرف سے شرعی حدود کا جاری کرنا اور قضاوت وغیرہ کے مسئلے میں ذمہ داری لینا جائز نہیں ہے، چہ جائیکہ غیر شرعی سیاسی امور کا نفاذ ہو۔ بنابریں، اگر اختیار ہوتے ہوئے ظالم کی طرف سے ذمہ داری لے اور کوئی ایسا کام انجام دے کہ جو ضمان کا موجب ہو تو ضامن ہوگا اور اس کا یہ عمل گناہ کبیرہ ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۳)

اجبار کی صورت میں ظالم کی اطاعت کا حکم

اگر ظالم اسے کسی ایک کام انجام کیلئے مجبور کرے تو قتل کے علاوہ باقی امور جائز ہیں اور ظالم ضامن اور زخمی کرنے کو قتل کے مساوی قرار دینے میں تامل ہے۔ البتہ بعض اہم مسائل قتل کے ساتھ ملحق ہیں اور ہم پہلے اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۳)

ظالم سے ذمہ داری قبول کرنے میں فقیہ کا فریضہ

اگر کوئی جامع الشرائط فقیہ، سیاست، قضاوت اور ایسے کاموں میں سے کسی کام کیلئے کسی مصلحت کو مد نظر رکھتے ہوئے ظالم حاکم کی طرف سے ذمہ داری قبول کرے تو اس کیلئے جائز، بلکہ واجب ہے کہ شرعی حدود کو نافذ کرے اور وہ شریعت کے مطابق قضاوت کرے اور اُمور حسبیہ انجام دے اور اس کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ خداوند متعال کی حدود سے تجاوز کرے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۴)

ذمہ داری قبول کرنے میں عدم مفسدہ کی رعایت

اگر کوئی فقیہ دیکھے کہ اس کا ظالم کی طرف سے ذمہ داری قبول کرنا شرعی حدود اور الٰہی سیاست کے نفاذ کا موجب ہوگا تو وہ ذمہ داری قبول کرنا اس پر واجب ہے۔ لیکن اگر خود ذمہ داری قبول کرنا اس سے زیادہ فساد کا باعث بنے تو اس صورت میں جائز نہیں ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۴)

مجتہد متجزی کے اختیارات کی حدود

مجتہد متجزی[1] کیلئے مذکورہ بالا امور میں سے کوئی بھی کام جائز نہیں ہے اور وہ ان مسائل میں بنابر احتیاط، عام[2] لوگوں کی طرح ہے۔ البتہ اگر فقیہ اور مجتہد مطلق نہ ہو تو بعید نہیں ہے کہ اگر قضاوت کے باب میں وہ مجتہد ہو تو اس کی ذمہ داری قبول کرنا جائز ہو اور اسی طرح بنابر احتیاط یہ شخص امور حسبیہ میں بھی دوسرے عادل افراد پر مقدم ہے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ا، ص ۴۴۴)

ظالم حکومت کے قاضی اور حاکم کی طرف رجوع کرنے کا حکم

لڑائی جھگڑوں کے سلسلے میں ظالم حکام اور ان کے قاضیوں کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ طرفین پر واجب ہے کہ جامع شرائط فقیہ کی طرف رجوع کریں۔ اگر یہ رجوع کرنا ممکن ہو تو اگر کسی اور کی طرف رجوع کریں گے تو اس کا حکم حرام ہوگا۔ اس مسئلہ میں تفصیل ہے۔ [3]

(تحریر الوسیلہ، ج ا، ص ۴۴۴)

فقیہ کی قضاوت قبول کرنے کا وجوب

اگر مدعی اپنے مد مقابل کو کسی فقیہ سے فیصلہ کرانے کی دعوت دے تو اس پر قبول کرنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر مد مقابل فقیہ سے فیصلہ کرانے پر راضی ہو تو مدعی کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی اور کی جانب رجوع کرے۔

(تحریر الوسیلہ، ج ا، ص ۴۴۴)

حاکم شرع کے پاس حاضر ہونے کا وجوب

اگر مدعی حاکم شرع سے قضاوت کرائے اور مد قابل کو طلب کرے تو مد مقابل پر حاضر ہونا واجب ہے اور اس کی مخالفت جائز نہیں۔

(تحریر الوسیلہ، ج ا، ص ۴۴۴)

---

1. متجزی: وہ مجتہد کہ جو فقہ کے کسی ایک باب یا ایک سے زیادہ ابواب میں مجتہد ہو نہ سب ابواب میں ہو۔
2. یہاں وہ شخص مراد ہے کہ جو فقہ کے کسی بھی باب میں مجتہد نہیں ہے۔
3 اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ بعض فقہا کے نزدیک، جو کچھ قاضی جور کے ذریعے حاصل کرے گا وہ حرام ہے خواہ عین ہو یا کلی صورت میں مال ہو، مثلاً پیسہ وغیرہ۔ لیکن بعض فقہا کہتے ہیں کہ اگر وہ اپنے عین مال (مثلاً قالین) کو ظالم قاضی کے ذریعے حاصل کرلے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ پیسہ وغیرہ کا طلبکار ہے اور قاضی اُس کے مفاد میں حکم دیتا ہے تو وہ اُسے نہیں لے سکتا خواہ وہ واقعاً طلب کار ہی کیوں نہ ہو۔

محاکمات کو قبول کرنے کا حکم

شرعی حکام پر واجب کفائی ہے کہ وہ جھگڑوں کو نمٹائیں، لیکن اگر ایک ہی فرد ہو تو اسی شخص کیلئے (ان جھگڑوں کو نمٹانا) متعین ہو جائے گا۔

(تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۴۴۴)

چوتھی فصل

امر و نہی میں مراتب کی رعایت کرنا

نصیحت کے بعد کام میں روڑے اٹکانے والوں کی شکایت

سوال: اداروں میں بعض افراد ایسے بھی ہیں کہ جن کے بارے میں انسان کو احساس ہوتا ہے کہ وہ انقلاب اسلامی کو پسند نہیں کرتے اور فقط اُنہوں نے اپنے ظاہر کو تبدیل کرر کھا ہے اور احتمال ہے کہ وہ بعض اوقات کام بھی خراب کرتے ہیں۔ کیا مملکت کے ذمہ دار، اداروں تک ایسے افراد کی شکایت کرنے میں شرعی نظر سے اشکال تو نہیں ہے؟ ان کے ساتھ خاندانی آمد و رفت کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: اگر کام میں خرابی پیدا کریں تو وعظ و نصیحت کے بعد ان کی شکایت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(استفتاءات، ج ۱، ص ۴۸۴)

ترک معاشرت، نہی عن المنکر کا ایک درجہ

سوال: ایسے افراد کے ساتھ معاشرت کی کیا حیثیت ہے کہ جو شراب خوری وغیرہ جیسے حرام فعل انجام دیتے ہیں؟

جواب: مقررہ شرائط کی رعایت کرتے ہوئے اُنہیں نہی عن المنکر کریں اور ترک معاشرت (بھی) نہی عن المنکر کے درجات میں سے ایک ہے۔

(استفتاءات، ج ۱، ص ۴۸۲)

نام نہاد علماء کی ذمہ دار افراد سے شکایت

سوال: وہ نام نہاد علما کہ جو امریکہ اور اُس کی پٹھو حکومتوں اور دوسری کافر حکومتوں کی اپنی منطق اور توجیہ کے مطابق علی الاعلان تائید کرتے ہیں، کیا ایسے افراد کے ساتھ مبارزہ کرنا اور مجالس و محافل میں ان کے سیاسی نظریات پر تنقید کرنا جائز ہے تاکہ وہ رسواہوں اور عوام، اُن کے فریب میں نہ آئیں؟

جواب: موارد مختلف ہیں، ممکن ہے ان اشخاص کی اسلامی جمہوریہ کے حکام سے شکایت کی جائے تاکہ ذمہ دار افراد ان کے بارے میں قانونی اقدام کریں۔

(استفتاءات، ج ۱، ص ۴۸۴)

کھلے عام، فسق کرنے والے کی غیبت اور نہی عن المنکر کے مراتب

اگرچہ کھلے عام فسق کی غیبت جائز ہے، بلکہ بعض موارد میں کہ جب اُس کے روک کی موجب بنے تو واجب بھی ہے اور نہی عن المنکر کے مراتب میں شمار ہوتی ہے۔

(چہل حدیث، ص ۲۶۸)

قیام اور مبارزے میں شرائط کی رعایت

شاید غافل افراد کے ذہن میں یہ نکتہ ہو کہ کیا ہی اچھا تھا جب حضرت (علی (ع)) اپنے پائوں مضبوط کر لیتے تو پھر معاویہ کو معزول کرتے۔ لیکن یہ بات غلط ہے۔ لہذا جب آپؑ نے دیکھا کہ ایک حکومت جائر، حکومت کرنا چاہتی ہے تو قیام، ایک الٰہی فریضہ تھا۔ لہذا آپؑ نے اسی پر عمل کیا۔ اسی طرح دوسرے ائمہ معصومین (ع) نے بھی قیام کیا ہے خواہ ان کے ساتھ کم لوگ ہی تھے حتیٰ وہ قتل ہو گئے تھے۔ لیکن اُنہوں نے فرائض کو زندہ کیا۔ اُن میں سے جس (امامؑ) نے بھی دیکھا کہ قیام و مبارزہ کرنے میں صلاح نہیں تو وہ گھر میں گوشہ نشین ہو گئے تھے اور ترویج (و تبلیغ) کرنے لگے تھے۔ یہ وہ طریقہ تھا کہ جو اسلام کے اوائل سے ہی جاری رہا ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۱، ص ۱۱۳)

اسلام پر تجاوز کرنے والوں کے ساتھ مقابلہ اور نصیحت

کئی بار یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ علماء قوم وملت کی اصلاح کے سوااور کچھ نہیں چاہتے۔ قوانین اسلام اور اسلامی قانون، چونکہ مذہب جعفریہ اور قوانین اسلام کی حفاظت کے ضامن ہیں، اس لئے علما کے مقاصد میں سر فہرست ہیں۔ جو کوئی بھی خواہ وہ کسی بھی لباس اور مقام وعہدے پر ہو، اگر حریم اسلام اور اُس کے مقدس قوانین پر تجاوز کی نیت رکھتا ہو تو علمائے اسلام آپ برادران ایمانی اور اسلام کی عظیم ملت کی پشت پناہی سے اُس کو نصیحت کرنے یا اُس کا مقابلہ کرنے میں ہر قسم کی کوشش کریں گے۔

(صحیفہ امام، ج۱، ص۱۸۰)

تمام وسائل اور طریقوں کے ساتھ قیام

ہم سب کا فریضہ ہے کہ ہم اس [1] کے خلاف قیام کریں، قلمی قیام، قولی قیام اور اگر ضرورت پڑی تو اسلحہ کے ساتھ قیام۔ جس وقت بھی ضرورت پڑی سب سے پہلے جو اسلحہ اُٹھائے گا اگر ہو سکا تو وہ میں خود ہوں گا۔ اگر نہ ہو سکا تو زبان اور گفتگو کے ذریعے (قیام کروں گا)۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص۴۱۵)

ہر طریقے سے قیام کرنے والوں کی مدد کی جائے

ہم سب کا فریضہ کہ ہم اس بات کا خیال رکھیں کہ جس حد تک ہو سکے جو برادران اپنی جانیں دے رہے ہیں اُن کی مدد کریں جس طرح بھی ہو سکتا ہے جو لوگ اس وقت میدان جنگ میں ہیں ہمیں ان کی مدد کرنی چاہیے، جیسے بھی ممکن ہو ہمیں کام کرنا چاہیے۔ قلم کے ساتھ، بیان کے ساتھ، مظاہروں کے ذریعے۔ یہی ہمارا مقصد ہے۔

(صحیفہ امام، ج۳، ص۵۱۰)

منفی اور مثبت مبارزے کا جاری رہنا

منفی ومثبت مبارزے اور جدوجہد کو جاری رہنا چاہیے اور اس باغی کو جس قدر جلدی ہو سکتا ہے مملکت سے نکال دینا چاہیے۔ قانون اساسی پر عمل کرنے کا نعرہ کہ جو ابھی شاہ کے حامیوں نے دونوں ایوانوں میں بلند کیا ہے، اسلام اور مملکت کے ساتھ خیانت ہے۔

(صحیفہ امام، ج۴، ص۱۵۵)

---

۱. پہلوی حکومت اور خود شاہ مراد ہے۔

حق کی دعوت کے بعد، دور کرنا

جو لوگ آپ کے سامنے مایوسی کے راگ الاپ رہے ہیں وہ شاہ کے کارندے اور نوکر ہیں جو شیطانی وسواس کے ذریعے شاہ اور لوٹ مار کرنے والوں کے مفاد کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو صراط مستقیم الٰہی کی طرف دعوت دیں۔ اگر وہ تسلیم نہیں ہوتے تو اُنہیں اپنے سے دور کر دیں اور اُنہیں مایوس کر دیں۔

(صحیفہ امام، ج۴، ص۱۵۸)

احقاق حق کی خاطر ہڑتال، مظاہرے اور تقاریر

سوال: حضرت آیت اللہ خمینی! آپ نے اپنے بیان میں ایرانی عوام کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اول محرم کہ جو کل سے شروع ہو رہا ہے کو ہر ممکنہ وسیلے سے حکومت کی سرنگونی کیلئے اقدام کریں۔ ''ہر ممکن وسیلے'' سے آپ کی کیا مراد ہے؟

جواب: (میری مراد): ہڑتال، مظاہرے، منابر پر تقاریر اور بیانات ہیں۔ ماہ محرم وہ مہینہ ہے کہ جس میں لوگ حق بات سننے کیلئے آمادہ ہوتے ہیں اور اب ہمارے پاس حق بات یہی ہے کہ جو ابھی ہمارے سامنے ہے جو آزادی واستقلال ہے۔ ہم نے ماہ محرم کو معین کیا ہے تاکہ ان مسائل کے بارے میں بات کی جائے اور مجالس برپا کی جائیں۔ اگر اس سے منع کیا گیا تو عوام سڑکوں پر نکل آئیں گے اور مظاہرے کریں گے۔

(صحیفہ امام، ج۵، ص۱۴۶)

ظالموں کی قولی و عملی مخالفت

ملت کے تمام طبقات، مسلح افواج، حکومتی اداروں سے لے کر یونیورسٹیوں کے طلبائ، مزدوروں، کلرکوں، کاروباریوں اور کسانوں تک سب کو جان لینا چاہیے کہ اس غیر قانونی، غاصب اور کافر حکومت کی مدد اور کمک، گناہان کبیرہ میں سے اور خداوند تبارک وتعالیٰ کی مخالفت ہے اور جہاں تک ممکن ہو اس کی قولی و عملی مخالفت کریں، یہ واجبات الٰہیہ میں سے ہے۔

(صحیفہ امام، ج۱۳، ص۲۶۹)

نصیحت کے بعد فریب خوردہ افراد کی شکایت

ماں باپ کو توجہ کرنی چاہیے کہ اُن کے بچے کیا کر رہے ہیں اور اُن پر کیا گذر رہی ہے۔ ان بے چاری لڑکیوں کو ان [1] کے جال میں گرفتار نہ ہونے دیں ان بے چارے لڑکوں کو ان کے دام میں پھنسنے نہ دیں، خود اُن کو نصیحت کریں اور اگر وہ نصیحت قبول نہیں کرتے تو اُن کی شکایت کریں، یہ ایک شرعی فریضہ ہے جو شخص کسی مسلمان کو قتل کرنا چاہے تو آپ کو چاہیے اس سے پہلے کہ وہ قتل کرے اُس کی شکایت کریں۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو آپ بھی اُس کے ساتھ اس جرم میں شریک ہیں۔

(صحیفہ امام، ج۱۵، ص۹۹)

نصیحت کے بعد اولاد کی شکایت

میں پوری ملت ایران سے تقاضا کرتا ہوں کہ وہ ان لوگوں [2] کے فتنہ وفساد کی طرف توجہ کریں اور اس سے نصیحت حاصل کریں۔ جس ماں نے اپنے بیٹے کو (عدالت) میں لا کر مقدمہ چلانے کی درخواست کی ہے یہ اسلام کے نمونوں میں سے ایک نمونہ ہے، دوسروں کو بھی چاہیے کہ وہ بھی اس طرح ہوں، پہلے اپنی اولاد، اپنے بھائیوں اور اپنے بچوں کو نصیحت کریں اور اگر وہ نصیحت قبول نہ کریں تو اُن کی شکایت کریں تاکہ اپنے اسلامی وایمانی اور قومی فریضے پر عمل کریں۔

(صحیفہ امام، ج۱۵، ص۱۳۱)

نصیحت کے بعد شرق وغرب کے طرفداروں کی شکایت

دیندار انقلابی طبقات خواہ وہ ذمہ دار اساتذہ ہوں یا وطن پرست مسلمان معلمین یا انقلابی طلبا، سب کا فریضہ ہے کہ وہ کامل ہوشیاری کے ساتھ اور اس اہم مسئلے سے غفلت کیئے بغیر، یونیورسٹیوں، مدارس اور اُن لوگوں کو کہ جو ابھی تک سابقہ حکومت کے خواب دیکھ رہے ہیں اور مشرقی ومغربی ثقافت کو دوبارہ لانا چاہتے ہیں، اجازت نہ دیں کہ وہ اپنی حدود سے باہر انحرافی گفتگو کریں۔ اگر اُن پر نصیحت اثر نہ کرے تو ثقافتی انقلاب کی شورائے عالی کو کہ جو تشکیل پا چکی ہے اور اپنے فرائض انجام دے رہی ہے، اس کی اطلاع دیں اور سب کو جان لینا چاہیے کہ اس اہم مسئلے میں سہل انگاری تدریجاً یونیورسٹیوں اور اسکولز کو انحراف کی طرف لے جائے گی اور آپ سب خداوند متعال کے حضور جوابدہ ہوں گے۔

(صحیفہ امام، ج۱۹، ص۱۱۱)

---

[1]. یہاں منافقین مراد ہیں۔

[2]. یہاں منافقین مراد ہیں۔

امر و نہی میں شرعی واخلاقی ضوابط

امر و نہی میں مراتب کی رعایت

ہم سب کا ہم و غم یہ ہونا چاہیے کہ اگر کوئی غلط کام کرتا ہے تو پہلے اُسے برادرانہ طور پر سمجھائیں کہ تمہارا یہ کام غلط ہے۔ اگر اُسے یقین نہیں آتا اور وہ صحیح آدمی نہیں ہے تو پھر حکام کو اطلاع دی جائے تا کہ اُس کو روکا جاسکے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۴۱۷)

مسلمانوں کی ہتک حرمت اور فحاشی پھیلانا

بارہا یاددہانی کرائی گئی ہے کہ اگر مخالف گروہوں کے مراکز اور جاسوسی اور اسلامی جمہوریہ کے خلاف کام کرنے والوں کے اڈوں کی تلاش کے دوران غلطی کی بنا پر کسی کے ذاتی گھر یا دفتر میں داخل ہو جائیں اور وہاں آلات لہو و لعب یا قمار اور فحشا یا دوسرے گمراہ کن مواد کو دیکھ لیں تو آپ کو حق نہیں کہ ان باتوں کو دوسروں کے سامنے بیان کریں، کیونکہ اشاعہ فحشا، گناہان کبیرہ میں سے ہے اور کسی کو بھی حق نہیں کہ وہ مسلمانوں کی ہتک حرمت اور شرعی ضوابط سے تجاوز کرے۔ اُسے اسلام کے مقررہ اُصولوں کے تحت فقط نہی عن المنکر کے فریضے پر عمل کرنا چاہیے۔ وہ اس گھر کے ساکنین کو مارنے پیٹنے یا گرفتار کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ حدود الٰہی سے تجاوز کرنا ظلم ہے جو تعزیر اور بعض اوقات قصاص کا موجب بن جاتا ہے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۱۴۱)

امر و نہی میں شرعی ضوابط کی رعایت

میں نے کلی مسائل پہلے لکھ دیئے ہیں کہ ایران کو ایک اسلامی مملکت ہونا چاہیے اور اس کی ہر چیز اسلامی ہونی چاہیے۔ اگر کوئی اپنے ذاتی معاملات میں معصیت اور گناہ کا مرتکب بھی ہو جائے تو اثبات کی صورت میں اُسے شرعی ضوابط کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنی چاہیے۔ کسی کو اس سے غلط مطلب نہیں لینا چاہیے اور سڑکوں میں شریعت کے خلاف کام نہیں کرنا چاہیے۔

(صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۲۶۷)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط پر عمل

س: ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ کوڑے کرکٹ اور گندگی میں روٹی، چاول اور گوشت وغیرہ پھینکتے ہیں۔ ان مسائل کے سلسلے میں ہمارا فریضہ کیا ہے؟ جبکہ یہ کام اسراف و تبذیر اور نعمات الٰہی کی بے احترامی ہے۔

ج: شرائط کالحاظ رکھتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیجئے۔

(استفتاءات، ج ا، ص ۴۸۵)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط کی رعایت

س: جو زخمی افراد اعتقاد کامل نہ رکھنے کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتے، ایک تیمار دار اور نرس کی حیثیت سے ان کے ساتھ کیسا رویہ اپنایا جائے؟

ج: مقررات کا خیال رکھتے ہوئے انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔

(استفتاءات، ج ا، ص ۴۸۹)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں اسلامی ضوابط کی رعایت

س: کیا ایک لڑکی اسلامی ضوابط کی رعایت کی شرط کے ساتھ کسی لڑکے کی راہنمائی اور مدد کر سکتی ہے؟

ج: اسلامی ضوابط کی رعایت کرتے ہوئے یہ کام بلامانع ہے۔

(استفتاءات، ج ا، ص ۴۹۰)

سازش نہ کرنے والوں کا مقابلہ نہ کرنا

س: آج مختلف علاقوں اور ممالک میں مسلمان عالمی کفر اور طاغوت کے خلاف مبارزے اور جہاد میں مشغول ہیں۔ اگر اس دوران بعض افراد میں کچھ کمزور پہلو نظر آئیں، لیکن وہ مجاہدین اور انقلابیوں کے مقابلے میں کسی قسم کا موقف نہیں اختیار کرتے، کیا اُن کے خلاف ان میں موجود بعض کمزور پہلوئوں کی وجہ سے مبارزہ کرنا جائز ہے؟ یا یہ کہ وحدت کی خاطر اُن کے ضعیف پہلوئوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے؟ کلی طور پر، مبارزے اور جہاد پر وحدت کو مقدم کرنے یا اس کے برعکس عمل کرنے کا معیار اور ضابطہ کیا ہے؟

س: اگر انقلاب اسلامی کو کمزور نہیں کر رہے اور اسلامی جمہوریہ کے خلاف سازش نہیں کرتے تو وہ امان میں ہیں اور اُن کے خلاف مبارزہ نہیں کرنا چاہیے۔

(استفتاءات، ج ا، ص ۴۸۳)

امر ونہی میں محبت کا رویہ

ان تمام امتحانات اور روحانی تربیت کے بعد کس کام کیلئے اللہ نے انہیں تیار کیا؟ دعوت وارشاد اور ایک سرکش و گمراہ کو نجات دلانے کیلئے جو {أنا ربکم الأعلیٰ} کا نقارہ بجا رہا تھا اور وہ سب فساد زمین پر پھیلا رہا تھا، ممکن تھا کہ خدا اسے اپنے غضب کی بجلی گرا کر خاکستر کر دیتا، لیکن رحمت رحیمیہ نے اس کیلئے دو عظیم پیغمبر بھیجے اور اس حالت میں ان دونوں سے اس کی سفارش بھی کی کہ اس سے ذرا ملائم و نرم لہجہ میں گفتگو کرنا، ہو سکتا ہے خدا کو یاد کرنے لگے اور اپنے کرتوتوں سے اور ان کے انجام سے ڈر جائے۔ یہ ہے امر ونہی کا اُصول اور یہ ہے فرعون جیسے طاغوت کو ہدایت کرنے کا طریقہ۔ اب اگر تم بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اور خلق خدا کی ہدایت کرنا چاہتے ہو تو ان آیات شریفہ سے جو تذکر و تزکیہ و تعلیم کیلئے نازل کی گئی ہیں ، تذکر حاصل کرو اور محبت بھرے دل اور مہربان قلب کے ساتھ بندگان خدا سے ملاقات کرو اور دل کی گہرائیوں سے ان کی خیر خواہی چاہو اور جب اپنے دل کو رحمانی اور رحیمی احساسات سے بھرا ہوا پاؤ تو تب امر ونہی کرو تا کہ سخت دل، تمہارے قلب کی گرمی سے نرم ہو جائیں اور سنگین دل تمہاری محبت آمیز وعظ و نصیحت سے پگھل جائیں۔ یہ وادی، بغض فی اللہ اور حب فی اللہ کی وادی سے جدا ہے کہ جس میں انسان کو دشمنان دین سے عداوت رکھنی چاہیے۔

(آداب الصلاۃ، ص ۲۳۹)

امر ونہی میں رحم و محبت کی تاثیر

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا باب بھی رحمت رحیمیہ ہی کا ایک رخ ہے۔ لہذا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ اپنے قلب کو رحمت رحیمیہ کا ذائقہ چکھائے اور امر ونہی میں اس کی نیت، خود نمائی و تظاہر اور اپنے امر ونہی کو لوگوں پر تھوپنا نہ ہو، کیونکہ اگر وہ اس طرح کا رویہ اپنائے گا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مقصد حاصل نہ ہو سکے گا، کیونکہ اس کام کا مقصد بندوں کی سعادت اور احکام الٰہی کا اجرا ہے۔ کبھی جاہل انسان کے امر ونہی سے برعکس نتیجہ نکلتا ہے اور ایک جاہلانہ امر ونہی کے سبب خواہش نفسانی اور شیطانی تصرف کی وجہ سے اُس سے کئی اور بُرائیاں سرزد ہو جاتیں ہیں۔ لیکن اگر رحمت و شفقت کے احساس اور بنی نوع انسان کے حق اور اُخوت انسانی کے ساتھ جاہل لوگوں کی ہدایت اور غافلوں کو بیدار کرنے کیلئے امر ونہی کیا جائے تو بیان وارشاد کی کیفیت کہ جو قلب رحیمیہ کی پھوار ہے، ایسی ہو جائے گی کہ قہری طور پر قبولیت کی صلاحیت رکھنے والوں پر اس کا مثبت اثر ہو گا اور سخت دلوں کا تکبر و غرور بھی اس سے ختم ہو جائے گا۔

(آداب الصلاۃ، ص ۲۳۷)

برائی سے منع کرنے میں لطف ومہربانی کی رعایت

بہتر ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر روکنے والا اپنے امر اور نہی اور منع کرنے کے مراتب میں مہربان معالج اور شفیق باپ کی طرح ہو جو منکر انجام دینے والے کی مصلحت کا خیال کرے اور اس کا منع کرنا منکر انجام دینے والے کیلئے خصوصاًاور پوری امت کیلئے عموماًمہربانی اور رحمت ہو اور منع کرنے میں فقط خداوند متعال اور اس کی رضایت کو مدنظر رکھے اور اپنے آپ کو ہوائے نفس اور اظہار برتری کی آلودگیوں سے پاک کرے اور اپنے آپ کو پاک خیال نہ کرے اور نہ ہی اپنے آپ کو منکر انجام دینے والے کے مقابلے میں برتر اور عالی خیال کرے، کیونکہ کتنے ہی لوگ منکر کو انجام دینے والے ہیں۔ اگرچہ گناہان کبیرہ کو انجام دینے والے ہوں پھر بھی ان میں ایسی نفسانی صفات ہوتی ہیں جو خدا کے نزدیک پسندیدہ ہیں اور خدا اس شخص کو ان صفات کی وجہ سے پسند کرتا ہو، اگرچہ اس کا یہ عمل خدا کے نزدیک مبغوض ہو کتنے ہی ایسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے ہوتے ہیں جو اس کے برعکس ہوتے ہیں، اگرچہ خود انھیں اس کا علم نہ ہو۔

(تحریرالوسیلہ، ج ا، ص ۴۴۲)

علما کا عمل اور کردار سب سے عظیم امر و نہی ہے

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سب سے اہم اور بہتر اور لوگوں میں تاثیر کے لحاظ سے سب سے شریف ترین اور دقیق مصداق، مخصوصاً اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انجام دینے والا علمائے دین اور مذہبی راہنماؤں میں سے ہو یہ ہے کہ امر بالمعروف کرنے والے نے اس معروف پر چاہے واجب ہو یا مستحب خود عمل کیا ہو اور منکر سے چاہے مکروہ ہی کیوں نہ ہو خود اجتناب کیا ہو اور انبیاء اور علماء کے اخلاق سے مزین اور سفہا اور اہل دنیا کے اخلاق سے اجتناب کرتا ہو تا کہ اپنے عمل، سلیقے اور اخلاق سے امر اور نہی کرے اور لوگ اس کی پیروی کریں۔ لیکن اگر (نعوذ باللہ) وہ اس کے برعکس ہو اور لوگ دیکھیں کہ وہ عالم دین جو انبیا کی خلافت اور اُمت کی قیادت کا دعویدار ہے اور خود اپنی باتوں پر عمل نہیں کرتا تو یہ بات لوگوں کے عقیدے کے کمزور ہونے اور گناہوں پر ان کی جرأت اور گذشتہ علمائے صالح کیلئے بدگمانی کا باعث بنے گی۔ لہذا علما اور مخصوصاً مذہبی قائدین پر واجب ہے کہ وہ تہمت کے مقام سے بچیں اور ان میں سے سب سے اہم ظالم اور جابر حکمرانوں کا تقرب حاصل کرنا ہے اور اُمت پر بھی واجب ہے کہ اگر کوئی ایسا عالم دیکھے تو اگر احتمال ہو تو اس کے عمل کو صحیح فرض کریں وگرنہ اس سے دوری اختیار کرلیں، کیونکہ وہ عالم نہیں ہے، بلکہ اس نے فقط علما کا لباس پہن رکھا ہے اور علما کے بھیس میں شیطان ہے۔ ہم خدا کے حضور اس قسم کے افراد سے اور ان کے شر سے اسلام کو پہنچنے والے نقصان سے پناہ مانگتے ہیں۔

(تحریرالوسیلہ، ج ا، ص ۴۴۲)

فہرست

مقدمہ 1

اسلامی علوم اور منابع میں امر و نہی کا موضوع 2

تفسیر وحدیث 2

علم کلام 3

اخلاق وعرفان 3

علم فقہ 4

امام خمینیؒ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر 4

اس کتاب کی خصوصیات 6

حصّہ اوّل 8

کلّیّات 8

پہلی فصل 10

اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر 10

کی اَہمیت اور اَثرات 10

قرآن اور روایات میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت 10

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اثرات 11

حکومت اسلامی کا تعارف، ظالم حکومتوں کی نابودی کا سبب 11

اسلام سے آگاہی، استعماری منصوبوں کے برملا ہونے کا سبب 12

ملت کا احتجاج، ناجائز کاموں کی روک تھام 12

امام حسین (ع) کے قیام کا مقصد اسلام کو خطرے سے بچانا 13

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اصلاحی پہلو 13
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سائے میں معاشرے کی اصلاح 14
اقوام و ملل کی آگاہی، مستکبرین کی طاقت کے مانع ہے 14
امر و نہی کے مراتب کی انجام دہی کے ساتھ معاشرے کی اصلاح 15
تحریک کو آگے بڑھانے میں تقاریر کا کردار 16
فتح، عمل پر موقوف ہے 16
مقاصد کا حصول، اقدام کرنے پر موقوف ہے 16
قلم و بیان کے ذریعے عوامی تحریک 17
کوشش اور فداکاری کے ذریعے اسلام کا احیا 18
ظالموں کی نابودی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا موثر ہونا 18
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کے سائے میں کامیابی 19
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنے کے نتائج 19
نہی عن المنکر کا ترک، فاسدین کے تسلّط کا سبب 19
خاموشی، اغیار کے تسلط کا سبب 19
فریضہ ترک کرنے کی وجہ سے ملت کی تباہی 20
دین کا دفاع نہ کرنے کے سبب فاسدین کا جری ہو جانا 20
نہی عن المنکر کا ترک، ملت کی تباہی کا سبب 20
سستی کی وجہ سے زوال اور تباہی 21
قیامت کے دن نہی عن المنکر کے تارک کا مقام 21
دوسری فصل 22

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وجوب 22

واجب ہونے کی کیفیت اور ان دونوں کی اقسام 22

واجب، حرام، مستحب اور مکروہ امر و نہی 22

امر و نہی کا کفائی وجوب..22

ضرورت کے مطابق اقدام کا وجوب 22

سہل انگار لوگوں کا گناہ 23

موثر ہونے کے احتمال کی صورت میں وجوب 23

دوسرے شخص کے اقدام کرنے پر اطمینان اور یقین کا حکم 23

وجوب کے ساقط ہونے میں اقدام کے احتمال کا کافی نہ ہونا..23

موضوع کے ختم ہو جانے کے ساتھ وجوب کا ختم ہو جانا..23

اہم اور اہمتر کی طرف توجہ 24

مساوی ہونے کی صورت میں مکلف کا اختیار..24

حکم شرعی کے بیان کا کافی نہ ہونا 24

اس باب میں امر و نہی کا حکم مولوی ہونا..24

امر و نہی میں توصلی وجوب 25

ہر گناہ کے مقابلے میں نہی کا واجب ہونا..25

حرام مقدمات سے نہی کا حکم 25

فاعل کی قدرت میں شک کا حکم 25

روایات میں امر و نہی کا وجوب 26

حدیث {کلکم راع۔۔۔} سے استدلال..26

{کلکم راع۔۔۔} سے استناداور عمومی ذمہ داری 26
{کلکم راع۔۔۔} سے استناداور عمومی ذمہ داری 27
{کلکم راع۔۔۔} سے استناداور عمومی ذمہ داری 27
حدیث {من أصبح ولم یهتم۔۔۔} سے استدلال 28
نظام اسلامی کا برپا کرنا ایک قرآنی فریضہ ہے 28
امام علی(ع) کی وصیت سے استدلال 29
امام علی(ع) کے کلام سے استدلال 29
خطبۂ نہج البلاغہ سے استدلال 29
امام علی(ع) کی نظر میں علماء کی ذمہ داری 30
تحف العقول کی ایک حدیث سے استدلال 31
سید الشہداء(ع) کے ایک خطبے سے استدلال 31
اولیائے کرامؑ کی سیرت میں أمر و نہی 32
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت 32
سیرت انبیاءؑ کے مطابق اقدام کرنا 33
علی(ع) کا معاویہ سے مقابلہ 33
حضرت علیؑ کی سیرت دوسروں کیلئے حجت ہے 33
امام حسینؑ کا قیام شرعی فریضہ کو تعین کرتا ہے 34
امام حسینؑ کا قیام سب کیلئے حجت ہے 34
پیغمبرؐ اور ائمہؑ کی سیرت سے استفادہ 35
حضرت عیسیؑ کی سیرت 35

مسجد اور نماز جمعہ، حرکت کی جگہ ہے 35

ظالموں کے مقابلے میں انبیاء واولیاء کی سیرت 36

حضرت ابراہیمؑ منکرات کے ساتھ مقابلے کا نمونہ 37

امام خمینیؒ کے فرمودات میں اُمر و نہی کا وجوب 37

نصیحت کا وجوب 37

علمائے اسلام کا فریضہ 37

قرآن کو خطرے میں دیکھ کر اقدام کرنا واجب ہے 37

اسلام اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں فریضہ کی انجام دہی 38

احکام اسلام کا دفاع 38

کیپیٹلائزیشن کے سلسلے میں اجتماعی ذمہ داری 38

جرم وجنایت کا افشا ضروری ہے 39

خطرات کے بارے میں عوام کو بیدار کرنا ضروری ہے 39

اسرائیل کی مدد پر اعتراض 40

اسلامی فریضہ کی یاد دہانی 40

عوام کو آگاہ کرنا، جوانوں کا فریضہ ہے 40

فلسطین کا دفاع، سب اسلامی حکومتوں کی ذمہ داری ہے 41

اسرائیل کے خلاف جدوجہد، ملت اسلام کا فریضہ ہے 41

اسلام کا دفاع تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے 41

شاہی حکومت کی سرنگونی تمام طبقات کی ذمہ داری ہے 42

قیام کرنا سب کا فریضہ ہے 42

ہر ممکنہ طریقے سے اسلامی تحریک کی مدد 42
پروپیگنڈے کے ذریعے مدد کرنا، ملک سے باہر ایرانیوں کا فریضہ ہے 43
قیام کرنے والوں کا ساتھ 43
حکومت کو افشا کرنا، اہل قلم کا فریضہ ہے 43
فوجیوں کو ظلم وستم سے روکنا 44
ظالم کے خلاف جنگ، الٰہی فریضہ ہے 44
انحراف کی روک تھام ایک عمومی فریضہ 44
شاہی حکومت کا افشاء سب کا فریضہ ہے 44
عام عوامی شرکت کے ذریعے، تحریک کا تسلسل 45
شاہ اور باغی حکومت سے اظہار بیزاری 46
مراجع اور علماء کی سنگین ذمہ داری 46
شاہ کی مخالفت ایک شرعی فریضہ 46
ہڑتال، ایک واجب شرعی 46
تمام طبقات کے ذریعے شاہ کے معزول ہونے کا اعلان 47
اقامہ عدل سب کا فریضہ ہے 47
تحریک کا جاری رہنا، شرعاً وعقلاً واجب ہے 47
روشن فکر حضرات کی ذمہ داری 48
دوسروں کے بارے میں ذمہ داری 48
راہ مستقیم کی طرف دعوت سب کا فریضہ ہے 48
ظلم وستم کا مقابلہ کرنا سب کی ذمہ داری ہے 48

سب پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا واجب ہونا......49
عراقی فوج کیلئے بعثی حکومت کی مخالفت واجب ہے......49
عراقی فوج کیلئے قیام کرنا واجب ہے......49
ملت عراق کیلئے قیام کرنا واجب ہے......50
ظالموں کے مقابل قیام کرنا مستضعفین کا فریضہ ہے......50
ظالم کو ختم کرنا واجب ہے......50
امر و نہی کے بارے پوری قوم کا فریضہ......51
مسلمانوں پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وجوب......51
منافقین کے مقابلے میں فریضہ کی ادائیگی......51
سادات اور فہد کے منصوبے کو رد کرنا واجب ہے......52
خیانتوں کے مقابلے میں سکوت جائز نہ ہونا......52
عوام کو ایک عمومی تحریک کیلئے تیار کرنا......52
ظالموں کا افشا، علماء کا فریضہ ہے......53
حج میں مسلمانوں کے نام پیام......53
مشرکین سے برائت......54
امر و نہی کا وجوب اور شرعی فریضہ......54
امور مسلمین میں اہتمام کرنے کا وجوب......54
شرعی ذمہ داری پوری کرنا ہی ہمارا فریضہ ہے......55
مقصد، ادائے فریضہ ہے نہ نتیجہ......55
یزید کے مقابلے میں قیام، ایک شرعی فریضہ ہے......56

شاہ کے مقابلے میں قیام ایک شرعی فریضہ ہے..........56
شکست سے نہ ڈرنا..........57
بدعتوں کے خلاف جدوجہد، شرعی ذمہ داری ہے..........57
ظلم کے خلاف جنگ، شرعی ذمہ داری ہے..........57
ظلم کی روک تھام، قرآنی واسلامی ضرورت ہے..........58
تیسری فصل..........59
معروفات..........59
دینی معاشروں کی تشکیل..........59
فلسطین کا دفاع..........59
پندرہ خرداد کو زندہ رکھیں..........60
ہڑتال کرنے والوں کی مدد..........60
افواج کا ملت سے متصل ہو جانا..........61
عدالت کی حفاظت..........61
لوگوں کے کام آنا..........61
آزادی اور استقلال..........62
ظلم کے خاتمے کیلئے عہدہ قبول کرنا..........62
حکومت اور ذمہ دار افراد کی راہنمائی..........62
چوتھی فصل..........64
منکرات پہلوی حکومت اور منکرات..........64
مسلمانوں کا قتل اور بے پردگی..........64

حکم قرآن کی نفی 64

یہود اور بہائیّت کا تسلّط 65

قضاوت میں سے اسلامی شرائط کا حذف..65

احکام اسلام کی مخالفت 65

اسرائیل کی حمایت..66

کیپیٹلائزیشن 66

اسلام مخالف سلطنت 67

بیرونی سرمایہ گذاری کے سائے میں اسارت 67

شاہنشاہی جشن 68

حوزہ اور یونیورسٹی پر حملہ..68

عوام کو قید و جلاوطنی اور اذیتیں 68

عوام پر اغیار کو مسلّط کیا جانا 69

رضاخان کی حکومت کے منکرات 69

تاریخ اسلام میں تبدیلی..70

تاریخ اسلام کو آتش پرستوں کی تاریخ میں تبدیل کیا جانا 70

قوم پر امریکیوں کو مسلّط کرنا..71

امام رضا(ع) کی بارگاہ پر حملہ !..71

قومی اموال کی لوٹ مار 71

حجاب کا خاتمہ اور عورتوں مردوں کا اختلاط 72

ملک میں غیر اسلامی احکام کا رواج..72

اغیار کاآلہ کار 72
کیپیٹلائزیشن، سب سے بڑی خیانت 73
پیغمبر اسلام ﷺ کی اہانت 73
علماء کا قتل اور جلاوطنی 73
رضاخان کے دور حکومت کی خرابیاں 74
اسلام کے خلاف جنگ 74
اشخاص، گروہ اور منکرات 75
مارکسسٹ گروہ سے تعاون 75
شاہنشاہی نظام کے ساتھ موافقت 75
خبائث کے ساتھ تعاون 75
تحریک میں کوتاہی کرنا ملت کے ساتھ خیانت ہے 76
شاہ کے ساتھ تعاون، اسلام کی مخالفت ہے 76
شاہ کے ساتھ تعاون، اسلام کے ساتھ خیانت 76
ظلم اور ظالم کی ترویج اسلام کے ساتھ خیانت ہے 76
بعثی حکومت کی مدد کرنا حرام ہے 77
شاہ کے ساتھ آشتی سب سے بڑی خیانت ہے 77
نص قرآن کی مخالفت 77
ملک میں فتنہ وفساد برپا کرنا 77
احکام اسلام کے ساتھ مقابلہ 78
قرآنی احکام کی اہانت سب سے بڑا منکر ہے 78

خدااور عوام کے خلاف اقدام پر سکوت 79

دنیائے معاصر کے اہم ترین منکرات 79

اغیار کا غلبہ سب سے بڑا منکر ہے 79

امریکہ سے وابستہ حکمرانوں کے جرائم 79

دور حاضر کے بت اور بت پرستی 80

بعض منکرات کی جانب اشارہ 81

مراجع اسلام کی اہانت 81

عوام سے ناانصافی 81

جنگلوں کی تخریب 81

قیدیوں کو اذیت وآزار دینا..82

کلام میں شرعی حدود سے تجاوز..82

چرس کا استعمال..82

حصّہ دوئم..83

امر بالمعروف 83

اور نہی عن المنکر..83

کے واجب ہونے کی شرائط..83

پہلی فصل..84

علم 84

معروف اور منکر کی شناخت کا ضروری ہونا..84

معروف و منکر کی شناخت کے طریقے..84

اختلافی مسائل میں امر و نہی کا حکم 85
فاعل قاصر کا حکم سے جاہل ہونا..85
فاعل کا موضوع سے جہل..85
تجری کی صورت میں امر و نہی 85
احتیاط کے موقعوں پر امر و نہی 86
علم اجمالی کے موقعوں پر امر و نہی 86
امر و نہی کی شرائط سے آگاہی حاصل کرنے کا وجوب 87
وجوب کے موارد سے تخلف کا حکم 87
دین کے کمزور ہونے کے خوف کی صورت میں امر و نہی کا حکم 87
دوسری فصل 88
تاثیر کا احتمال 88
تاثیر کے احتمال کا لازمی ہونا 88
عدم تاثیر کے گمان کا حکم..88
تاثیر کی صورت میں وجوب کا احتمال..88
تاثیر کی صورت میں نصیحت کا وجوب..89
بعض موارد میں اہم اور اہم تر کی رعایت 89
تاثیر کے احتمال کی صورت میں تکرار 89
علنی تاثیر کے احتمال کا حکم..89
برائی کی اجازت کی صورت میں تاثیر کا حکم 90
مستقبل میں تاثیر کے احتمال کا حکم 90

تیسرے شخص میں تاثیر کے احتمال کا حکم 90
دوسرے شخص کو امر و نہی کیلئے امر 90
منع کرنے میں نہی کی تاثیر 91
امر و نہی کے حرام پر موقوف ہونے کا حکم 91
مصلحت کی صورت میں برعکس امر و نہی کرنا 91
معصیت کے کم ہونے کا احتمال اور امر و نہی کا وجوب 91
یقینی مخالفت کے ترک ہونے میں تاثیر کا حکم 92
تاثیر اور عدم تاثیر کے احتمال کا حکم 92
تاثیر کے احتمال کی صورت میں نہی کا حکم 92
نہی عن المنکر کا وجوب کفائی 93
منع کرنے میں تعارض کا حکم 93
اجتماعی اعتراض کی تاثیر 93
علماء اور طلاب کے اعتراض کی تاثیر..93
بُرائیوں کے اعلان کی تاثیر..94
علماء کے اتفاق کی تاثیر 94
تیسری فصل 96
گناہ پر اصرار 96
یقین اور اطمینان کے حصول کا حکم 96
گمان و شک کے حصول کا حکم..96
معتبر دلیل کا حکم..97

گناہ پر اصرار سے مراد 97
گناہ سے توبہ کا واجب ہونا 97
آئندہ منکر کے ارتکاب سے نہی 97
عدم تسلسل پر وجوب کا ساقط ہو جانا 98
فاعل کی ناتوانی کی صورت میں وجوب کا سقوط 98
مستقبل میں قدرت کے وجود کی صورت میں نہی کا وجوب 98
فاعل کی ناتوانی کا یقین ہونے کی صورت میں منع کرنے کا حکم 98
غیر معین فرد کی نسبت نہی کا حکم 99
اہم موضوع کی نسبت نہی کا حکم 99
چوتھی فصل 100
منع کرنے میں کوئی مفسدہ نہ ہو 100
ضرر کے یقین اور گمان کی صورت میں وجوب کا ساقط ہونا..100
حال اور مستقبل کے ضرر میں فرق نہ ہونا 100
مشقت کی صورت میں امر و نہی کا حکم 100
جان و مال اور آبرو کے خوف کی صورت میں عدم وجوب 101
امر و نہی میں مال خرچ کرنے کا حکم..101
منکرات کے خاتمے اور معروف کے قیام کیلئے حکومتی عہدوں کا حاصل کرنا..101
حکومتی دینی اداروں میں داخلہ لینے کا حکم 101
حکومتی مدارس کی ذمہ داری قبول کرنے کی حرمت 102
حکومتی دینی مدارس میں طلاب کے داخلہ لینے کی حرمت..102

محتملہ موارد میں احتیاط کی ضرورت 102
حکومتی دینی مدارس کے عہدیدار کا عادل نہ ہونا 103
سہم امام و سہم سادات کا جائز نہ ہونا 103
عذر اور بہانہ تراشی کا صحیح نہ ہونا 103
آمر و ناہی کیلئے عدالت کی شرط نہ ہونا 103
بچے اور دیوانے کو امر و نہی کا حکم 104
معذور کو امر و نہی کا حکم 104
احکام اسلام کی ہتک کی صورت میں امر و نہی کا حکم 104
موضوع یا حکم سے جاہل کو امر و نہی کا حکم 104
اہم موارد میں سکوت اختیار کرنے کا حکم 105
معروف و منکر کے تبدیل ہو جانے کی صورت میں خاموشی کا حکم 105
ظالم کی تقویت کی صورت میں خاموشی کی حرمت 105
ظالموں کے جری ہو جانے کی صورت میں خاموشی کی حرمت 105
بدگمانی پیدا ہونے کی صورت میں نہی کا واجب ہو جانا 105
ملکی حالت کے بارے میں خاموشی 106
تقیّہ کی حرمت 106
جابر نظام کے مقابلے میں خاموشی ننگ ہے 106
خاموشی، نسلوں کی تباہی کا سبب 106
خاموشی، جابر و ظالم نظام کی تائید ہے 107
کیپیٹلائزیشن کے مقابلے میں خاموشی گناہ ہے 107

خاموشی کی وجہ سے غلطیوں کی تائید..107
حق تعالیٰ اور قوم کے سامنے ناقابل بخشش عذر..108
مصلحت اسلام کے خلاف، خاموشی 108
تحریک کے موجودہ حالات میں خاموشی کی حرمت..108
قرآن کی بے حرمتی کے مقابلے میں سکوت کی حرمت 108
اُہم موارد میں فداکاری اور نقصان برداشت کرنا..109
اہم موارد میں جان ومال کا ایثار واجب ہے 109
بدعت کے ظاہر ہونے پر علما کا فریضہ 109
امر بالمعروف میں سختی 110
اسلام کیلئے امام حسینؑ کا ایثار 110
عظمت اسلام کیلئے فداکاری کی ضرورت 110
توحید کے پرچم کے سائے میں ایثار کی ضرورت 110
حکومت عدل کے قیام کیلئے ایثار..111
اسلامی قوانین کی حفاظت کیلئے مسلحانہ قیام کا جائز ہونا 111
احقاق حق کیلئے ایثار وقربانی..111
اقامہ عدل، ہمارا فریضہ ہے 111
راہ اسلام میں شہادت، سیرت انبیاء ہے..112
حصّہ سوئم..113
امر بالمعروف 113
اور..113

نہی عن المنکر کے مراتب 113
پہلی فصل 114
غیر زبانی مرتبہ 114
مراتب کی رعایت کرنا ضروری ہے 114
امر و نہی کے درجات 114
پہلے مرتبے میں درجات کی رعایت کرنا 114
ترک معاشرت اور منہ موڑنے پر اکتفا کی شرط 115
علما کا منہ موڑنا اور اس کا ظلم کے خاتمے میں مؤثر ہونا 115
ظالموں کے ساتھ علما کی معاشرت کی شرط 115
ظالموں کے تحائف واپس لوٹانے کا حکم 115
ظالموں کے تحائف قبول کرنے کا حکم 116
منکرات سے باطنی نفرت کا حکم 116
قلبی نفرت کا غیر مشروط ہونا 116
شاہنشاہی جشن کے خلاف منفی مبارزہ 116
اپنے غصے اور نفرت کا اظہار 117
رستاخیز پارٹی کی مخالفت 117
رستاخیز پارٹی کے مقابلے میں منفی مقاومت 117
شاہنشاہی تاریخ سے استفادہ کرنے کی حرمت 117
فوجیوں کو فوجی بارکوں سے فرار کا حکم 118
فوجی جوانوں کیلئے ملت کا ساتھ دینا لازم ہے 118

غاصب حکومت کی مدد کرنے کی حرمت 118
حکومت کی مدد نہ کرنا لازمی ہے........ 119
باغی حکومت کے فرامین کی مخالفت 119
فاسد وزیروں کی اطاعت نہ کریں........ 119
شاہ کی اطاعت حرام ہے 119
حکومت کی مدد کرنے سے اجتناب 120
حکومت اور شاہ کی خدمت، کفر و شرک کی خدمت ہے........ 120
مصر کے ساتھ روابط ختم کرنے کا حکم 120
مسلمانوں کو مصر سے تعلقات ختم کرنے کی دعوت 120
عراقی سپاہیوں کو فرار کرنے کا حکم........ 121
باطل حکومت کی نوکری حرام ہے........ 121
صدام کے خلاف قیام کرنے کی ضرورت 121
عراقی فوج کا ایرانی فوج سے الحاق 121
حکومت عراق کی مدد سے اجتناب اور ہڑتال........ 122
ملت عراق کو قیام کرنے کی دعوت........ 122
دوری اختیار کرنا اور ردّ کرنا........ 123
ظالم قاضی اور حاکم کی طرف رجوع نہ کرنا 123
ظالموں کی تائید کرنے والوں کے اجازہ کی نفی........ 123
امام اُمتؒ کا جواب 124
اسلام کے غیر مقید افراد سے انجمن اسلامی کو بچنے کی ضرورت........ 124

اسلامی انجمنوں سے گمراہ افراد کو دور رکھنا 124
غیر اسلامی گروہوں کے موقع پرست افراد کو دور رکھنا 124
درباری علماء سے دوری اختیار کرنا 125
فرامین طاغوت کی نافرمانی کرنے کی ضرورت 125
صلح کے موافق لوگوں کا مقابلہ 125
تحریک کو سست کرنے والوں کو دور کریں 125
کیمونسٹوں سے عدم تعاون 126
شاہ کی حکومت کو مالیات نہ دیں 126
گمراہ علماء کو چھوڑ دیں 126
پاسداران میں سے منحرف پاسدار کو نکال دیں 126
غلط کام کرنے والوں کو اداروں سے نکال دیں 127
دائیں اور بائیں جانب منحرف افراد کو یونیورسٹی سے نکال دیں 127
نہی عن المنکر کی خاطر ترک معاشرت 127
عزیز و اقارب کو نصیحت اور عدم قطع تعلق 128
باپ کی ہدایت اور قطع تعلق کا جائز نہ ہونا 128
قطع رحم کا جائز نہ ہونا 129
دوسری فصل 130
زبانی امر و نہی 130
دوسرے مرحلے میں داخل ہونے کی شرط 130
زبانی امر و نہی کا پہلا مرحلہ، موعظہ ہے 130

زبانی مرحلے میں درجات کی رعایت کرنا ضروری ہے..130
شدید اور سخت رویئے کی شرط..131
جھوٹ اور اہانت کے ساتھ منع کرنے کا حکم..131
مختلف افراد کی نسبت، درجات و مراتب کی رعایت..131
پہلے اور دوسرے مرتبے کے مساوی ہونے کا حکم..132
دو مرتبوں کے درجات میں جمع کرنے کا حکم..132
برائی کی روک تھام کیلئے ظالم سے تعلق قائم کرنے کا حکم..132
فریضہ پر بطور کفائی عمل کرنا..133
ہر فرد کیلئے انجام فریضہ کا حکم..133
علم اجمالی کی صورت میں کمتر مرتبے کا وجوب..133
نصیحت اور افشائے مطالب..133
شاہ کی حکومت کو نصیحت..133
شاہی حکومت کی خلاف ورزیاں..134
علما اور اُمت کی طرف سے اعتراض ضروری ہے..134
اسلامی عدالت کو بیان کرنا ضروری ہے..134
حکومت کو علما کی نصیحت..135
مطالب بیان کرنے کیلئے موقع سے استفادہ..135
وعاظ اور اہل منبر کا فریضہ..136
قیام اور انقلاب کے بارے میں علما کی وضاحتیں..136
قلم اور بیان کے ذریعے حکومت کے جرائم کا افشا..137

تحریک کے بارے میں صحیح معلومات فراہم کرنا..137

تحریک کے بارے میں دنیاوالوں کوآگاہ کرنا 137

ملت اور اسلام کی مصلحت کی خاطر پروپیگنڈہ..138

تحریک کی مدد کیلئے خطاب 138

ایران کے مسائل کی وضاحت..138

پروپیگنڈے کے مقابلے میں پروپیگنڈہ..139

امام حسین(ع) کی مجالس سے استفادہ 139

عوام کی آواز دنیاوالوں تک پہنچانا 140

شاہی حکومت کی صریحی مخالفت اور افشا 140

غیر قانونی حکومت کی مذمت..141

تحریک کے سلسلے میں اہل قلم کا فریضہ 141

حقائق کی اشاعت کیلئے اسلامی اداروں کا قیام..141

فریب خوردہ افراد کوآگاہ کرنا 142

استادوں اور قومی سربراہوں کا انحراف..142

لوگوں کے سامنے، کیمونسٹوں کے مقاصد کا افشا..142

احکام اسلام کے اجرا کے مخالفین کا افشا..143

گفتگو کے مخالفین کا مقابلہ..143

مخالفین کے سامنے قیام اور بحث 144

جوانوں کی تحریک میں عوام کا فریضہ..144

مخالف گروہوں کے فریب خوردہ افراد کو نصیحت 145

مخالف گروہوں کے جرائم کا افشا............146
اسلام کی کسمپرسی کو ختم کریں............146
انحراف پھیلانے والوں کو نہی عن المنکر............146
تفرقہ انگیز حرکتوں کا افشا............147
عملی امر بالمعروف............147
تارک نماز کو امر بالمعروف............147
عزیزو اقارب کی راہنمائی............148
اسلامی جمہوریہ کے مخالفین کی راہنمائی............148
گناہوں کے مقابلے میں نہی عن المنکر............149
شوہر کا بیوی کو امر و نہی کرنے کے بارے میں فریضہ............149
بیوی کی نماز کے سلسلے میں شوہر کا فریضہ............149
تیسری فصل............150
عملی اقدام کا مرتبہ............150
تیسرا مرحلہ اور اس کے اقدام کا حکم............150
فاعل اور برائی کے درمیان مانع بننے کا حکم............150
فاعل اور اُس کے وسائل میں تصرف کا حکم............150
ملکیت اور گھر میں داخل ہونے کا حکم............151
برائی کے فاعل کو نقصان پہنچانے کا حکم............151
غیر ضروری موارد میں ضمانت کا حکم............151
تجاوز اور ضمانت کا حکم............151

برائی کے فاعل کو قید کرنے کا حکم 152
برائی کے فاعل پر سختی کرنے کا حکم 152
مارنے اور فقیہ سے اجازت لینے کا حکم 152
زخمی اور قتل کرنے کا حکم 152
اہم موارد میں نہی عن المنکر کا حکم 153
منکرات کو روکنے میں زخمی اور قتل کے مرتبے کی رعایت 153
عملی اقدام کے نمونے 153
خلاف شرع اُمور کے مقابلے میں استقامت 153
نام نہاد اسلامی یونیورسٹی کی روک تھام 153
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں کی مدد 154
امامؒ اُمت کا فتویٰ 154
شاہ کو روکنے کے سلسلے میں ملت اور فوج کا فریضہ 155
پہلوی حکومت کی سرنگونی کیلئے کوشش 155
فوج کیلئے شاہ کی مخالفت ضروری ہے 155
حکومت کے فرامین کی نافرمانی 156
لاٹھی برداروں کا قتل 156
لاٹھی برداروں کے مقابلے میں دفاع 156
بختیار کی حکومت کے خلاف قیام 156
افغانستان کی حکومت اور فوج کی ذمہ داری 157
ملت افغانستان کی حمایت 157

لبنانی و فلسطینی وعوام کی حمایت 157
بعثی حکومت کا خاتمہ اور ملت عراق کی ذمہ داری 158
صدام کو نکالنے کے سلسلے میں ملت عراق کی ذمہ داری 158
حزب بعث کو ختم کرنے کے سلسلے میں ملت عراق کی ذمہ داری 158
اسلامی مملکت اور اسلام کی خاطر قیام کی ضرورت 159
حزب شیطان پر حزب خدا کے غلبے کا موقع 159
غیر ملکی مشیروں کا اخراج 159
عراقی اور مصری عوام پر قیام کا وجوب 160
اسرائیل کے ساتھ دوستی کو رد کرنے کی ضرورت 160
ہڑتال 160
اظہار مخالفت کی خاطر عزاداری کا اعلان 160
بطور اعتراض علما کا نماز جماعت نہ پڑھانا 161
ملت کی طرف سے عام ہڑتال کی ضرورت 161
ہڑتالوں کی حمایت 161
حکومتی نظام کے ناکارہ ہو جانے تک ہڑتال 162
ہڑتال جاری رہنی چاہیئے 162
اسرائیل کو تیل کی برآمد روکنے کیلیئے ہڑتال 162
ہڑتال کی حمایت کیلیئے سہم امامؑ خرچ کرنے کی اجازت 162
فقہا اور سیاسی وقضائی اُمور میں مداخلت 163
اُمور مسلمین کی کفالت 163

عصر غیبت میں حضرت ولی عصر (عج) کے جانشین 163

نائبین عام کا فریضہ 163

عصر غیبت میں عوام کا فریضہ 163

ظالم کی طرف سے اُمور کی کفالت 164

اجبار کی صورت میں ظالم کی اطاعت کا حکم 164

ظالم سے ذمہ داری قبول کرنے میں فقیہ کا فریضہ 164

ذمہ داری قبول کرنے میں عدم مفسدہ کی رعایت 164

مجتہد متجزی کے اختیارات کی حدود 165

ظالم حکومت کے قاضی اور حاکم کی طرف رجوع کرنے کا حکم 165

فقیہ کی قضاوت قبول کرنے کا وجوب 165

حاکم شرع کے پاس حاضر ہونے کا وجوب 165

محاکمات کو قبول کرنے کا حکم 166

چوتھی فصل 167

امر و نہی میں مراتب کی رعایت کرنا 167

نصیحت کے بعد کام میں روڑے اٹکانے والوں کی شکایت 167

ترک معاشرت، نہی عن المنکر کا ایک درجہ 167

نام نہاد علماء کی ذمہ دار افراد سے شکایت 168

کھلے عام، فسق کرنے والے کی غیبت اور نہی عن المنکر کے مراتب 168

قیام اور مبارزے میں شرائط کی رعایت 168

اسلام پر تجاوز کرنے والوں کے ساتھ مقابلہ اور نصیحت 169

تمام وسائل اور طریقوں کے ساتھ قیام..................169

ہر طریقے سے قیام کرنے والوں کی مدد کی جائے..................169

منفی اور مثبت مبارزے کا جاری رہنا..................169

حق کی دعوت کے بعد، دور کرنا..................170

احقاق حق کی خاطر ہڑتال، مظاہرے اور تقاریر..................170

ظالموں کی قولی و عملی مخالفت..................170

نصیحت کے بعد فریب خوردہ افراد کی شکایت..................171

نصیحت کے بعد اولاد کی شکایت..................171

نصیحت کے بعد شرق و غرب کے طرفداروں کی شکایت..................171

امر و نہی میں شرعی و اخلاقی ضوابط..................172

امر و نہی میں مراتب کی رعایت..................172

مسلمانوں کی ہتک حرمت اور فحاشی پھیلانا..................172

امر و نہی میں شرعی ضوابط کی رعایت..................172

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط پر عمل..................172

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط کی رعایت..................173

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں اسلامی ضوابط کی رعایت..................173

سازش نہ کرنے والوں کا مقابلہ نہ کرنا..................173

امر و نہی میں محبت کا رویہ..................174

امر و نہی میں رحم و محبت کی تاثیر..................174

برائی سے منع کرنے میں لطف و مہربانی کی رعایت..................175

علما کا عمل اور کردار سب سے عظیم امر و نہی ہے..175
فہرست..176